۹

ہندوستان کا سب سے پہلا سفرنامۂ حجاز

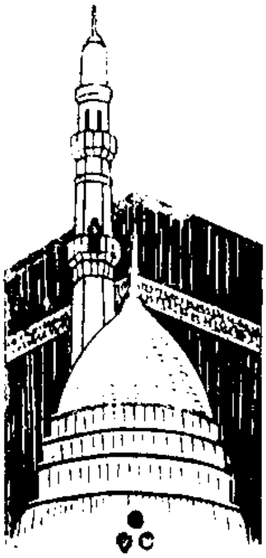

درویش صفت رئیس تلمیذ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

لانا الحاج رفیع الدین صاحب مرادآبادیؒ کا سفرنامۂ حرمین سنہ ۱۲۰۱-۱۲۰۳ھ

ماہنامہ الفرقان لکھ
خاص اشاعت

شوال سنہ ۱۳۸۰ھ

یڈیٹر مسئول
منظور نعمانی
رتب
الرحمن سنبھلی

ماہنامہ الفرقان لکھنؤ

جلد ۲۸
شمارہ ۱۰ و ۱۱

شوال ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ
اپریل مئی ۱۹۶۱ء

خاص اشاعت

ہندوستان کا سب سے پہلا

سفرنامۂ حجاز

از

مولانا حاجی رفیع الدین صاحب فاروقی مرادآبادیؒ

ترجمہ

از، مولانا نسیم احمد صاحب فریدی امروہی

قیمت ایک روپیہ

سالانہ چندہ :- ہندستان سے 5/= پاکستان سے 6/- غیر ممالک سے 10,5s

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ :- سکریٹری ادارۂ اصلاح و تبلیغ آسٹریلین بلڈنگ، لاہور

(مولوی) محمد منظور نعمانی پرنٹر و پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہِ اوّلیں

بغیر کسی اعلان اور بلا کسی پروگرام کے الفرقان کی یہ ایک خاص اشاعت حاضر ہے۔ الفرقان کے خاص قلمی معاون مولانا نسیم احمد صاحب فریدی امروہی دامت عنایاتہم نے گذشتہ ماہ مطلع فرمایا تھا کہ وہ الفرقان کے لئے ایک غیر مطبوعہ (قلمی) سفرنامۂ حجاز کا ترجمہ فرما رہے ہیں جو قریباً پچاس صفحے کا ہوگا اور وسط مارچ تک پہنچ جائے گا۔ اس اطلاع پر ہمارا پروگرام یہ تھا کہ اسکی دو قسطیں کر کے اپریل اور مئی کی اشاعتوں میں شائع کر دیا جائے گا لیکن مسودہ موصول ہوا تو قریب سو صفحے کی ضخامت کا نکلا۔ اب اگر عام شماروں میں بالاقساط شائع کیا جاتا تو کم سے کم چار اشاعتیں درکار ہوتیں اور موسم حج گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ تمام ہوتا۔ اس لئے فوری طور پر طے کیا گیا کہ جتنے صفحات پر بھی جائے اسے الفرقان کی ایک ہی اشاعت میں دیدیا جائے چنانچہ قریب دو چند ضخامت کی یہ اشاعت پوری کی پوری اسی سفرنامہ کی نذر ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہ سفرنامہ اسی قابل تھا جیسا کہ ناظرین اسکے مطالعہ سے محسوس فرمائیں گے۔

سفرنامہ کے تعارف میں کچھ کہنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ یہ کام مولانا فریدی صاحب نے باحسن وجوہ انجام دیدیا ہے۔ اب یہ ہدیہ ہے ادارہ الفرقان اور فاضل مترجم کی طرف سے عام ناظرین کی خدمت میں عموماً، اور ان خوش نصیبوں کی خدمت میں خصوصاً، جو امسال عازم حج ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ وہ اپنے ایک پیشرو کی اس روداد سفر کو اس راہ میں بہت ہی لذت آمیز اور نشاط انگیز پائیں گے۔ اور امید ہے کہ ارکان ادارہ الفرقان اور مولانا فریدی دامت برکاتہم کو اپنی بہترین دعاؤں سے یاد فرمائیں گے۔

اس موقع پر اس کا اظہار بھی مناسب ہے گا (اگرچہ مولانا فریدی زاد مجدہم کے ذوقِ اخفاء پر کچھ شاق گزرے، اور اس کے لئے ہم ان سے معذرت خواہ ہیں) کہ امسال مولانا موصوف بھی عازم حرمین ہیں اور امید ہے کہ الفرقان کے اس نمبر کی اشاعت کے ساتھ ہی ساتھ ان کا جہاز بھی ساحل بمبئی سے لنگر اٹھائے گا — خوب ہے اس سفرنامہ کے ترجمہ اور اسکی اشاعت کا یہ موقع! خدا انہیں اس سفر مقدس کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

اعلان:۔ (۱) یہ خاص اشاعت اپریل اور مئی کے حساب میں ہے، لہٰذا اسکے بعد رسالہ جون میں شائع ہوگا، جون سے پہلے اب کسی مزید اشاعت کا انتظار نہ کیا جائے۔ (۲) فروری کے شمارہ میں ۸ صفحے کم گئے تھے۔ ارادہ تھا کہ اپریل کے رسالہ میں اس کسر کو پورا کر دیا جائے گا۔ مگر سفرنامہ کی خصوصی اشاعت کی بنا پر اس دو ماہی اشاعت کے اپنے واجبی صفحات میں بھی کمی رہ گئی۔ ان شاء اللہ یہ سب کمی جون کی اشاعت میں پوری کر دی جائے گی۔ (مینجر)

مراد آباد سے حجاز مقدس تک

سفرنامہ

مولانا حاجی رفیع الدین صاحب فاروقی مراد آبادیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا حاجی رفیع الدین فاروقیؒ مراد آباد کے صاحب تصانیف بزرگ گذرے ہیں۔ [۱]خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بھی اُن کی نمایاں شخصیت تھی، وہ نواب عظمت اللہ خاں فاروقی حاکم مراد آباد کے پوتے تھے ۔۔۔ ذاتی اوصاف وکمالات کی حیثیت سے بھی بلند پایہ تھے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے براہ راست شاگرد تھے، حضرت مولانا خیر الدین سورتیؒ سے بھی سند حدیث حاصل کی تھی۔ اپنے زمانہ کے بہت سے مشائخ سے ملاقات کی اور استفادہ کیا۔ اور تذکرۃ المشائخ میں ان مشائخ کے حالات تحریر کئے ہیں۔ یہ کتاب اب کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ ابھی تک کسی کتب خانہ میں اس کی موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔ صاحب انوار العارفین نے امروہہ، مراد آباد اور دہلی کے مشائخ کا ذکر کرتے ہوئے، تذکرۃ المشائخ کا جگہ جگہ حوالہ دیا ہے اور اس سے اقتباسات بھی لئے ہیں ۔۔۔ حضرت [۲]مرزا مظہر جانجاناںؒ صاحب بھی مراد آباد

---

[۱] مولوی محمد حسین چشتی مراد آبادیؒ آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔
از رؤسا و بزرگان این شہر مراد آباد بودہ اند (انوار العارفین صفحہ ۲۲۴)

[۲] چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں ۔۔۔ (مرزا مظہر جانجاناںؒ) با فقیر بسیار مہربانی و شفقت می فرمودند و ہرگاہ بمراد آباد آمدے غریب خانہ را بقدوم خود مشرف میساختے و یکبار ہم اینجا اقامت فرمودہ۔
(انوار العارفین بحوالہ تذکرۃ المشائخ صفحہ ۲۲۵)

تشریف لاتے ان کے مکان کو اپنے قدوم سے ضرور مشرف فرماتے تھے اور ایک مرتبہ ان کے ہی مکان پر انھوں نے قیام فرمایا تھا۔

منجملہ دیگر تصنیفات و تالیفات کے آپ کا سفرنامہ بھی تاریخی، جغرافیائی اور ادبی حیثیت سے ایک شاہکار ہے ــــ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے یہ سفرنامہ کہیں طبع نہیں ہوا ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ پروفیسر خلیق احمد نظامی سلمہ سے مجھے دستیاب ہوا ــــ اس نسخے کے کچھ اوراق کہیں کہیں سے کرم خوردہ ہو گئے ہیں ۔ میں نے اس نسخے کا اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد رضا لائبریری رامپور کے نسخے سے ان ناقص اوراق کی عبارتوں کا پتہ چلایا اور دیگر بعض مقامات کتاب کی مطابقت بھی کی ــــ میں اس کتاب میں سے تاریخ حرمین اور چند حکایات و واقعات کو چھوڑ کر اس کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔

سفرنامے میں اپنے چشم دید واقعات اور حالات قلمبند کرنے کے علاوہ ان کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

(۱) مناسک شیخ عبدالحق دہلوی (۲) منسک شیخ محمد ہاشم سندھی (۳) رسالہ شیخ حسین محمد دیاربکری (۴) تاریخ مکہ (علامہ قطب الدین) (۵) مناسک مولانا جامی (۶) تاریخ مصر (علامہ جلال الدین سیوطی) (۷) وفاء الوفا (سمہودی) (۸) سفرنامہ مصر (شیخ ابراہیم مدنی) (۹) عمدۃ الاخبار تالیف احمد بن عبدالحمید الہاشمی المدنی۔

نواب خاندان کے اس مرادآبادی درویش نے بڑے عاشقانہ انداز میں سفر حرمین کیا ہے، سفرنامے کے لفظ لفظ سے کیف و سرشاری آشکارا ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ حاجی صاحب کا دل کیف عبدیت اور عشق رسول سے لبریز ہے، اُن کی عبارت حریم کعبہ و گنبد خضریٰ سے گہرے ربط و تعلق کی آئینہ دار ہے ــــ اس سفرنامے میں اپنے زمانے کے اکابر حرمین کے مختصر حالات بھی درج ہیں۔ یہ سفرنامہ اس حیثیت سے بھی ممتاز ہے کہ اس کے مؤلف نے فارسی زبان میں بطرز سادہ بغیر عبارت آرائی کے وضاحت کے ساتھ اپنے سفری معلومات اس میں تحریر کئے ہیں۔

میں اپنے اس دعوے میں شاید مبالغہ کرنے والا نہ ہوں کہ ہندوستان میں سفرنامہ حج کی داغ بیل مراد آباد کے اسی بزرگ نے ڈالی ہے جو مدرسہ ولی اللہیؒ کا فیض یافتہ اور جید عالم، محدث، فقیہ اور مورخ و ادیب تھا، اس سے پہلے کا کوئی سفرنامہ حج و زیارت کسی ہندوستانی کا اس تفصیل کے ساتھ اب تک میری نظر سے نہیں گزرا۔

میرے پیش نظر نسخے پر اس سفرنامہ کا نام سوانح الحرمین ہے، رامپور کے نسخے پر آداب الحرمین لکھا ہوا ہے اور نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اس کا نام حالات الحرمین لکھا ہے۔

اب ہم براہ راست صاحب سفر کی زبان سے اُن کے حالات سفر سنوائے دیتا ہوں مگر اس سے پہلے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن کے مختصر سوانح حیات لکھ دوں۔ جو کچھ حالات مل سکے ہیں وہ یہ ہیں۔

مختصر سوانح حیات

شیخ رفیع الدین فاروقی ابن فرید الدین بن نواب عظمت اللہ خاں مراد آبادی سنہ ۱۱۶۴ھ میں مراد آباد کے اندر پیدا ہوئے۔ اپنے شہر کے علماء سے ابتدائی تعلیم حاصل کر کے دہلی میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمت میں پہونچے اور مدتوں اُن سے فیض حاصل کیا پھر مراد آباد آئے اور مدت تک یہاں درس دیا اور مجلس افادہ کو گرم رکھا۔ پھر حرمین شریفین کا سفر سنہ ۱۲۰۱ھ میں کیا اور دو سال دو ماہ دو ہفتے کے بعد سنہ ۱۲۰۳ھ میں مراد آباد واپس آئے۔ شاہ غلام غوث قادری لاہوریؒ سے بیعت تھے۔

سفر حج کے سلسلے میں جب سورت پہونچے تو وہاں مولانا خیر الدین محدث سورتیؒ سے بھی سند حدیث حاصل کی، حرمین شریفین میں بھی وہاں کے محدثین و اکابر علماء سے مستفیض ہوئے۔ ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۳ھ کو مرض استسقاء ۵۹ سال کی عمر میں انتقال کیا، قبر مراد آباد میں ہے۔ علاوہ سفرنامہ حرمین آپ کی تصنیفات و تالیفات حسب ذیل ہیں:-

(۱) قصر الآمال بذکر الحال والمآل (۲) سلوۃ الکئیب بذکر الحبیب (سیرت نبویؐ) (۳) شرح الاربعین (۴) کنز الحساب (۵) تذکرۃ المشائخ (۶) تذکرۃ الملوک

(۸) تاریخ الافاغنہ (۸) کتاب الاذکار (۹) ترجمہ حصین الحصین (۱۰) شرح غنیۃ الطالبین
(۱۱) افادات عزیزیہ (جس کو اسولہ واجوبہ بھی کہا جاتا ہے حاجی صاحب مرادآبادیؒ
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے علوم تفسیر و حدیث کے متعلق اہم استفسارات
کرتے رہتے تھے ان استفسارات کے جوابات کا مجموعہ یہ کتاب ہے — دارالعلوم
ندوہ کے کتب خانے میں اس کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے) —

[ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد ، انوار العارفین، اتحاف النبلاء]

پیش لفظ

بعد حمد و صلوٰۃ ——— محررِ سطور رفیع الدین کہتا ہے کہ مجھ کو عنفوانِ سن شعور سے تمنائے زیارت حرمین تھی اور شوقِ دیدار غالب تھا۔ بشارات و اشارات، حصول مطلب کے سلسلے میں پاتا تھا لیکن کچھ موانع درپیش تھے اور علائق سدِ راہ — اس بنا پر یہ آرزو دل کی دل ہی میں رہتی تھی ——— ایک مدت کے بعد جب خدائے بے نیاز کا ارادہ متوجہ ہوا تو رفتہ رفتہ موانع، برطرف اور علائق، منقطع ہوتے چلے گئے اور اس دارِ فانی سے وابستگی کے اسباب برہم اور "موجبات افسردگی و دل سردی" فراہم ہو گئے — دیدۂ بصیرت کو خوابِ غفلت سے بیداری حاصل ہوئی اور مستلذات فانیہ کی جانب سے توجہ ہٹ گئی — اب اپنے حال پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ عمرِ عزیز، طلبِ آمال و امانیٔ دنیا میں ضائع ہو چکی ہے، بارِ گناہ کے پہاڑ گردن پر آپڑے ہیں اور آفتابِ عمر، لبِ بام آگیا ہے۔

رباعی

یک نیمۂ عمر در مطالب بگذشت　　　یک نیمہ بہ تشویر و خجالت بگذشت
(تشرمساری)
عمریکہ از دست جہانے آزرد　　　بنگر بچہ حیلہ و چہ حالت بگذشت

نہ تمتّع ز دنیا نہ ز دیں نصیب مظہر　　　بفنونِ بے کمالی چہ قدر کمال داری
(مرزا مظہر جانجاناںؒ)

بعد شدت حسرت و حیرت اور بعد ندامت و پشیمانی اسکے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا

کہ دل کو "یار و دیار" سے جدا کرکے وادیٔ غربت میں قدم رکھا جائے، اور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین سید ابرار، محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ کی طرف توجہ کی جائے اور اپنے درد کی دوا اُن کے دارالشفائے رحمتِ کاملہ و شفاعت شاملہ سے چاہی جائے ـــــ اس قصد کے بعد "ہواجسِ نفسانی" اور "تسویلات شیطانی"، مزاحمت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور سفر کی مشکلات کو سامنے لا کھڑا کیا ـــــ لیکن اللہ کی اعانت و نصرت سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ جب دل میں زادِ راہ کا خطرہ آتا تھا تو کہتا تھا کہ جو شخص خانۂ ارحم الراحمین اور روضۂ جناب رحمۃ للعالمین کی جانب متوجہ ہو اس کو اسبابِ ظاہر پر نظر رکھنا اور مسبب الاسباب سے غافل رہنا، انتہائی کوتاہ نظری ہے۔

ـہ فانّ الزاد اقبح کلّ شئٍ　　اذا کان الوفود علی الکریم

(جب آدمی ایک کریم کے دربار میں حاضر ہو رہا ہو، تو زادِ راہ کی فکر سے بری کوئی چیز نہیں)

جب نظر ضعف بدن پر پڑتی تھی تو کہتا تھا کہ کچھ غم نہیں ہے۔ (اور یہ آیت یاد آتی تھی) ـــــ مَنْ یَخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ـــــ الآیۃ

(جو شخص اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلا، اس کا اجر اللہ کے ذمہ واجب ہو گیا۔)

ـہ　چو حکمِ ضرورت بود کا بر دے
بریزند بارے بر اں خاک کوئے

جب سفر کے رنج و مصائب کا ہراس ہوتا تھا تو دل میں خود کو مخاطب کرکے کہتا تھا، یاد کر! تو نے سعیٔ باطل میں عمر بھر کس قدر خونِ جگر پیا ہے اور کس قدر رنج جھیلے ہیں، اور آخر کار پشیمانی حاصل کی اور شربتِ ناکامی نوش کیا ہے ـــــ شاید اسی مقدس سفر کے رنج و مصائب سے ان گناہوں کا کفّارہ ہو جائے ـــــ حدیث شریف میں آیا ہے۔ حُفَّتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ ـــــ (جنت کی راہ میں ناگواریاں ہیں اور دوزخ کے آگے سبز باغ)

در بیاباں گر بہ طوفِ کعبہ خواہی زد قدم
سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور

جب مہلت طلبی اس بات کی طالب ہوتی تھی کہ ابھی کچھ اور توقف کرو پھر چلے جانا تو میں جواب میں کہتا تھا۔

صد ہزاراں دے دریں سودا مرا امروز شد
نیست صبرم بعد ازیں کامروز را فردا کنم

خواہم از سودائے پابوسش نہم سر در جہاں
یا بپائش سر نہم یا سر دریں سودا کنم

آرزوئے جنت الماوی بدر کردم زسر
جنتم ایں بسکہ بر خاک درش ماوی کنم

للہ الحمد کہ کریم کارساز نے دستگیری فرمائی اور قید ایں وآں سے رہا کر کے نفس وشیطان کے ہاتھ میں سے نکالا اور اپنے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اب داعیۂ شوق باعث ہے اس امر کا کہ جو کچھ سوانح سفر اور منازل و مراحل بحر و بر کا مشاہدہ و معائنہ کروں اور جن مواضع متبرکہ اور اماکن مشرفہ کی زیارت کروں اور جن علماء اور صلحاء عصر کی ملاقات سے فائز ہوں یہ سب کوائف و حالات نیز دیگر عجائب حکایات اور نوادر روایات اور فوائد متفرقہ کہ کسی معتبر و ثقہ سے سنے یا کسی کتاب میں دیکھے ہوں ان کو قید کتابت میں لے آؤں ——غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ اس فقیر بے نام و نشان کی یہ ایک نشانی برائے یاراں و عزیزاں باقی رہ جائے اور ان دونوں عظیم الشان آستانوں کے شوق کی محرک ہو —— زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً —— اور اگر بمقتضائے بخت ناساز اس فقیر کو ان مواطن نور و سرور (حرمین) سے دوری پیش آجائے تو ان اوراق کے مطالعہ سے ان حالات کو یاد کر کے فراق حرمین میں آہ و زاری کر لیا کرے۔

حضرت واہب جل جلالہ سے التجا یہ ہے کہ وہ آخر عمر تک مجاورت حرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موقع عنایت فرمائے اور اگر اس کے علم قدیم میں اس بار وطن کی طرف رجوع کرنا مقدر ہو تو پھر دوبارہ توفیق معاودت و مجاورت مدینہ طیبہ نصیب فرمائے —— واللہ علی کل شیئ قدیر —— وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً۔

آغازِ سفر و منازل سفرِ خشکی

بقصد سفر حرمین شریفین۔ اپنے وطنِ مالوف، بلدہ مراد آباد —— عمرۃ اللہ وحماساکنیھا عن الآفات والفساد —— سے صبح شنبہ ۱۰ محرم سنہ ۱۲۰۱ھ[1] کو زادِ توکل، راحلۂ عزیمت اور بدرقۂ توفیق کے ساتھ نکلا اور سنبھل پہونچا۔ یہاں سے سات منزلیں طے کرکے بندرابن کے متصل لشکر پٹیل سیندھیہ میں اترا —— صبح کو اس جگہ سے کوچ کرکے دو منزل پر ۱۲ محرم کو ڈیک[2] پہونچا اور عماراتِ سورجمل جاٹ کو جو نمونۂ ارم عاد ہیں دیکھا —— سورجمل کے عہدِ حکومت میں بھی جب کہ یہ شہر بہت آباد تھا اور یہ عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں میں نے اس شہر کو دیکھا تھا —— اس وقت ویرانی شہر اور خرابیٔ عمارت اولوالابصار کے لئے محل عبرت ہے —— وَکَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ بَطِرَتْ (الی)[3] وَکُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِیْن (سورہ قصص)

پردہ داری می کند بر طاقِ کسریٰ عنکبوت
چغد نوبت می زند بر قلعۂ افراسیاب

مکن طولِ امل اندر عمارت عرضِ من بشنو
بنا را قصر می گویند باید مختصر باشد

میں نے اس مقام کو تین مرتبہ تین مختلف حالتوں میں دیکھا ہے، پہلی مرتبہ اب سے تیس سال

---

[1] سفر ناخیر — یہ عبارت عربی 'تاریخ آغاز سفر کا پتہ دے رہی ہے جس کو خود حاجی رفیع الدین مراد آبادیؒ نے اپنے سفر نامے میں اسی موقع پر درج کیا ہے۔ [2] ڈیک بھرت پور سے آٹھ کوس پر واقع ہے۔ اس کے چاروں طرف پختہ شہر پناہ قلعہ کی شکل کی بنی ہوئی ہے۔ اس میں کئی بھون ہیں جن میں ایک کیشو بھون ہے جس میں ۵۰۰ فوارے لگے ہوئے ہیں —— یہ مکانات سنگ مرمر، سنگِ سرخ، سنگ موسیٰ اور سنگِ زرد سے بنے ہوئے ہیں۔ (جغرافیہ راجپوتانہ) [3] ہم نے کتنی ہی بستیوں کے ایسے باشندوں کو ہلاک کر دیا جو اپنی گزران میں حد سے گزر گئے تھے۔ اُن کے یہ مکان ہیں جو خالی پڑے ہیں۔ ان کے بعد یہاں کوئی نہیں رہا مگر تھوڑے اور ہم ہیں ان کی میراث و ترکہ کو قبضے میں لانے والے۔

پہلی، دوسری مرتبہ عہد نجف خاں میں تیسری مرتبہ اس سال ـــ

جمعہ کے دن ۲ صفر ۱۲۱۲ھ کو ڈیگ سے چل کر بھوساور کے راستے سے چھ منزل کے بعد نئے[1] شہر میں پہونچا۔ اس شہر کو راجہ مادھو سنگھ کچھواہہ نے بنایا ہے۔ یہ نیا شہر ایسے مقام پر ہے کہ اس کے ہر چہار طرف دشوار گزار پہاڑ محیط ہیں اور بجز چند متعین راستوں کے کہ محکم و مضبوط دروازے ان پر بنائے گئے ہیں کوئی اور راستہ نہیں رکھتا ـــ چشمہائے آب، پہاڑوں سے نکل کر شہر میں جاری ہیں۔ اس شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر قلعہ رنتھمبور ہے جو کہ ہندوستان کے مشہور اور مضبوط قلعوں میں سے ہے۔

۱۰ صفر کو دریائے چنبل کو عبور کر کے چار منزل کے بعد ۱۳ صفر کو کوٹہ پہونچے جو کہ ریاست ہاڑوتی کا صدر مقام ہے۔ اس ریاست کے راجہ راجپوتان ہاڑہ میں سے ہیں ـــ یہ سرزمین مضافات صوبہ اجمیر سے ہے اور یہ شہر دریائے چنبل کے کنارے ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ تمام کا تمام مثل زمین مسطح و ہموار ہے، نشیب و فراز کچھ نہیں رکھتا، المختصر خوبی فضا میں کوٹہ اس نواح کے اندر بے نظیر ہے ـــ یہاں حکام، غیر مسلم ہیں اور سلطنت اسلام یہاں ضعیف ہے۔ جو مسلمان قدیم سے ان شہروں میں ساکن ہیں وہ بجز نام کے اسلام کا کوئی نشان نہیں رکھتے۔ ایک معتبر شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ یہاں ایک بُت خانہ ہے، ایک معین دن مردم شہر اس بُت خانے میں پرستش کے لئے جاتے ہیں اور بتوں سے طلب حاجت کرتے ہیں ایک دن قاضی شہر بھی وہاں برائے پرستش گیا تھا ـــ پناہ بخدا!

دریائے چنبل پہاڑ کو کاٹ کر زیر شہر بہتا ہے اور دوسرے چشمے بھی ہر طرف جاری ہیں۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جو اَدْھر سلا کے نام سے مشہور ہے ـــ یہاں پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جو لمبائی میں کم و بیش تیس چالیس گز اور موٹائی میں نو دس گز ہے ـــ یہ پہاڑ کا ٹکڑا دریا کی طرف کو مثل سائبان معلق ہے اور اس کا ربط پہاڑ کے ایک اور ٹکڑے سے جو کہ دریا کے کنارے ہے، پیوستہ ہے۔

---

[1] اس نئے شہر سے مراد بوندی ہے۔ شہر بوندی کا ایک حصہ پرانا اور ایک نیا کہلاتا ہے۔ نئی بوندی شہر پناہ کے اندر ہے۔ (جغرافیہ راجپوتانہ)

مرادآباد سے کوٹہ تک ۲۲۴ کوس اور انیس[۱۹] منزلیں طے ہوئیں۔ راہِ آگرہ کے مقابلے میں یہ راستہ ڈیڑھ دن کی راہ کے بقدر کم تھا ـــــ ۱؍صفر کو بروز شنبہ کوٹہ سے کوچ ہوا۔

ـــــ دو منزل پر مکندرا[۱] جو عجیب کوہستانی سلسلہ ہے ـــ نظر آیا ـــ سلسلۂ مکندرہ کوٹہ سے ڈیڑھ روزہ راہ کے فاصلے پر ہے۔

آگے کو نو منزلیں طے کرکے ۲۵؍صفر کو اُجین پہونچے ـــ اُجین ایک قدیم شہر ہے، صوبہ مالوہ کا صدر مقام اور راجہ بکرماجیت کا تخت گاہ ہے۔ اس راجہ کی جود و سخاوت اور شجاعت کی حکایات ہندوستان میں مشہور ہیں اور بکرمی تاریخ جو کہ معمول اہلِ ہند ہے اس راجہ کے عہد سے ہے اور اب اس کو ۱۸۴۳ سال شمسی گذر چکے ہیں ـــــ اس زمانے میں یہ شہر زیرِ تصرف رؤسائے مرہٹہ ہے۔ شہر اجین بہت زیادہ آباد ہے۔ عمارات شہر سہ منزل، چہار منزل بلکہ اس سے بھی زیادہ منزل کی ہیں ـــــ قبر مولانا مغیث الدینؒ، جو کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء دہلویؒ کے مرید تھے، اس شہر میں کنارِ دریا پہ واقع ہے، وہ ایک مصفا اور دلکش مقام ہے۔ یُزَارُ وَ یُتَبَرَّک ـــــ

تین روز اُجین میں قیام کیا اور ربیع الاوّل کی چاند رات کو جمعہ کے دن اِندور پہونچنا ہوا جو کہ اجین سے دو منزل پر ہے اور سولہ کوس کا فاصلہ رکھتا ہے۔

اندور اندور بہت بڑی آبادی ہے اور بڑی منڈی ہے۔ بندرگاہ سورت و دیگر بندرگاہوں کا مال یہاں لایا جاتا ہے اور یہاں سے دیگر بلادِ ہندوستان کو لے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی اشیاء یہیں سے بندرگاہوں کو جاتی ہیں ـــــ شہر برہان پور، کہ قافلے اس راستے سے جاتے ہیں ـــ اندور سے سات روز کے راستے پر ہے۔ اور سورت، برہان پور سے پندرہ دن کی راہ ہے ـــــ اور جس راہ سے تاجر آتے جاتے ہیں اس راہ سے شہر بھڑوچ ـــ جو کہ گجرات کے عمدہ بندرگاہوں میں سے ہے اور جس کے نیچے سے دریائے نربدا بہتا

---

[۱] سلسلہ کوہ مکندرا جو ہاڑوتی اجمیر اور مالوہ کے درمیان واقع ہے اور اوسط درجے کی بلندی سے کچھ اونچا ہو گوشۂ جنوب مشرق سے گوشۂ شمال مغرب کی طرف چلا گیا ہے۔ (جغرافیہ راجپوتانہ)

ہو کر سمندر میں گرجاتا ہے ——— ایک سو بیس کوس ہے — اور بھروچ سے سورت پچیس کوس ہے۔ لیکن بجز تجار کے کہ یہاں کے زمینداروں سے میل ملاقات رکھتے ہیں — دوسروں کی آمد و رفت اس راہ سے بغیر رفاقتِ تجار مشکل ہے۔ اگرچہ بسبب کوہستان کی دشوار گزار گھاٹیوں کے اس راستے میں بہت تاخیر ہوتی ہے لیکن بآرام و امن تمام طے ہو جاتا ہے۔ یہ راستہ اپنی نصف مسافت تک حدِ صوبہ مالوہ ہے اور اسکے بعد صوبہ گجرات ہے ——
ان ترجیحات کی بنا پر جو اندور کے لوگوں نے بیان کیں یہ راہ اختیار کی گئی۔

اندور سے دوشنبہ کے دن ۳ ربیع الاول کو بسمتِ بھروچ روانہ ہوئے۔ سات منزل طے کرکے تیس کوس پر راج گڈھ میں اترے ——— مانڈو، جو کہ عرصہ تک تخت گاہ سلاطین غوریہ رہ چکا ہے اور جن کے حالات، تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہیں ——— یہاں سے چار کوس رہ گیا ہے — شہر مانڈو ویران ہے، تھوڑی سی آبادی ہے اور وہ بھی شہر سے باہر۔ کہتے ہیں کہ وہاں سلاطین مذکورہ کی عمارات عظیمہ کے آثار اب بھی محلِ عبرتِ بینندگان ہیں۔

آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو بر درگہِ او شہاں نہادندے رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختہ بنشستہ ہمی گفت کہ کوکو کوکو

دریائے چنبل کوہستان مانڈو سے نکلا ہے — مانڈو سے چند کوس کے فاصلے پر دھار ہے جو مشہور شہر ہے ——— راج گڈھ میں دو دن قیام رہا — ۱۶ ربیع الاول کو کوچ ہوا — پچاس کوس تک ویرانہ سامنے آیا، دشوار گزار کوہستان، اور جنگل ہی جنگل ہے — اسی قسم کے علاقے کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے:-

ــــہ نیمے بغایت پُر خطر خالی ز راہ رہ روان
نے در وے از جنّے اثرنے در وے از انسے نشاں

مگر بعض جگہ بانس کے چند گھر نظر آئے ——— یہاں کے باشندے اگرچہ صورتاً آدمی ہیں لیکن سیرتِ حیوان رکھتے ہیں — اُن کی زبان سمجھی نہیں جاتی — ان پہاڑوں میں چند جگہ، لوہے، ابرق اور مردار سنگ وغیرہ کی کان دیکھی گئی۔
شنبہ، ۷ ربیع الثانی — دلوی (؟)، جو بھروچ سے تیس کوس کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے،

پہونچے ــــــ ۹ ربیع الثانی کو وہاں سے کوچ کرکے ۱۱ ربیع الثانی کو بھروچ آگئے ــــــ ۱۳ ربیع الثانی کو نربدا پار کرکے انکلیسر میں رہے یہاں پر شیخ حلیمؒ کا مزار ہے، وہاں حاضر ہوئے شیخ حلیمؒ، معاصر جہانگیر تھے ــ ان بزرگ کے خوارق، یہاں کے باشندوں کی زبان پر تواتر کے ساتھ ہیں ــ انکلیسر سے چل کر ۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی کی درمیانی شب میں دریائے تاپتی کو عبور کرکے سورت کے بیرونی حصے میں رات گزاری ــــــ ۱۵ ربیع الثانی کو اندرون شہر میں مدرسہ خواجہ دیوانہ علیہ الرحمہ کے اندر اترنے کا اتفاق ہوا۔

خواجہ دیوانہؒ خواجہ دیوانہؒ دو واسطوں سے خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے خلیفہ ہیں۔ وہ توران سے اس دیار میں آئے ہیں اور اُن کے فیض ظاہر و باطن سے ایک عالم مستفیض ہوا ہے، انھوں نے ۱۰۱۲ھ میں وفات پائی ہے اور اب تک ثواردِ ولایت اُن کے مزار، اُن کی مسجد اور مدرسے سے ظاہر ہیں ــــ قاصدانِ حرمین شریفین کا درودگاہ اکثر و بیشتر یہی جگہ ہے۔

شہر سورت شہر سورت پیش از زمانِ خواجہ دیوانہؒ ایک ویرانہ گاؤں تھا خواجہ مذکور نے ولایت سے آکر یہاں سکونت اختیار کی اور آبادی شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ موجودہ ترقی کو پہونچ گیا ــــــ اس سے پہلے شہر نادیر (غالباً راندیر) بندرگاہ تھا، جو کہ سورت کے سامنے تاپتی کے اُس طرف ایک قدیم شہر ہے۔ نادیر (راندیر) کے مقابر میں ایک تابعی کی قبر بھی ہے، لیکن اس قبر کی جگہ متعین نہیں ہے۔ دیگر بزرگوں کے مزارات بہت سے ہیں ــ اس کی مسجد اب سے نوسو سال پہلے تعمیر ہوئی ہے ــ لیکن اب نادیر (پہلے کے مقابلے میں) ویران ہو گیا ہے، تھوڑی آبادی رکھتا ہے، البتہ سورت میں بہت رونق ہے اور وہ آبادی سے معمور ہے، تمام ملک ہندوستان، چین، فرنگ، عربستان اور ایران کے امتعہ و نفائس اور اُن کے علاوہ جو اشیاء درکار ہوں یہاں حاصل ہو جاتی ہیں عشرِ اسلام اور رونقِ مساجد جو سورت میں دیکھی گئی وہ اس زمانے میں شاید تمام ہندوستان میں نہ ہوگی ــــــ غالباً یہ برکات، مجاورت وہمسائگیٔ حرمین شریفین کی بنا پر ہیں اور اسی بنا پر سورت کو بابِ مکہ کہتے ہیں۔

مولانا خیر الدین محدث سورتی[1]

تذکرہ: سورت میں پہونچنے کے دن مجمع کمالاتِ ظاہر و باطن مولوی خیر الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہٗ کی خدمت میں پہونچا اور ان کے حلقۂ درسِ حدیث میں حدیث پڑھی —— اُن کی ذات بڑی متبرک اور مغتنماتِ روزگار ہے —— اس زمانہ کے لوگوں کے لئے اُن کا وجود باعثِ افتخار ہے — انھوں نے دو بار سفرِ حرمین کیا ہے۔ قریباً پچاس سال سے درسِ حدیث وافادۂ طالبانِ راہِ حق میں مشغول ہیں بہت سوں نے ان کی خدمت میں علومِ ظاہر و باطن حاصل کئے ہیں —— زائرینِ حرمین شریفین کے لئے اُن کی ذاتِ عالی، ملجا و ملاذ ہے —— اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس قدر عزت عنایت فرمائی ہے کہ شریف مکہ اور تمام حکامِ دکن، تعظیم و توقیر کے ساتھ ان کو مکاتیب لکھتے ہیں اور ان کے مراسلات کو احترام تمام کے ساتھ وصول کرتے ہیں اسکے باوجود ان پر تواضع وانکسار اس قدر غالب ہے کہ بارہا دیکھا گیا ہے کہ مہمانوں اور فقراء کے لئے کھانا خود لاتے ہیں اور ان کے سامنے لاکر اپنے ہاتھوں سے رکھتے ہیں — محتاجوں کی حاجت روائی کے لئے سعیِ بلیغ فرماتے ہیں۔ اور بنفسِ نفیس پیادہ یا سواری سے اس شخص کے مکان تک تشریف لے جاتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی کی حاجت کو پورا کرنا ہوتا ہے اور حتی الامکان صاحبِ حاجت کی مہم کو انجام دیتے ہیں۔ اقامتِ سورت کے زمانے میں میں نے چند پارے صحیح بخاری کے، اور صحاح کی ہر کتاب کا کچھ کچھ حصّہ جلدی جلدی ان سے پڑھا اجازت حاصل کی۔ چونکہ موسمِ کشتی قریب آگیا تھا اس لئے اس سے زیادہ پڑھنا میسر نہ آیا۔

کشتی پر سوار ہونے کے ایام میں فقیر کو ان سے کچھ عرض معروض کرنا تھا — بعد نمازِ ظہر خدمتِ اقدس میں آیا، عشا تک مجلس کا سلسلہ رہا فقیر کی طرف متوجہ رہے اور بات چیت فرماتے رہے، لیکن

---

[1] مولانا خیر الدین محدث بن محمد زاہد بن حسن محمد زبیری۔ زبیر بن عبد المطلب، عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں تھے۔ سورت میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی — مولانا عبد الغفورؒ اور شیخ محمد بن عبد الرزاق حسینیؒ سے علم حاصل کیا اور طریقۂ نقشبندیہ، شیخ نور اللہؒ سے پھر شیخ [illegible] اللہ سے حاصل کیا حرمین شریفین کو حج و زیارت کے لئے گئے اور شیخ محمد حیات سندھیؒ سے علم حدیث حاصل کرکے پھر سورت کو لوٹ آئے اور پچاس سال سورت میں درس حدیث دیا۔ شواہد التجدید، ارشاد الطالبین اور رسائل سلوک ان کے مصنفات ہیں۔ اور رجب سنہ ۱۲۰۶ھ کو وفات پائی اور سورت ہی میں دفن ہوئے —— (نزہۃ الخواطر جلد ۶)

فقیر سے اس دن اپنے مافی الضمیر کا اظہار نہ ہو سکا۔ جب مجلس سے اٹھا تو یہ شعر آپ نے پڑھا۔

آسمان سجدہ کند بہر زمینے کہ درو
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

اس شعر نے ایک عجیب تاثیر دل میں پیدا کی ۔ صبح کو پھر خدمت عالی میں گیا اور جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا میں نے عرض کیا اور جو کچھ انھیں فرمانا تھا انھوں نے ارشاد فرمایا ۔ جو کچھ بتایا اس کی اجازت بھی عطا فرمائی اور کلاہ مبارک اپنے سر سے اتار کر فقیر کے سر پر رکھی اس وقت یہ شعر مولوی صاحب کی زبان سے سُنے :۔

نسبتِ پاکاں طلب کن در پئے ایشاں برو غرقِ دریا میشود فرعون، موسیٰ پیشوا است

بحرفِ صوت میسّر نگردد آزادی بہ بیں اسیرِ قفس طوطیانِ گویا را

ایک عجیب انکشاف جن دنوں فقیر وارد وا بین تھا، ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ آپ حج کو جا رہے ہیں مدینہ منوّرہ بھی جانا اور اسکی زیارت کی سعادت بھی حاصل کرنا، اس قول سے مجھے سخت تعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اس قدر سفر کرے اور بغیر حصول زیارت مدینہ منورہ ۔ گھر کو لوٹ آئے ۔ اُس دوست نے کہا کہ اس شہر میں بہت سے اشخاص ایسے ہیں جنھوں نے حج تو کیا ہے لیکن بغیر مدینہ منوّرہ حاضر ہوئے گھر کو واپس ہو گئے ہیں ۔ میں نے ایک دن تعجب کے ساتھ اس بات کو مولوی صاحب سے ذکر کیا تو انھوں نے اس قسم کا ایک واقعہ سنایا ۔ اور ساتھ ہی ساتھ فرمایا کہ خود مکہ میں ایسے لوگ ساکن ہیں کہ وہ معمّر ہو گئے ہیں اور حجِ اسلام بھی نہیں کیا ہے ۔ ان کو امور معاش میں اس قدر مشغولیت ہے کہ ایام حج میں، ادائے مناسک حج کی فرصت ہی نہیں پاتے ہیں ۔

وما التوفیق الا من عند اللہ العزیز الحکیم ۔

ذاتی تجربہ اور بعد وصول مکّہ معظمہ میں نے خود دیکھا کہ ایک ہندوستانی فقیر جو میری کشتی میں سوار تھا، مکّہ میں آیا، حج میں ابھی ڈیڑھ ماہ باقی تھا وہ فقیر دو روز مکّہ معظمہ میں رہا اور

بے صبری کر کے جدے کو لوٹ گیا ہر چند اس کو ملامت کی گئی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا ــــ اُس نے کہا کہ مکہ میں نے دیکھ ہی لیا اور طواف بھی کر لیا اب میرا یہاں کیا کام رہ گیا؟ انھیں دنوں کشتیاں سورت کی طرف روانہ ہو رہی تھیں وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر چلتا بنا۔

مولانا خیر الدین محدث سورتیؒ کے صاحبزادے

محدث سورتی کے دو صاحبزادے ہیں بڑے صاحبزادے مولوی محمد صالح ہیں جن کا عرف قاضی میاں ہے، یہ "مجمع محاسنِ اخلاص و مکارمِ شیم" اور اپنے باپ کے خلف الصدق ہیں۔ علوم و فنون کی تحصیل کی ہے اور کتب علوم دینیہ پر عبور حاصل کیا ہے۔ اس سال کہ فقیر وارد سورت ہوا ہے انھوں نے ایک کشتی بنائی ہے جس کا نام سفینۃ الرسول ہے۔ وہ اسی میں سوار ہو کر سفرِ حج کے لئے روانہ ہوئے ــــ مولوی صاحب کی فرطِ شفقت و محبت اور خود صاحبزادے کی محبت و الفت باعث اس امر کا ہوا کہ آتے جاتے اسی سفینۃ الرسول پر سوار ہوا اور اول سے آخر تک اُن کے ساتھ ساتھ رہا صاحبزادے کے اخلاص کا مظاہرہ ہر روز زیادہ ہی ہوتا رہا۔

دوسرے صاحبزادے کا نام نظام الدین ہے۔ یہ ابھی تحصیلِ علوم کر رہے ہیں اور صفات حمیدہ میں اپنے بڑے بھائی کے مشابہ ہیں۔

محدث سورتیؒ کی تصنیفات

مولوی صاحب کے چند رسالے آدابِ طریقت، تربیت سالکان اور اذکار و اشغال میں ہیں۔

مولانا غلام محمد اور مولانا ولی اللہ سورتیؒ

مولوی ولی اللہ در اصل احمد آباد گجرات کے رہنے والے ہیں ــــ ان کے والد مولانا مولوی غلام محمد تمام علوم میں ایک متبحر عالم اور مولانا نظام الدین لکھنویؒ (فرنگی محلی) کے شاگرد تھے ــــ مولانا غلام محمد نے عارف باللہ شیخ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہٗ سے استفادۂ علم باطن کیا تھا فن قرأت میں یگانۂ عصر تھے۔ انھوں نے مرادآباد میں چند روز اقامت کی ہے بالآخر برہان پور میں آکر قیام پذیر ہو گئے تھے۔ آخر ایام زندگی تک اُن کے علوم ظاہر و باطن کے فیض سے خلق کثیر مستفیض ہوئی۔ اس کمال ظاہر و باطن اور رجوع خلق کے باوجود اپنا مشغلۂ قدیم جو کہ بافندگی (کپڑا بننا) تھا ترک

نہیں کیا، اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذر اوقات اِسی پیشے سے کرتے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
مولوی ولی اللہ بعد تکمیل تحصیل علم اپنے والد ماجد کے ساتھ دو مرتبہ[٢] سفر حرمین میں گئے اور مدینۂ منورہ میں شیخ ابوالحسن سے حدیث کی سند لی اور سورت میں آکر پائے ہمت کو دامن قناعت میں لپیٹ کر یہیں کی سکونت اختیار کر لی، افادۂ طلبا رعلم میں مشغول رہتے ہیں اور استقامت و توکل کے ساتھ موصوف ہیں۔[١]

ایک عجیب واقعہ

مولوی ولی اللہ سے میں نے یہ واقعہ سُنا کہ پٹن گجرات میں ایک شخص تھا محمد واسع نام۔ وہ صالح اور کامل انسان تھا۔ صنعتِ پارچہ بافی اس کا پیشہ تھا اور اسی سے اپنی گذر اوقات کرتا تھا اس شخص کی عادت تھی کہ جب آوازِ اذان کان میں آتی تو فوراً کام چھوڑ دیتا تھا اور مسجد کی طرف چلا جاتا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اپنے کام میں مشغول تھا اور صرف ایک تار نلی میں باقی رہ گیا تھا کہ آوازِ اذان کان میں آئی۔ اس نے سوچا کہ ایک تار کو معطل نہ چھوڑوں چنانچہ اس کو نمٹا کر پھر کھڑا ہوا جب مسجد میں آیا اور وضو کے لئے پانی حاصل کرنے کے لئے کنوئیں میں ڈول ڈالا تو ڈول بجائے پانی کے زرِ سُرخ سے بھرا ہوا نکلا۔ اس نے سمجھا کہ یہ میرے اوپر عتاب ہوا ہے یعنی میں نے طلب دنیا میں نماز کی طرف جھپٹنے میں تاخیر کر دی اس لئے مجھے دُنیا دی جا رہی ہے، فوراً استغفار کیا اور درگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ اے اللہ مجھے یہی بافندگی بہت ہے میں اور کچھ نہیں چاہتا آئندہ نماز میں تاخیر نہ کروں گا اسکے بعد ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حسب معمول پانی سے بھرا ہوا برآمد ہوا۔

شیخ علی متقیؒ کی احتیاط

(مولانا) مولوی ولی اللہ نے یہ بھی سنایا کہ شیخ علی متقیؒ باب لقمہ میں احتیاطِ بلیغ کرتے تھے اور اپنی کمائی کا نانِ خشک کھاتے تھے۔ اتفاقاً ان کا گذر گجرات میں ہوا اور شیخ وجیہ الدین گجراتی سے جو کہ خود متقی علماء میں سے تھے۔ ملاقات کے لئے گئے۔ شیخ وجیہ الدین اس وقت کھچڑی تناول فرما رہے تھے۔ انھوں نے شیخ علی متقی کو کھانے پر بلایا، شیخ علی متقی سے ایک قسم کا انکار ظاہر ہوا اس پر شیخ وجیہ الدین نے

---

[١] مولانا ولی اللہ سورتیؒ نے ۱۱ جمادی الاولیٰ [illegible]ھ میں وفات پائی۔ (نزہتہ الخواطر جلد ۷)

فرمایا کہ "وجیہ الدین کی کھچڑی تمہاری خشک روٹی سے (کسی طرح) کم نہیں ہوگی"۔ یہ سن کر شیخ علی متقیؒ نے کھچڑی کھانی شروع کر دی اور اس کھانے کی برکت سے اپنے باطن میں پہلے سے زیادہ نورانیت پائی ___ جب ایک مقدار کھا چکے تو شیخ وجیہ الدین نے از راہِ خوش مزاجی فرمایا" جناب بس کیجئے اسی قدر کھچڑی کھانا کافی ہے"۔

شیخ محمد طاہرؒ کی خدمت میں اکبر بادشاہ کی ایک حاضری

(مولانا) مولوی ولی اللہ نے ایک واقعہ یہ بھی سنایا کہ جب اکبر بادشاہ نے گجرات کو فتح کیا اور ٹپن میں شیخ محمد طاہرؒ سے ___ جو کہ علوم ظاہر و باطن میں اکابر عہد سے تھے اور شیخ علی متقیؒ سے مرید تھے اور مجمع البحار وغیرہ کتابوں کے مصنف تھے ___ ملاقات کے لئے آیا اور ان سے کہا کہ کوئی خدمت ہو تو فرمائیے شیخ محمد طاہرؒ نے فرمایا کہ میری آرزو صرف یہ ہے کہ اگر میری اولاد میں سے کوئی تمہارے پاس یا تمہارے فرزندوں میں سے کسی کے پاس آئے تو اس کو دربار میں جگہ نہ دی جائے بلکہ نکال باہر کیا جائے ___ پھر تھوڑے سے توقف کے بعد فرمایا کہ میرے اس کہنے سے کوئی فائدہ نہیں وہ دربار میں جائیں گے اور تم جگہ دو گے ___ آخر اُن کے پوتوں میں سے ایک شخص اورنگ زیب عالمگیرؒ کے پاس آئے اور شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب ہوئے اور جاہ عظیم پایا۔[۱]

شیخ محمد سمانؒ

مولانا مولوی ولی اللہ نے ان خصوصیات کو بھی بیان کیا جو شیخ محمد سمان مدنیؒ سے اُن کو تھیں ___ شیخ محمد سمان مذکور قادری تھے۔ مدینہ منورہ میں مسند افاضہ و افادہ پر فائز رہ کر طالبین کو فائدہ پہونچاتے تھے۔ ایک مدت تک سالکان طریقت ان کی طرف کوچ کر کے جاتے تھے، چند سال ہوئے کہ وہ انتقال کر گئے ہیں رحمۃ اللہ علیہ وعلی سائر عباد اللہ الصالحین۔

بوہرہ قوم

بوہرہ ایک قوم ہے بڑی تعداد میں ___ اُن کی اصل صوبہ گجرات ہے۔

---

[۱] دراصل ان سے پہلے ان کے والد ماجد قاضی عبدالوہاب، عالمگیرؒ کی خدمت میں باریاب ہو کر مفتی عسکر پھر صدر قاضی ہوئے (یاد ایام تاریخ گجرات مولفہ مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی رائے بریلوی مرحوم)

یہ سب کے سب تاجر اور اہل حرفہ ہیں۔ ان کا لقب بوہرہ غالباً اسی تجارت کے مشغلے کی وجہ سے پڑا ہے اس لئے کہ ہندی میں بیوہار تجارت کو کہتے ہیں ـــــ بوہروں کے دو فرقے ہیں ایک شیعہ اسماعیلیہ (ان کے عقائد وغیرہ تفصیل سے بیان کئے ہیں جن کو بخوف طوالت حذف کیا جاتا ہے' فریدی) یہ فرقہ جماعت خورد کہلاتا ہے۔ اجین، سرونج وغیرہ میں یہ لوگ آباد ہیں۔

دوسرا اہل سنت وجماعت ہیں اس جماعت کو جماعت کلاں کہتے ہیں اور یہ لوگ پٹن گجرات اور احمد آباد میں ساکن ہیں اور ان میں کی جماعت کثیر بندرگاہ سورت، جدہ اور حرمین شریفین میں تجارت وصنعت وحرفت میں مشغول ہے ـــــ یہ لوگ فضائل دینیہ سے متصف ہیں اور ان کی رسوم وعادات بسبب ان اکابر علماء کی تاکید کے جو اس قوم میں گزرے ہیں، موافق سنت ہیں ـــــ شیخ محمد طاہر پٹنیؒ مذکور، سنی بوہروں میں سے تھے ـــ سابق زمانے میں دونوں قسم کے بوہرے آپس میں خلط ملط تھے اور کوئی امتیازی خط درمیان میں نہیں تھا۔ شیخ محمد طاہرؒ نے پٹن میں اور سید محمد جعفرؒ نے (جو کہ عالم وبزرگ تھے) احمد آباد میں باشارۂ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں فرقوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اور اس سلسلے میں بڑی جد وجہد کی، یہاں تک کہ دونوں فرقے ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔

بزبان مولوی ولی اللہ اس قوم کی عجیب عجیب حکایتیں سنی تھیں اور ان کی تصدیق محمد بن جمال الدین سے ہوئی جو اسی قوم کے ہیں اور سفر سمندر میں شریک کشتی بھی تھے ـــــ ان حکایات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شیخ محمد طاہرؒ کے وقت میں پٹن میں ایک درویش وارد ہوا، وہاں کے ساکنین میں سے کسی نے اسکے ساتھ کچھ بدسلوکی کی، اس درویش نے بددعا کی اور کہا خداوندا اس قوم کی روزی سفر میں مقدر کرنا۔ جب یہ خبر شیخ محمد طاہرؒ کو پہونچی اور انھوں نے جان لیا کہ دعائے درویش محل قبولیت تک پہونچ گئی ہوگی تو انھوں نے دعا کی، خداوندا اس قوم کی روزی سفر حرمین میں مقدر کرنا۔ وہ دن ہے اور آج کا دن ہے' اس قوم میں یہ رواج ہے کہ تولد پسر کے بعد سے جس طرح دوسری قوم کے والدین تقریب ختنہ اور تقریب نکاح کی فکر میں رہتے ہیں یہ لوگ بچے کو حرمین شریفین پہونچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ بچہ بارہ تیرہ برس کا ہوا اور انھوں نے اسے پٹن سے مکہ معظمہ بھیجا ـــــ ہر سال ان کے چند بچے

حرمین جاتے ہیں اور وہاں پہونچ کر قوم کے بڑے آدمیوں میں سے کسی ایک کے پاس خواہ وہ اقربا میں سے ہو یا اجنبی ہو ــــ بطور خدمت گزاری رہتے ہیں اور خدمتگاروں کی طرح اسکی خدمت بجالاتے ہیں ــ اس زمانۂ خدمت گزاری میں زبان عربی اور تجارت کے معاملات سے واقف ہوجاتے ہیں۔ پھر اگر اس خادم بچے کا باپ غریب ہے، تو بچے میں آثار رُشد معائنہ کرنے کے بعد وہ مخدوم رئیس اپنے مال میں سے ایک رقم اس کو بطور قرض دیتا ہے تاکہ وہ اس کو راس المال قرار دے کر خود تجارت کرے۔ وہ جتنے سال میں قرض کی ادائگی کا وعدہ کرتا ہے ادا کردیتا ہے اور اپنے منافع کو راس المال بنالیتا ہے ــ اور اگر بچے کا باپ مالدار ہو تو وہ حسب استطاعت کچھ مال زر زمرا ہ پسر بھیجتا ہے اور وہ روپیہ مخدوم کے حوالے رہتا ہے اس کے منافع میں سے پانچ دم کو حق التعلیم کے طور پر ملتا ہے باقی بچے کا ہوتا ہے۔ خدمت مخدوم میں دوسرے بچوں کی طرح یہ مالدار کا لڑکا بھی مشغول رہتا ہے بعد ازاں دس سال، بیس سال یا تیس سال کے اندر جب بھی یہ بچے سرمایہ ہم پہونچا لیتے ہیں گھر واپس آتے ہیں اور شادی کرتے ہیں پھر اگر چاہیں تو ہندوستان میں دوکان کریں، اور چاہیں تو عربستان جائیں وہاں تجارت کریں ــــ اسی وجہ سے اس قوم میں کوئی بھی ایسا نہیں الا من شاء اللہ ــــ کہ اس نے مکرر حج نہ کیا ہو اور زبان عربی نہ جانتا ہو (اسکے بعد بوہروں کی دعوت طعام کا ذکر کیا ہے جو ہفتے میں یا عشرے میں ایک مرتبہ یکجائی ہوتی ہے اور سال بھر میں اس کا حساب ہوجاتا ہے۔ فریدی)۔

مولانا سید عبداللہ تجردؔ سورت میں ایک عالم متقی سید عبداللہ ہیں ان کا اصل وطن لاہور ہے اُنھوں نے برہان پور میں مولوی غلام محمد صاحب مذکور سے تحصیل و تکمیل کی ہے۔ حرمین شریفین کی زیارت کے بعد کچھ اوپر تیس سال سے سورت میں بطریق توکل مقیم اور افاضۂ علوم دینیہ میں مشغول ہیں۔ چند سال سے نابینا ہوگئے ہیں لیکن چونکہ تمام فنون میں متبحر عالم ہیں اس لئے اب بھی درس میں خلل نہیں آیا ہے۔ فن فارسی میں بہت قدرت رکھتے ہیں خود بھی عربی و فارسی زبان میں فکر سخن کرتے ہیں ــــ تجردؔ تخلص ہے ــ چند شعر دوسرے شعرا کے آپ کی زبان سے سُنے تھے (ان میں سے دو شعر یہ ہیں)

جاں بلب از ضعف نتواند رسید ما بزور ناتوانی زندہ ایم

۵ عقیق و لعل دِگر، اشکِ لعل گوں دِگر است
دِگر دِگر بود اے دِلستان، جِگر جِگر است

مندرجۂ ذیل دو شعر آپ کے نتائجِ فکر سے ہیں۔

ازز و سیم، تجرّد مطلب جمعیت — گل شد آشفتہ ازاں روز کہ زر پیدا کرد

جو تجھ میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں — خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

سورت سے جانے کے بعد میں مولوی صاحب (سید عبداللہ تجرّد) کی خدمت میں پہونچا اور بہت دیر تک بیٹھا رہا اور ان کے فوائدِ صحبت سے مستفیض ہوا۔ فقیر کی مفارقت پر بہت کچھ اظہار ملال فرمایا۔

سورت میں مزارات و مقابر

سورت میں سادات عیدروس کے مقابر ہیں ان حضرات کی اصل عدن یمن ہے ان کے اجداد میں اکابر اولیاء گزرے ہیں جن کے فضائل مشہور و معروف ہیں۔ ان کو سادات باعلوی[۵] بھی کہتے ہیں ابو علی کی طرف منسوب کر کے ——— عیدروسیوں کے طریقے کا خلاصہ احیاء العلوم (غزالیؒ) پر عمل کرنا ہے اور اس کو بطور وظیفہ پڑھنا ——— یہ لوگ عدن سے احمدآباد گجرات آئے ہیں وہاں سے سورت، سورت میں اس خاندان کی تعظیم و توقیر تمام عوام و خواص کرتے ہیں۔ اس وقت سید محمد بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین ——— حسنِ اخلاق میں یادگارِ اسلاف ہیں۔

مزار خواجہ محمد دہدارؒ

خواجہ محمد دہدارؒ[۶]، خواجہ دیوانہ کے معاصر تھے ۱۰۲۲ھ میں وفات ہوئی۔ خورد و بُرد (۱۰۲۲) تاریخِ وفات ہے۔ نفحات الانس مولفہ مولانا جامی

---

[۵] دراصل باعلوی علوی کی طرف نسبتہ ہے۔ جیساکہ بافقیہ محمد فقیہ کی طرف نسبت کر کے کہا جاتا ہے۔ سادات باعلوی، حسینی جعفری ہیں۔

[۶] مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کے تربیت یافتہ تھے۔ تان سین زمیندار کا مرتبہ ان ہی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ (یادِ ایام تاریخ گجرات مولفہ حکیم سید عبدالحیؒ)

پر آپ کا حاشیہ ہے جو بہت سے حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔ فقیر نے اس حاشیے کا مکہ معظمہ میں مطالعہ کیا ہے ـــــ (مولانا) مولوی خیر الدین صاحب (محدث) فرماتے تھے کہ ان بزرگ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا۔ اپنی وفات کے وقت وصیت کی کہ جب مجھے قبر میں رکھیں تو موئے مقدس کو میری آنکھ میں رکھ دیں، چنانچہ وہ موئے مبارک ان کی آنکھ میں رکھ دیا گیا ـــــ مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ ان بزرگ کے مزار کی زیارت کے لئے جاؤ، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا ایک جزء (موئے مبارک) دفن ہے"۔ جب احقر اُن کی قبر پر گیا تو انشراح قلب ہوا اور وہ حضوری جو ثمرۂ صحبت اہل اللہ ہے محسوس کی ـــــ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

نادیر میں قبر معلّم حسن

نادیر (راندیر) میں بیرونِ شہر، معلّم حسن کی قبر ہے وہ معلّم نباسی کے نام سے مشہور ہیں، درحقیقت یہ نیاس (چاہ آب جہاز) کی تصحیف (بگاڑ) ہے۔ یہ بزرگ کاملین میں سے تھے ان کا واقعہ جیسا کہ ثقات بورتد نادیر سے سُنا گیا ہے یہ ہے ـــــ واللہ اعلم بصحتہا ـــــ کہ یہ ایک جہاز میں تھے کہ اتفاقاً نیاس میں پانی ختم ہوگیا لوگوں نے ان سے اس کا ذکر کیا انھوں نے فرمایا کہ سمندر کا کھاری پانی نیاس میں بھر کر اس کو مقفل کر دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا صبح کو معلّم حسن کو فرشِ خواب پر مردہ پایا گیا۔ لوگوں کو فقدانِ آب نے تو سراسیمہ کر ہی دیا تھا موتِ معلّم اسکے اوپر اور طرہ ہوگئی، ناگاہ معلّم حسن کے سرہانے سے ایک رقعہ اُن کے قلم کا لکھا ہوا بایں مضمون پایا گیا۔ میری اجلِ موعود قریب پہونچ گئی ہے تم لوگ نیاس سے پانی حاصل کرو اور مجھ کو صندوق میں رکھ کر سمندر میں ڈال دینا اور صندوق کے پیچھے پیچھے جہاز چلانا جہاں صندوق پانی میں ڈوبے وہیں لنگر کرلینا ـــــ ادہر نیاس کو کھولا تو اس میں میٹھا پانی پایا۔ معلّم حسن کو بعد تجہیز و تکفین و نماز، صندوق میں رکھ کر پانی میں ڈال دیا ـــــ رات کو ایک فانوس صندوق پر رکھتے تھے اور اسکی روشنی میں چلتے تھے بعد چند دن کے صندوق پانی میں نیچے کو چلا گیا۔ اس جگہ لنگر کیا گیا جب دیکھا تو وہ جگہ بارۂ نادیر ـــــ تھی ـــــ جہاز سے چھوٹی کشتی میں سوار ہوکر نادیر آئے۔ نادیر پہونچنے سے پہلے صندوق گھاٹ کے کنارے پر ظاہر ہوگیا تھا وہاں سے نکال کر معلّم حسن کو دفن کیا گیا ـــــ

ہیں ان کی زیارت پر بھی گیا ان کی قبر کی لوح پر یہ مرقوم تھا، "توفی فی سنۃ احد وعشرین وسبعمائۃ۔ (۷۲۱ھ)

سورت کے کچھ اور حالات

سمندر، سورت سے بارہ کوس ہے اور اس جگہ کو بارہ کہتے ہیں دریائے تاپتی برہان پور کے متصل پہاڑوں سے نکلا ہے، اور سورت کے نیچے سے ہوتا ہوا سمندر میں گر جاتا ہے ـــــ بڑے بڑے جہاز بارہ پر رہتے ہیں سورت تک نہیں آسکتے مگر موسم برسات میں جب کہ امواج سمندر طوفان خیز ہو جاتی ہیں، اور شدت تلاطم سے لنگر ٹوٹ جاتے ہیں ـــ جہازوں کو تاپتی کے اندر داخل کر کے متصل شہر لاتے ہیں تاکہ صدمات امواج سے محفوظ رہیں ـــ ایک دو سفر کے بعد جب کہ جہازوں کے بیرونی حصے پر رنگ و روغن کرنا ہوتا ہے تو اس وقت بھی جہازوں کو نزدیک شہر لا کر خشکی پر لاتے ہیں۔ نئے جہاز بھی تاپتی کے کنارے تیار ہوتے ہیں جب تیار ہو جاتے ہیں تو مد آب کے وقت دریائے تاپتی میں ڈال دیتے ہیں ـــ یہ جہازوں کا دریا سے خشکی میں اور خشکی سے دریا میں لانا ایسا عجیب پُر صنعت کام ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے، اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ـــ ان ایام میں جب کہ فقیر سورت میں وارد ہوا ہے دو نئے جہاز تیار ہوئے ہیں، ان کا سمندر میں پہونچانا اپنی آنکھوں سے دیکھا اور عجائب قدرت حق کا معائنہ کیا۔

(دریا کے ذریعے) سورت میں رات دن میں دو بار سمندر کا مد آتا ہے اور بالائے شہر تک پہونچتا ہے۔ اور دریا کا پانی میٹھا رہتا ہے ـــ مگر موسم گرما میں دو ماہ جب کہ آب تاپتی کم ہوتا ہے اور آب شور کا غلبہ ہو جاتا ہے ـــ اس زمانے میں لامحالہ آب شور ہی شہر تک پہونچتا ہے دو ماہ تک دریا کا پانی کھاری ہوتا ہے مردم شہر ان دنوں آب دریا کا پینا موقوف کر دیتے ہیں اور میٹھے کنوؤں کا پانی (جو کہ بیرون شہر ہیں) استعمال کرتے ہیں ـــ بلکہ زیادہ تر آب باراں کا استعمال کرتے ہیں ـــ بڑی بڑی مسجدوں میں اور اغنیاء کے گھروں میں زیر زمین سرپوش حوضیں ہوتی ہیں اور اس کو ٹانکہ کہتے ہیں ـــ آب باراں، موسم برسات میں چھپروں سے (نلوں کے ذریعے) ان برکوں (حوضوں) میں جمع ہو جاتا ہے اور اہل شہر کو تمام سال کفایت کرتا ہے ـــ مگر بعض برکے دوسری برسات آنے سے پہلے ہی خالی ہو جاتے ہیں۔

مساجد میں اور گھروں میں ٹانکہ بنانے کی یہ رسم تمام صوبۂ گجرات کے امصار و بلاد میں رائج ہے۔

سورت کی عمارتیں شہر سورت کی عمارات (زیادہ تر) چار منزلی ہوتی ہیں اور بود و باش اکثر بالائی طبقات میں ہوتی ہے نیچے کے طبقے میں سامان رکھتے ہیں۔ بالاخانے بہت ہی خوشنما اور پُر زینت بناتے ہیں ــــ عمارتوں کا دار و مدار چوب ساج پر ہے جس کو ساگون کہتے ہیں۔ چھوٹی بڑی کشتیاں بھی چوب ساج ہی سے بنائی جاتی ہیں۔ اس لکڑی میں یہ خاصیت ہے کہ پانی اور دیمک کے ضرر سے محفوظ رہتی ہے۔

فن جہاز رانی فقیر نے اس فن کی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور اس فن کے جزئیات اس سفر میں شیخ محمود معلم سے سیکھے اور شیخ محمود نے علم حساب مجھ سے سیکھا ہے ــــ درحقیقت علم جہاز رانی متممات نعم الٰہی میں سے ہے ــــ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مقدس میں تسخیر بحر اور جریان کشتی کا احسان بندوں پر ظاہر فرمایا ہے ــــ اگر وہ اس علم کا الہام نہ فرماتا تو لوگوں کو سفر سمندر ممکن نہ تھا ــــ فرماتا ہے:۔ وَهُوَ الَّذِي[1] جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ الآیہ ــ نیز فرماتا ہے:ــ [2]وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ۔ الآیہ ــــــ اس علم کی بنا محض اس ظن و تخمین پر ہے جو کثرت تجربہ سے مرتبۂ یقین پہونچ گیا ہو ــــ ہرچند کہ بادی النظر میں یہ علم مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر کوئی شخص چند بار سفر سمندر کرے اور فن ہیئت و حساب سے واقف ہو تو اس علم کو بخوبی جان سکتا ہے ــــ اس کی مثال فقیر کے زعم میں بارہا خشکی میں سامنے آتی ہے کہ ایک ریگستانی زمین ہے یا لق و دق جنگل درپیش ہے اور نشان راہ کچھ نہیں ہے نہ کوئی جادہ ہے ــ مسافر اس جگہ حیران و سراسیمہ ہو جاتا ہے ناگاہ ایک تجربہ کار آدمی جو بارہا اس راستے سے گزر چکا ہے، پہونچتا ہے اور بلا تامل سیدھا ایک طرف کو چلتا ہے اور

---

[1] اللہ وہ ہے جس نے تمھارے فائدے کے لئے ستارے بنائے تاکہ اُن کے ذریعے ظلمات بر و بحر میں راستہ پاؤ۔

[2] اور اللہ کی نشانیوں میں کشتیاں بھی ہیں، سمندر میں پہاڑوں کی طرح۔

منزلِ مقصود پر پہونچا دیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

فرنگیوں کی فن جہاز رانی میں مہارت (اس زمانے میں) جہاز رانی درحقیقت فرنگیوں کا کام ہے۔ ہوا کتنی ہی تیز چلے وہ بادبانوں کو کھول دیتے ہیں اور جہازوں کو تیز چلاتے ہیں۔ وہ بالکل اس بہادر سوار کی مانند ہیں جو سرکش گھوڑے پر بے خوف وخطر سوار ہوجاتا ہے۔ ان فرنگیوں کی اس بارے میں جو حکایتیں سُنی جاتی ہیں اُن سے تعجب ہوتا ہے اور مبالغے پر محمول کی جاتی ہیں۔ ایک ہمارے ہندوستان کے ملاح ہیں کہ وہ علم جہاز رانی میں کیسے ہی بے بدل ہوں لیکن تیز ہوا چلنے پر ان کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور بادبانوں کو کم کردیتے ہیں۔

سورت سے روانگی ۹ جمادی الثانیہ بروز پنجشنبہ ـــــ سورت سے نکل کر سفینۃ الرسول نامی کشتی پر سوار ہوئے ـــــ ۱۲ کو لنگر اٹھایا گیا ـــــ ۱۴ کو لنگر گاہ سے نکلے ـــــ ہماری کشتی دوسری کشتیوں کے مقابلے میں چھوٹی تھی اس میں ۷۱۶ آدمی سوار تھے ـــــ مولوی صاحب (مولانا خیرالدین محدث) فرماتے تھے کہ دوسرے سفرِ حج میں بوقت مراجعت ہم جس کشتی میں سوار ہوئے تھے وہ اتنی بڑی تھی کہ اس میں گیارہ سو آدمی، چالیس گھوڑے سوار تھے اور ایک لاکھ من بوجھ لدا ہوا تھا۔

مچھلیاں بعد چند روز کے ایک آبنوس مچھلی شکار کی گئی اس کا نیلام ہوا ـــ آبنوس رہو کلاں کی مانند ہوتی ہے خوش رنگ اور خوش ذائقہ ـــــ مچھلیوں کی بہت سی قسمیں ہیں ایک مچھلی سقوطرہ کے قریب نظر آئی جو قامت وجثّہ میں گائے کے بچے کے برابر تھی۔ بڑے بڑے جسم والی مچھلیوں کے قصّے سُنا کرتا تھا وہ مچھلیاں مجھے نظر نہ آئیں تو معلم سے دریافت کیا انھوں نے کہا کہ اس سمندر میں بڑی مچھلیاں کم نظر آتی ہیں، دریائے چین میں ساٹھ ساٹھ ستر ستر ہاتھ کی مچھلیاں ہوتی ہیں ـــ ایک ساتھی نے جو ہماری کشتی میں تھا اور اس نے بہت سے سمندری سفر کئے تھے مجھ سے کہا کہ میں نے ہاتھی کے جسم کے برابر مچھلیاں اس سمندر میں دیکھی ہیں۔

سقوطرہ ۱۰ رجب ـــ دوشنبہ ـــ جزیرۂ سقوطرہ نمودار ہوا ـــ سقوطرہ میں آبادی ہے، جب اہل کشتی کو پانی کی ضرورت لاحق ہوتی ہے وہاں جاکر آب شیریں لے لیتے ہیں۔

اور کبھی اہل سقوطرہ بھی کشتی پر سوار ہو کر مرکب کے قریب پانی لے کر آجاتے ہیں۔
۱۱ رجب کو جزیرہ ہائے شامی صبح کے وقت ظاہر ہوئے۔
۱۳ رجب کو دو بڑی پہاڑیاں ابوالجوزا نام کی نمایاں ہوئیں۔

ان ایام میں چند روز ہوا کم چلی اس لئے بیشتر اوقات کشتی کھڑی رہی لوگ اس سال کو دیکھ کر اور قلت آب کی وجہ سے بیتاب و مضطرب رہے۔ ایک روپے کے آٹھ آبخورے پانی خریدتے تھے۔ اس وقت فقیر کے دل میں گزرا کہ محتکر[ل] طعام کے لئے تو وعید آئی ہے۔ محتکر آب کا حال خدا جانے کیا ہوگا؟

۱۴ رجب کو باد مراد چلی ـــــ ۱۵ کو ہوا پھر ساکن ہو گئی اور یک روزہ راہ پانچ دن میں طے ہوئی ـــــ ۱۹ رجب کو سہ پہر کے وقت برابر جبل کا کی پہونچ کر متوجہ عدن ہوئے۔ عدن، کاکی سے قریب ہے، لیکن سستی ہوا کی وجہ سے تھوڑی سی مسافت چار روز میں قطع ہوئی ـــــ (بالآخر) ۲۳ رجب بروز شنبہ دوپہر کو کوہ عدن نمودار ہوا۔

عدن عدن بلاد یمن میں مشہور شہر ہے اور سادات عیدروس کی اصل جگہ ہے اور اُن کے قدیم مشائخ کے مزارات یہیں ہیں ـــــ بوقت شب مُخا کی طرف متوجہ ہوئے جو عدن سے ایک سو بیس کوس ہے ـــــ چونکہ ہوا موافق تھی اس لئے ۲۴ رجب کو دوپہر کے وقت باب المندب پہونچے۔ یہ ایک پہاڑی ہے اندرون سمندر ـــــ یہاں سے مُخا چھبیس کوس ہے ـــ باب المندب کے شمال میں تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑی سلسلہ ساحل یمن سے متعلق ہے اس کو باب صغیر کہتے ہیں اور سمت جنوب میں دور تک ساحل حبش ہے اس کو باب کبیر کہتے ہیں۔ عوام دونوں کو باب سکندر کہتے ہیں حالانکہ یہ شہرت غلط ہے باب سکندر نواحی روم میں ہے۔ چونکہ اس مقام میں پانی کی گہرائی کم ہے اور پانی کے نیچے پتھر ہیں جن سے کشتی کو مستقل خطرہ رہتا ہے اس لئے معلم اس جگہ سے گذرتے وقت بہت احتیاط ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور خیال رکھتے ہیں کہ مقررہ گذرگاہ سے کشتی دائیں بائیں کو تھوڑی سی منحرف نہ ہونے پائے ـــــ اللہ کا شکر ہے کہ باب صغیر سے سلامتی

[ل] ذخیرہ اندوزی۔

کے ساتھ گزر گئے اور شام کے وقت مخا سے بارہ کوس کے فاصلے پر لنگر کیا۔ صبح کو روانہ ہو کر وقت شام بندرگاہ مخا پر کشتی نے لنگر کیا۔ مخا سے جدہ چھ سو کوس ہے کل مسافت سورت سے جدہ تک دو ہزار چار سو کوس ہے۔

ملاحوں کے کرتب عجائب سفر سمندر میں سے ملاحوں کا حال بھی ہے کہ وہ اس طرح کا کام انجام دیتے ہیں کہ ایک نٹ بھی اس طرح انجام نہ دے سکے۔ جس وقت بھی معلم کہتا ہے اگرچہ شب تاریک ہو، رسیوں کے ذریعے بالائے چوب کشتی — جس کا ارتفاع بہت ہے — چڑھ جاتے ہیں۔ وہ کبھی بادبان کھولنے میں کبھی طے کرتے ہیں۔ اور بہت سے کام پھرتیلے پن سے اس طرح کرتے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کام میں خصوصاً لنگر کے اٹھاتے وقت اپنے محاورے اور لہجے میں کچھ الفاظ بولتے ہیں جو زیادہ تر عربی فقرے ہوتے ہیں۔ نعت و درود پر مشتمل — ہر چند وہ کلمات ان کی زبان پر تصحیف پا گئے ہیں اور ان میں سے اکثر مہمل ہو گئے ہیں، لیکن نعت سے متعلق ہوتے ہیں اور لہجہ ایسا ہوتا ہے کہ دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔

بحری سفر کے مصائب محنت و تعب اگرچہ سفر خشکی میں بھی کم نہیں ہے لیکن یہ سفر خشکی بار بار ہوتا ہے اس لئے اسکی مشقت برداشت ہو جاتی ہے۔ سفر دریا میں تنگیٔ جا۔ جوع و عطش کی تکالیف اور خوف غرق یہ سب کچھ ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں ناز و نعمت میں پلے ہوئے لوگوں کو — جو کہ قوت شکیبائی نہیں رکھتے اور گھبراہٹ جن کی طبیعت پر غالب ہے۔ تنگدل کر دیتی ہیں — یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ باتیں ہر بار اور ہر شخص پر گذریں۔ علاوہ ازیں ایک شخص ایسا ہے کہ اس پر جو کچھ گذرتا ہے اس کو مطابق واقعہ بیان کر دیتا ہے دوسرا شخص مبالغے کے ساتھ اصل واقعہ پر اضافے کر کے بیان کرتا ہے۔ سب سے بڑی مشقت سفر بحری میں یہ ہے کہ کشتی کی روانی ہوا پر موقوف ہے اور ہوا پر سوائے خدا کے کسی کو اختیار نہیں ہے۔

شعر: قضا کشتی آنجا کہ خواہد برد ∗ وگر ناخدا جامہ بر تن درد

اس موقع پر آدمی کو اپنی عاجزی و بیچارگی اور قدرت قادر حقیقی جل جلالہ واضح

ہو جاتی ہے۔ اور یقین سے جان لیتا ہے کہ فاعل و موثر حقیقی بجز خدائے تعالیٰ کے اور کوئی نہیں ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کئی جگہ تسخیر کشتی کا بندوں پر احسان جتایا ہے فرماتا ہے ــــ رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ــــــــــــ (بنی اسرائیل)

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ بہ قصد زیارت حرمین شریفین جو مصیبت بھی جھیلی جائے گی، موجب اجر عظیم ہوگی ــــ مولوی صاحب (مولانا خیر الدین سورتی) فرماتے تھے کہ ہرچند اس سفر میں مصیبت ہو لیکن اس مصرع کا مضمون اس راہ پر صادق ہے۔

ع: یک قدم بر نفس خود نہ یک قدم در کوئے دوست

حدیث شریف میں آیا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ ــــ (جنت خلاف طبیعت امور اور مشقتوں سے ڈھانپ دی گئی ہو ــــ فقیر کے نزدیک دو قسم کے آدمی لذت سفر حرمین پاتے ہیں۔ بشرطیکہ جاذبۂ شوق نے سفر پر آمادہ کیا ہو۔

(۱) صاحب استطاعت جو کہ بقدر ضرورت سامان رکھتا ہو۔

(۲) فقیر صابر جو کہ ہر حال میں تقدیر ازلی پر نظر رکھتا ہو، اور جب کھانے پینے کو نہ ہو تو صبر اس کو اپنی جگہ پر قائم رکھے ــــــــــ اور جو شخص کہ ان دو حال سے خالی ہو اور اس کو محض گردش آب و دانہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا رہی ہو یا اس کی نیت میں ریا و سمعہ (دکھاوے، سناوے) کا شائبہ ہو تو دیکھا گیا ہے کہ ایسے شخص سے سختی کی وجہ سے گھبراہٹ اور پریشانی ظاہر ہو جاتی ہے اور ایک طاعت کا ارادہ اس کے لئے بہت سی معاصی کا باعث بن جاتا ہے ــــ اعاذنا اللہ تعالیٰ مما لا یرضاہ۔

لہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو رواں کرتا ہے تمہارے لئے کشتیوں کو تاکہ تم سمندر میں طلب معیشت کرو اس کے فضل سے۔ بیشک وہ تم پر مہربان ہے اور جب تم کو سمندر میں سختی پہونچتی ہے تو جن کو تم پہلے پکارتے تھے سب گم ہو جاتے ہیں۔ بجز خدا ـ یعنی ایسے وقت میں تم سوائے خدا تمام معبودان باطل کو بھول جاتے ہو۔

اس سفر میں اپنا حال

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد رسول اللہ وآلہٖ واصحابہ ـــــ یہ فقیر اس سفر میں انواع نعمت واحسانِ حضرت باری سے مالامال ہے ـــ مجھے کچھ بھی مصیبت نہیں پہونچی ـــ تمام اوقات واحوال میں عافیت ورفاہیت کے ساتھ رہا اور راحت سے وقت گذرا مگر ایک دن جب کہ کشتی سنوطرہ سے گزر رہی تھی تشنگی کی تکلیف محسوس ہوئی۔ نماز ظہر میں تھا کہ حالِ امام المسلمین حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما جو کربلا میں ہوا تھا یاد آیا، فوراً میرے دل کو تسلی ہوئی اور پیاس سے تسکین پائی۔ پھر اس کیفیت نے کبھی عود نہیں کیا۔

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

جس وقت امتدادِ مدت کا اندیشہ اور خوفِ فوتِ موسمِ حج آتشِ شوق کو تیز تر کرتا ہے تو سوائے تفویض ورضا کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ یہ شعر ہمارے کس قدر مناسبِ حال ہے۔

بوصلش تا رسم صد بار از پا افگند شوقم
کہ نو پروازم و شاخے بلندے آشیاں دارم

ہم اس کے حکم پر راضی رہیں اسی میں ہماری راحت ہے۔ جو اس کی عادت ڈال لے گا اس کا دل راحت میں رہے گا اور جو شخص راضی برضا نہ ہوگا وہ ورودِ قضا سے رنجیدہ ہوگا۔

رُباعی

اے در خمِ چوگانِ قضا ہمچو گو　　چپ بخور و راست برو ہیچ مگو
آنکس کہ ترا فگندہ اندر تگ و پو　　او داند و او داند و او داند و او

جذبۂ رضا وتسلیم، طریقت میں اصلِ قوی ہے جس کسی کو یہ دولت عطا کر دیں جان لو کہ اسے دو جہان کی راحت وخوشی عطا کر دی ـــ جو اندوہ وغم جہاں میں کسی کو پہونچتا ہے (یعنی غم واندوہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے) سمجھو کہ رضا وتسلیم کے نہونے کی وجہ سے ہے۔

رفیق ناموافق

اس سفر کی اذیتوں میں سے ایک رفیق ناموافق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فقیر کو اس مسافرت میں یاران ومصاحبان موافق کی

مصاحبت میسر ہوئی ـــــــ

اصل بات یہ ہے کہ دنیاوی اسفار میں تو منافع دنیوی کے حصول کے لئے ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہیں کسی کی زیادتی دیکھتے ہیں تو اس پر صبر کرتے ہیں لیکن اس سفر میں چونکہ یہ توقعات (منافع دُنیوی) نہیں ہوتیں اس لئے ساتھی کی ذرا سی تقصیر سے جو اس سے واقع ہو جائے بلکہ بغیر تقصیر ہی کے ـ کسی خارجی اذیت سے متاثر ہو کر ـ شکایت سے آگے بڑھ کر قطع تعلق تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نااتفاقی اور بد اخلاقی سے اپنی پناہ میں رکھے۔

کتب اخلاق میں لکھا ہے کہ حُسنِ اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کے ساتھ بدی کرے تو اس کا نیکی سے بدلہ دے۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو تحمل و بُردباری کو اپنا شعار بنائے کبھی ایسا نہ کرے کہ منھ در منھ ملامت کے لئے زبان کھولے یا پیٹھ پیچھے شکایت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ـــــ ایک حکیم سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص کو کس طرح جانا جا سکتا ہے کہ وہ بدخلق ہے اس نے کہا کہ جب وہ ایسے شخص کی شکایت کرے جس نے اس کے ساتھ برائی کی ہو ـــــ

۵ زخوش معاملگی شمع دودمانِ خودم
رسد بغیر زمن سود و در زیانِ خودم
(حکیم)

کچھ لوگ کشتی سے اُتر گئے ایک سو سے زیادہ آدمی مُخا و حدیدہ میں قلتِ آب سے تنگ آکر اُتر گئے اور کم و بیش ایک سو آدمی مع کارکنان کشتی باقی رہے ـــــ

مُخا ۲۶ رجب کو بہ وزیارت مُخا کے لئے گئے ـــــ اور وکالۃ المدینہ نامی رباط میں اُترے ـ اس رباط کے بانی نے اس کے کرایے کو وقف مدینہ منورہ کر دیا ہے۔ مُخا یمن کے بندرگاہوں میں مشہور اور بڑا بندرگاہ ہے ـــــ یہ ایک مختصر سا شہر ہے، اسکی عمارتیں سہ منزلہ اور چہار منزلہ ہیں ـ ایک حصار رکھتا ہے۔ یہاں کے مشہور مزارات یہ ہیں (۱) مزار شیخ صندل، اندرون شہر (۲) مزار شیخ جوہر، بیرون شہر نخلستان میں

مگر ان دونوں بزرگوں کا کچھ حال نہ معلوم ہو سکا۔

یہاں کا بادشاہ سید حسنی ہے شرفائے مکہ کے بنی اعمام سے ہے۔ اس کو امام کہتے اور امیر المومنین کے ساتھ ملقب کرتے ہیں ــــ امام حال کے سکّے میں یہ لفظ ہیں امیر المومنین المنصور باللہ ــــ

زیدیہ

بادشاہ اور اکثر عوام و رعایائے یمن، مذہب زیدیہ رکھتے ہیں اور اکثر ساکنین امصار و بنادر شافعی ہیں اور مردم سندھ جو کہ اس ملک میں توطن اختیار کئے ہوئے ہیں حنفی ہیں اور امام مسجد، شافعی ہے ــــ بادشاہ اور تمام زیدی، شافعی اور حنفی اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ زیدیوں کے بعض مسائل مجملاً تو پہلے سے معلوم تھے۔ یہاں اتنا ٹھہرنا نہ ہوا کہ کسی عالم سے تفصیل معلوم کر لی جاتی ــــ

یہاں عوام تو عوام، خواص بھی عریاں ہو کر غسل کرتے ہیں ذرا شرم نہیں کرتے۔

مخا سے روانگی

۲۰ ر رجب ــــ کشتی میں واپس آئے ــــ مخا سے جدہ تک دو سمندری راستے ہیں ایک بحر کبیر یعنی وسط بحر یمن سے جو بہت گہرا ہے۔ اگر باد مراد چلے تو سات آٹھ دن میں منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور باد مخالف ہو تو کشتی اُلٹے پاؤں واپس جاتی ہے ــــ دوسرا راستہ بحر صغیر ہے ــــ متصل ساحل یمن، اس کا پانی اس قدر عمیق نہیں ہے، اس راستے میں زیر آب پتھر ہیں اور جہاز کو ان سے ہر وقت خطرہ ہے، اگر ہوا موافق ہو تو پندرہ سولہ دن میں جدہ پہونچتے ہیں۔ مگر کشتی کے رجوع کرنے کا خوف نہیں ہے ــــ اس لئے کہ دن کو چلتے ہیں اور شام کو منازل معینہ میں کہ اُن کو مرسا کہتے ہیں لنگر کر لیتے ہیں، اگر ہوا مخالف ہو تو ٹھہر جاتے ہیں اور اگر پانی کی ضرورت ہو تو ان قریوں سے جو کنارے پر ہیں پانی لے لیتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساحل پر اُتر کر خشکی کے راستے چلیں، مگر اس میں مسافت اور رنج راہ بہت ہے ــــ لہذا مخصوص اوقات میں بحر صغیر میں سفر کرتے ہیں۔ اس راستے میں معلمانِ ہندوستان جہاز نہیں چلا سکتے اس لئے کہ وہ سنگہائے زیر آب اور مواضع خطر سے واقف نہیں ہوتے۔ مخا سے یا حدیدہ سے معلم عرب کو ہمراہ لیتے ہیں تاکہ وہ جدّہ تک پہونچائے۔

۲۹ ر رجب، بروز جمعہ، بوقت شام ــــ مخا سے لنگر اٹھا لیا گیا اور براہِ بحر صغیر روانہ ہوئے۔

جبلِ ذکر
جبلِ ذکر کے قریب بادِ مخالف اس طرح چلی کہ ایک قدم آگے بڑھنا دشوار ہوا اور میٹھا پانی اس حد تک کمیاب ہوا کہ رات دن میں ایک دو گھونٹ پر اکتفا کی جاتی تھی۔ یہی حال غذا کی کمیابی کا تھا۔۔۔ بالآخر زندگی سے ناامیدی ظاہر ہوئی اور چہرہ مرگ نمودار ہوا بہت سوں نے بے صبری کی بنا پر آب شور پینا شروع کیا اور اذیت جھیلی۔۔ کہتے ہیں کہ اکثر و بیشتر جبلِ ذکر کے قریب بادِ ناموافق کی وجہ سے کشتیوں کو ٹھہرنا ہی پڑتا ہے اور یہ حال موجب ذکر و دعا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اس پہاڑ کا نام جبلِ ذکر پڑ گیا ہے۔ اس حال میں سب چھوٹوں بڑوں نے اللہ تعالےٰ سے التجا کی اور جناب رحمۃ للعالمین کا توسل کیا۔۔۔ خدا خدا کر کے بادِ مراد چلی اور اس تہلکہ سے نجات پائی۔ جو چھوٹی کشتی حدیدہ گئی تھی وہ واپس آئی اور ساحل سے پانی لے آئے پیاسے سیراب ہو گئے۔

حدیدہ
روز جمعہ ۱۲ر شعبان۔۔۔ حدیدہ پہونچ گئے۔۔۔ حدیدہ یمن کی بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ ہے۔۔۔ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ۔۔۔

۲۳ شعبان کو یہاں سے روانہ ہوئے۔۔۔ اگرچہ موسم سفر سمندر ختم ہو گیا ہے، ایام برسات نزدیک آ گئے ہیں ہوا بہت مخالف ہے اور کشتی کی رفتار بھی سست ہے لیکن ہمیں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ہم کو حج بیت الحرام اور زیارت روضۂ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ نصیب کرا کے ہم پر فضل فرمائے گا۔

ایک ساحلی قریہ
بروز چہارشنبہ۔۔۔ ۲۶ر شعبان کو جس جگہ لنگر ہوا تھا ساحل پر ایک قریہ تھا فقیر وہاں گیا تھا وہاں چند گھرخس پوش دیکھے کہ ان کی دیواریں لکڑی کی اور چھتیں پھوس کی تھیں۔۔۔ زراعت نہیں تھی بس چند درخت کھجور کے اور کچھ ایک قسم کے چھپر کے درخت پائے گئے جن کے پتوں سے بوریے بن لیتے ہیں۔۔۔ ان لوگوں کی اور دیگر ان لوگوں کی جو ساحلی قریوں میں رہتے ہیں، اکثر غذا مچھلی ہے۔۔۔ اناج دوسری جگہ سے لاتے ہیں۔۔۔ ان لوگوں کا حب وطن ان مقامات پر سکونت کا سبب بنا ہوا ہے۔۔۔ اس قریہ میں عیسیٰ بن احمد زیلعیؒ کا مزار ہے اس کی زیارت کی گئی۔ لوگوں نے ان کے بہت سے

مناقب بیان کئے۔

کامران

جمعہ ۔۔۔ ۸ ار شعبان ۔۔۔ کامران پہونچے۔ یہ ایک جزیرہ ہے اندرون سمندر ساحل یمن سے تھوڑے فاصلے پر حدیدہ و لحیہ کے آدھر پر ۔۔۔ پہلے کامران بندرگاہ تھا اب ویران ہوگیا اور لحیہ بندرگاہ قرار پا گیا ۔۔۔ یہاں ایک قلعہ ہے بہت مختصر اس میں حاکم لحیہ کا تھانیدار رہتا ہے اور قلعہ سے بہت دور آبادی ہے۔ یہاں اب چند خس پوش مکانات رہ گئے ہیں۔ ایک بڑی مسجد بھی ہے جو انہدام کی طرف مائل ہے ۔۔۔ آبادی سے باہر نخیل میں آب شیریں کے کنویں ہیں۔ اہل مراکب یہیں سے پانی لیتے ہیں تاکہ سفر جدہ میں لوٹتے وقت تک کام آئے۔ اس جگہ نہ زراعت ہے، نہ مویشی، نہ گھاس ۔۔۔ گذر اوقات کا ذریعہ میٹھے پانی کی اُجرت ہے۔ جس کو نخیل سے لاکر جہازوں اور کشتیوں میں پہونچاتے ہیں۔ یہاں کے باشندے وقت ضرورت سوار کشتی ہوکر اناج اور دیگر ضروریات یمن سے لاتے ہیں۔ یہاں ایک قسم کا نمک ہوتا ہے جس کو ملح کامرانی کہتے ہیں۔ اسکی کان مقابل کامران ایک ساحل پر ہے۔ یہ نمک اہل کشتی کو اناج کے تبادلے میں دیتے ہیں ۔۔۔ صبح کے وقت بقصد غسل نیز پانی لینے اور کپڑے دھونے کے لئے اس بستی میں جانا ہوا ۔۔۔ ان لوگوں کی معیشت کا حال دیکھ کر دل میں دُکھ پیدا ہوا، اور اللہ کا یہ احسان یاد آیا کہ اس نے ہمارے شہروں میں طرح طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دئے ہیں۔ میں نے یہاں کے ایک شخص سے کہا کہ تم اپنی زندگی کس طرح بسر کرتے ہو؟ تو اس نے عربی میں جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے ۔۔۔ کہ کیا یہ میٹھا پانی اور مچھلیاں اور کچھ کھجوریں اللہ کی طرف سے ہمارے لئے نعمت نہیں؟ ۔۔۔ میرے دل میں یہ گزرا کہ دیکھو لطیف خبیر و رزاق قدیر نے اس دریائے شور میں اپنے بندوں کے لئے آب شیریں پیدا کر دیا تاکہ جہاز والے یہاں سے میٹھا پانی حاصل کریں، پھر ایک جماعت کو یہاں لاکر ٹھہرا دیا تاکہ وہ لوگ پانی لاکر اہل جہاز کو دیں ۔۔۔ اس تدبیر سے فریقین کی حاجت کو پورا کیا ہے ۔۔۔ اس جزیرے کے قریب مروارید برآمد ہوتا ہے لیکن مروارید بصرہ زیادہ اچھا ہوتا ہے ۔۔۔ یوں بیان کرتے ہیں کہ گرمیوں کے چار مہینے موتی نکالنے کا زمانہ ہے۔

فقیر کو یہ جگہ (کامران) بہت پسند آئی۔ اس شخص کے رہنے کے لئے جو کہ

ع۔ بجاں جاں بلب آمد کہ بروکس نگریست

کا مصداق ہو — اس سے بہتر گوشۂ تنہائی نہ ہوگا — لیکن ہماری منزلِ مقصود تو آگے ہے۔

جزائر اس سمندر میں چھوٹے بڑے ویران جزیرے دائیں بائیں بہت سے نمودار ہوئے۔ کہتے ہیں کہ مخا سے جدہ تک تین سو سے کچھ اوپر جزیرے ہیں۔ بعضے جزیرے پہلے نہیں تھے، چند سال سے ظاہر ہوئے ہیں۔ بعضے بڑے تھے اب چھوٹے ہوگئے میں نے ایک دن معلّم سے حوالِ جزائر کو دریافت کیا، اس نے کہا کہ جزیرے شمار سے باہر ہیں بحر ہند و بحر عرب کے دو بڑے جزیروں کا ذکر کرنے کے بعد اس نے جزائر جادہ کا ذکر بھی کیا جزائر جادہ کے باشندے سب شافعی المسلک مسلمان ہیں، وہ حجاج کی بہت تعظیم کرتے ہیں ان جزائر میں چند مستقل حاکم حکومت کرتے ہیں۔ یہاں کے لوگ سب دیندار اور شجاعت میں بے مثل ہیں، چار پانچ جادی جو بقصدِ حج آئے ہیں، اس کشتی میں بھی سوار ہیں — ان کی زبان بالکل سمجھ میں نہیں آتی، البتہ ان کے ایک آدمی سے کہ وہ کچھ عربی زبان سے واقف ہے اس ملک جادا کے کچھ حالات معلوم ہوئے۔

شاہ احمد اللہ جو کہ مخدوم زادگانِ امیٹھی میں سے ہیں، انھوں نے شروع میں عزتؐ جاہ کے ساتھ ضلع لکھنؤ، مرادآباد اور دکن میں اوقات بسر کئے، تیس سال سے زائد ہوگئے کہ انھوں نے بہت کچھ سیاحی (جزائر وغیرہ کی) کی ہے، چند سال سے وہ احمدآباد، گجرات اور پٹن میں رہتے ہیں اور بہت سے اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ عالیہ سے متصف ہیں، امسال مکہ معظمہ آئے تھے وہاں ان کو مجھ سے پچھلے تعارف کی بنا پر موانست حاصل ہوئی انھوں نے بھی جزیروں کے عجائب وغرائب مجھے سنائے۔

فسبحان الذی من آیاتہ خلق السموٰات والارض واختلاف السنتکم والوانکم إنّ فی ذٰلک لآیات للعالمین —

عبدالرحمٰن فرانسیسی ہماری کشتی کے ایک معلّم عبدالرحمٰن فرانسیسی ہیں وہ اپنے علم میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں — چند سال ہوئے کہ مسلمان ہوگئے ہیں

میں نے ایک دن اُن سے ملک فرنگ کے حالات دریافت کئے انھوں نے وہاں کے بہت سے عجائب وغرائب نقل کئے ــــــ اور کہا کہ اب سے قریب چالیس سال کے گذرے کہ فرانس کے رئیسوں میں سے ایک شخص کو تمام دنیا کے سمندروں کے سیر کی ہوس دامنگیر ہوئی، چنانچہ وہ جہاز پر سوار ہو کر ملک فرانس سے روانہ ہوا اور انگلستان، پرتگال، استنبول، مغرب، ہند و حبش، دکن و بنگالہ کے بندرگاہوں سے گزرتا ہوا چین میں جا پہونچا اور وہاں سے بسمت شمال روانہ ہوا، اور اس جگہ تک پہونچا جہاں چار پانچ ماہ آفتاب نظر نہیں آتا ــــــ رفتہ رفتہ سات سال کی مدت میں تمام بنادر ربع مسکوں کی سیر کر کے اپنے ملک کو واپس ہوا، اور اسکے بعد تمام احوال سفر، خصوصیات ہر بندرگاہ اور راہ ہر جانب کو ایک کتاب میں جمع کیا پھر چین اور آرام سے گھر بیٹھا، اب وہ کتاب جہاز رانوں کا دستور العمل ہے۔

بندرگاہ لحیہ

۷ رمضان ــــــ کامران سے روانہ ہوئے ظہر کے وقت بندرگاہ لحیہ پر لنگر ہوا، یہاں معلم وغیرہ ارباب کار کو موسم سفر کا اختتام دیکھ کر کشتی کے جدے تک پہونچنے سے ناامیدی ہوگئی اور سب کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ مالک کشتی کا ارادہ ہوا کہ اموال کو فروخت کر کے کشتی کو سورت واپس بھیجدیں اور پھر کشتی لحیہ میں سوار ہوں چنانچہ اس قصد سے شہر کو گئے بھی مگر چونکہ تدبیر تقدیر سے مطابق نہ تھی، بیع اموال، موافق مطلوب ہوئی ناچار واپس آکر متوکلا علی اللہ ۸ رمضان کو اسی کشتی میں روانہ ہوئے۔

۹ رمضان ــــــ مقابل بندرگاہ جاذاں پہونچے، اس جگہ تک حد زمین یمن تھی ــــــ یہاں زیادہ تر حکومت شریف مکہ ہے ــــــ تندی باد مخالف کی وجہ سے بحرائی تمام تھوڑا سا فاصلہ طے ہوجاتا ہے اور سوائے مرسا کے جو مواضع معینہ ہیں کسی جگہ اس راستے میں لنگر نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ تندی باد سے اور زور امواج سے اگر رسن لنگر ٹوٹ جائے تو ہوا بے اختیار جس قدر چاہے گی واپس لیجائے گی ــــــ مرسا میں موج پست ہوتی ہے اور مرکب کو صدمہ نہیں پہونچتا ہے۔

۱۲ رمضان کو بسبب تیزی ہوا و شدت تلاطم امواج کشتی عجیب حرکت و اضطراب میں رہی۔ موجیں کثرت سے درون کشتی آتی تھیں۔ بہت سے آدمیوں کے حواس میں اختلال آگیا

اور جس دن سوار ہوئے تھے اُس دن کی طرح سر گھومنے لگے اور متلی لاحق ہوئی ۔۔ ۱۲ر کو اُس مرسا میں جو کہ جزیرہ کُتنل کے کنارے ہے لنگر ہوا ۔۔ دن کے آخری حصہ میں چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر اس جزیرے میں پہونچے ، یہ ایک پہاڑ ہے اس کا دَور کمتر ہے اور ارتفاع زیادہ ہے ۔ دامن کوہ کے ایک طرف ایک قطعہ زمین ہے ہموار اور سنگریزے ہیں ۔۔۔ اس جگہ ایسے درخت تھے جن کے پتے جھاؤ کے مشابہ تھے ۔۔۔ یہاں عجیب عجیب رنگوں کے پتھر اور گھونگے دیکھے گئے ۔۔۔ اس سرزمین میں مقابر بھی بہت نظر آئے ۔۔۔ شام تک یہاں توقف کیا ۔ بعد افطار کشتی میں آئے ۔

۱۴ر رمضان کو لنگر اُٹھایا مخالف ہوا اتنی تیز چلی کہ ایک قدم آگے بڑھنا ممکن نہ تھا ، بلکہ کُتنل تک پہونچنا بھی نہیں ہو سکتا تھا ۔۔ ناچار مراجعت کی اور اُس مرسا میں کہ جہاں ۱۲ر کو تھے ، پہونچے ۔۔ دو روز کی رفتار ضائع ہو گئی ۔۔۔ ۱۵ر رمضان کو مقام ہوا ۔۔۔ ۱۷ر کو پھر کُتنل پہونچے ۔ جازان سے بندرگاہ کنفدا[1] ۹۶ کوس ہے ، سات دن ہو گئے ہنوز اس مسافت کا نصف حصہ بھی قطع نہیں ہوا ۔ اب خیال یہ ہے کہ جب کنفدا پہونچیں تو اس کشتی سے اتر جائیں اور وہاں سے چھوٹی کشتیوں میں سوار ہو کر براہ سمندر جدہ جائیں ۔ جدہ ، کنفدا سے ایک سو اسی [۱۸۰] کوس ہے اور ہوا موافق ہونے کی صورت میں چار دن کا راستہ ہے ورنہ براہ خشکی ۔ کہ کنفدا سے مکہ معظمہ تک نو دن کا راستہ ہے ۔۔۔ روانہ ہوں گے ۔۔۔ لیکن بظاہر راہ خشکی سے جانا مشکل ہے ۔ اور اللہ چاہے تو ہر مشکل آسان ہے ۔

خلافِ شرع رسم

تمام ملک یمن و حجاز میں یہ امر خلاف شرع رائج ہو گیا ہے کہ بچوں کی ختنہ بعد بلوغ کرتے ہیں ، وہ ختنہ میں کھال زیادہ کھینچتے ہیں ۔۔ میں نے عبداللہ نامی شتربان سے کہ اسکے اونٹ کو کنفدا کے کرایہ پر لیا تھا اس بات کو دریافت کیا اُس نے تصدیق کی ۔ میں نے کہا اس امر غیر مشروع کے تم عادی کیسے ہو گئے ؟ اس نے کہا کہ اگرچہ غیر مشروع ہے اور مخالف سنت ہے ، لیکن ہمارے ملک میں یہ رسم شائع ہو گئی ہے ۔

---

[1] قنفذہ ۔

کنفدا ۲۰ رمضان کو ـــــ کنفدا کے کنارے پہونچے یہ ایک بندرگاہ ہے، توابع جدہ سے۔ اسکی آبادی ساحل پر ہے، گھر اور بازار سب خس پوش ہیں اور بجز ایک دو مسجدوں کے دیوار خشت وسنگ کہیں دیکھنے کو بھی نہیں ـــــ یہاں گھر عرب کے طریقے پر بے تکلف بنے ہوئے ہیں، صحن کے پردے کی دیوار لکڑی کی ہے یا بوریے کی ـــــ تمام سرزمین میں درخت سایہ دار یا گھاس کا نشان تک نہیں ـ آب شیریں چند کوس سے یہاں لاتے ہیں ـ مقابل آبادی اندرون سمندر ایک جزیرہ ہے مختصر سا اس میں ایک قلعہ ہے جس میں ایک برج اور چند گھر ہیں ـ امیرانِ شریف مکہ کا قید خانہ یہیں ہے ـــــ جدّہ میں اور دیگر بندرگاہوں میں نائب شریف مکہ کو وزیر اور دَولہ کہتے ہیں ـــــ مکّہ معظمہ یہاں سے براہ خشکی نو دن کا راستہ ہے چونکہ سورت کی کشتیوں کی واپسی کا موسم قریب پہونچ گیا ہے اور باد شمال شدت سے چل رہی ہے اس لئے کشتی کا جدے جانا موقوف ہوگیا اور صاحب کشتی اور دیگر حضرات کنفدا میں اُتر لئے۔

بروز دوشنبہ ـــــ سلخ رمضان کو ـــــ فقیر بھی ایک سو دس دن سوار رہنے کے بعد کشتی سے اُتر آیا اور کرایے کے مکان میں رہنے لگا۔

نماز عید الفطر سہ شنبہ یکم شوال بروز عید ـــــ مبارک نام وزیر کنفدا نماز عید کے لئے جنگل کو گیا ـ ہم بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر جماعت ہوئے ـــــ میں چاہتا تھا کہ خطبہ آسانی سے سننے کے لئے خطیب کے پاس بیٹھنا میسّر ہو جائے ـ اتفاقاً وزیر نے مجھے بہت دور دھوپ میں بیٹھا دیکھ کر نزدیک بلا لیا اور سایے کے نیچے اپنی برابر جگہ دی ـــــ قاضی نے امامت کی اور موافق مذہب شافعیؒ دونوں رکعتوں میں قبل قرأت سات سات تکبیریں کہیں ـــــ بعد نماز، پسر قاضی نے خطبہ پڑھا بغایت فصیح تھا اور طویل بقدر ایک جزو کے تھا اس خطبے کے مضمون نے دل پر بہت اثر کیا۔ بعد فراغت نماز دیکھا گیا کہ رسم معانقہ نہیں ہے بلکہ فقط ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوتا ہے بعضے کھڑے اور سر زیر کو بوسہ دیا۔

۵ شوال ـ بروز شنبہ ـ شترانِ کرایہ پر سوار ہوکر بوقت شام کنفدا سے روانہ ہوئے

اس ملک میں یہ عادت ہے کہ دن کے آخری حصّے میں سوار ہو کر تمام رات سفر کرتے ہیں، اور پیش از صبح یا بعد طلوع شمس ایسی منزلوں میں جہاں پانی ہوتا ہے اترتے ہیں۔ دن میں راستہ چلنا دشوار ہے اس لئے کہ باد سموم سے ہلاکت تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔

یہاں دیکھا گیا ہے کہ اونٹ خود چلتا ہے اسکی مہار پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر پیادوں میں سے کوئی اونٹ کے آگے آگے چلتا ہے تو شتربان اس کو منع کرتا ہے کہ آگے نہ چل اونٹ راستہ بھول جائے گا۔ جب منزل آئی اگلا اونٹ بیٹھ گیا اور دوسرے اونٹ بھی اسکے بعد بیٹھ گئے۔

صبح پنجشنبہ ۱۰ شوال ــــ مرسا ابراہیم میں ــــ کہ ایک قریہ ہے ساحل بحر پر ــــ اترنے کا اتفاق ہوا ــــ ۱۲ شوال ــــ سعدیہ میں اترے ــــ یہاں پہاڑ کے نیچے ایک بڑا کنواں ہے۔ اس کا پانی اتنا میٹھا ہے کہ ملک یمن میں داخل ہونے کے دن سے اب تک ایسا پانی نہیں چکھا تھا۔

پہاڑ کے اوپر ایک قبر ہے۔ اور ایک قبے کے اندر ایک قبر ہے اور اسکے سرہانے پتھر کا کتبہ ہے۔ اسکے حروف فرسودہ ہونے کی وجہ سے اور تاریکی کے باعث پڑھے نہ جاسکے، اس قبر کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ منازل بنی سعد (قوم سعدیہ رضؓ) یہیں ہیں ــــ اس سرزمین میں آبادی کا نام و نشان نہیں ہے ــــ مکّہ معظمہ پہونچ کر علمائے عصر سے میں نے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ سعدیہ اس موضع کا علَم ہے۔ بنی سعد کی طرف نسبت نہیں ہے ــــ بنی سعد (قوم حلیمہؓ) کے منازل ہوازن متصل حنین میں درمیان طائف و مکہ تھے اور حلیمہ سعدیہ رضؓ کی قبر، مدینہ منورہ میں جنت البقیع کے اندر ہے ــــ اسی سعدیہ میں یلملم واقع ہے جو کہ اہل یمن کا میقات ہے یہ ایک پہاڑ ہے ــــ اسی یلملم کے محاذ میں ہندوستان سے جدہ جانے والے کشتی سوار بھی احرام باندھتے ہیں ــــ دن کے آخری حصّے میں اسی جگہ سے احرام باندھا گیا۔

مسجد سیدنا علی رضؓ

یہاں سے مکہ کے راستے میں مسجد سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے اسکے پاس ایک کنواں ہے۔ بعد احرام باندھنے کے فقیر پیادہ پا اس

مسجد میں آیا اور دوگانہ ادا کیا۔ بدویوں سے اس مسجد کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا یہ سیدنا علیؓ کی مسجد ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ بتایا۔ لیکن فقیر کے دل میں یہ بات آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ تشریف لائے، اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن میں تھے ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قصدِ حج کی خبر سن کر ہدی ساتھ لے کر یمن سے آئے اور مکہ میں آنحضرتؐ سے آکر مل گئے چونکہ انھوں نے یلملم سے احرام باندھا ہوگا اس لئے بقصدِ تبرک بعد کو اس جگہ مسجد بنادی ہے جب یہ بات مفتی عبد الملک سے کہی تو انھوں نے میری تائید کی۔

جمالِ کعبہ

سعی۔ یہ سے دو دن میں بوقت چاشت بروز دوشنبہ ۱۴ ؍شوال کو مکہ معظمہ میں حاضری ہوئی، چونکہ چار کوس سے زیادہ پیادہ پا اور سر و پا برہنہ چلا تھا اور آفتاب بہت گرم تھا، سنگریزے اور ریگ راہ جل رہے تھے اس لئے بہت مشقت برداشت کی۔ لیکن دیدارِ جمالِ کعبہ سے تمام عمر کی کلفتوں کا ازالہ ہو گیا۔

؎ جمالِ کعبہ مگر عذر رہروان خواہد   کہ جانِ زندہ دلان سوخت در بیابانش

نمازِ ظہر حرم میں ادا کی ــــ بعد طواف وسعی وحلق، احرام سے نکل آیا۔

اس مورد سعود میں آنے کے وقت مشتاقانِ جمالِ مصطفویؐ کو مواضع اقدام نبویؐ کے مشاہدے سے اور آنحضرتؐ کے اس مقام پر رونق افروز ہونے کے تصور سے دل میں وہ نور اور باطن میں وہ سرور پیدا ہوتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

؎ تو بہرہ ئے کہ رفتی بنہم سرِ خود آنجا   بامید آنکہ روزے قدمے نہادہ باشی

طالبِ صادق پر کہ جس کی چشمِ بصیرت، کحلِ ہدایت سے سرمگیں ہو اور اس کا دیدۂ باطن نورِ عنایت سے منور ہو ــــ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ تمام حرمین اور اسکے نواحی کے پہاڑوں، جنگلوں، وادیوں اور مکانوں میں جو کہ منظورِ نظرِ سعادت اثر رہے ہیں اور ناظرِ جمالِ بہجت مآل ہوئے ہیں ــــ کس قدر نورانیت و روحانیت جمالِ محمدیؐ کے اثر سے نمایاں ہے۔

؎ بہر زمیں کہ نسیمے ز زلف آوردہ است   ہنوز از دمِ آں بوئے عشق می آید

خدا کا شکر ہے کہ پنجگانہ نمازیں مسجد الحرام میں ادا کی جارہی ہیں۔

مسجد الحرام میں مذاہب اربعہ کی جماعتیں

مدتوں سے اہل مکہ کی قرارداد یہ ہے کہ نماز فجر اوّل شافعی امام پڑھائے اور بعد سلام شافعی، مالکی اقامت کہے اور بعد مالکی کے حنبلی اور بعد حنبلی حنفی ــــ ظہر، عصر اور عشاء میں مالکی ابتدا کرتا ہے اسکے بعد شافعی اسکے بعد حنفی ــــ اور مغرب میں حنفی ابتدا کرتا ہے اسکے بعد شافعی پڑھتا ہے ــــ مالکی کی مغرب اور حنبلی کی علاوہ فجر کے باقی چار نمازیں دوسروں کے تابع ہیں۔ ان وقتوں میں ان کی جماعت جدا نہیں ہوتی ہے ــــ ان تمام نمازوں میں ایک کا سلام اور دوسرے کی اقامت متصل ہوتی ہے مگر فجر میں کہ حنفی بعد سلام حنبلی، اسفار تک تاخیر کرتا ہے اور باقی نمازیں حنفی، اوائل اوقات میں پڑھتا ہے۔ اور اکثر مصلی اس بات کے مقید نہیں ہیں کہ اپنے ہم مذہب امام ہی کی اقتدا میں نماز ادا کریں ــــ جو جماعت بھی پہلے ہوتی ہے اسکے ساتھ پڑھتے ہیں، لیکن بعض متعصب اپنے امام کے منتظر بیٹھے رہتے ہیں اس بارے میں علماء کا بھی اختلاف ہے اور مخالفِ مذہب، امام کی اقتدا میں جواز و عدم جواز کے اندر بہت سے رسالے تحریر کئے گئے ہیں، فقیر نے اُن رسائل کا مطالعہ کیا ہے ــــ خلاصہ اُن رسالوں کا یہ ہے کہ صدرِ اوّل میں صحابہ و تابعینؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کے زمانے میں اور اُن کے بعد بھی حرمین میں اور دیگر بلاد میں تعددِ جماعات نہ تھا اور تمام مسلمان ایک امام کی اقتدا کرتے تھے جس مسلک کا بھی وہ ہوتا ــــ اور اب تک نمازِ جمعہ اس مدعا پر شاہد عدل باقی رہ گئی ہے۔ یہ تعددِ جماعات، تقررِ مصلیٰ جات اور اپنے ہم مسلک کے اقتداء کی قید ایک بدعت ہے جو صدرِ اوّل کے بعد متعصبان مذاہب نے اختراع کی ہے۔ طرفین کے محققین کا مختار مسلک یہ ہے کہ مخالف مذہب کے پیچھے بھی اقتدا جائز ہے ــــ محققین نے کہا ہے کہ امام مخالفِ مذہب اگر مراعاتِ مواضع خلاف کرتا ہے تو اسکی اقتداء بلا کراہت صحیح ہے اور اگر رعایت نہیں کرتا اور مقتدی جانتا ہے کہ اس نماز میں امام نے میرے مذہب کے خلاف، ارتکاب کیا ہے تو بعضوں نے ایسی صورت میں بھی اقتداء کو جائز رکھا ہے اور بعضے اس صورت میں عدم جوازِ اقتداء کے قائل ہوئے ہیں ــــ فقیر نے بعض ائمہ مکہ سے سُنا کہ حرمین میں ائمہ چہار مذاہب، باب طہارت

میں تمام مذاہب کی رعایت کرتے ہیں اور اس امر میں تساہل نہیں کرتے وہ سلطان کی طرف سے بتاکید اس عادت پر مامور ہیں اور اس بارے میں محلکے لکھ کر دیوان سلطان کے سپرد کئے ہیں تاکہ بالاتفاق سب کی نمازیں شائبہ کراہت سے خالی ہوں۔ اس زمانے میں علماء وقت کی عادت یہ ہے کہ جو جماعت بھی حاضر ہو اسکے ساتھ نماز ادا کر لیتے ہیں مفتی عبدالملک حنفی سے — جو کہ اکابر علماء عصر میں سے ہیں — میں نے یہ مسئلہ دریافت کیا، انھوں نے فرمایا کہ ہم ہر جماعت کے ساتھ جس کو پہلے پالیتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں — پانچوں وقت کی جماعت میں زیادہ کثرت جماعت حنفی میں ہوتی ہے خصوصاً مغرب میں کہ گرد اگرد بیت اللہ صفوف منعقدہ کھڑی ہوتی ہیں — جماعت شافعیہ میں بھی کثرت رہوتی ہے لیکن حنفیہ کے برابر نہیں۔ اور جماعت مالکی میں بھی بسبب اسکے کہ تین نمازوں میں وہ ابتدا کرتے ہیں خصوصاً نماز عشاء میں — ہجوم ہوتا ہے — مصلائے حنبلی پر فقط نماز فجر ہوتی ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ کم و بیش بیس آدمی ہوتے ہوں گے —

مسجد الحرام میں یہ ہجوم مردم جماعت کی نمازوں میں خصوصاً ایام حج میں بالخصوص جمعہ اور مغرب میں — جو ہوتا ہے معمورۂ عالم میں کسی جگہ نہ ہوتا ہوگا — بارہا ایسا ہوا کہ جب نظر کثرت مردم پر اور اس بات پر ہوئی کہ ان میں سے ہر ایک کی توجہ، بیت اللہ کی جانب ہے اور یقین سے جانا کہ اس مجمع عظیم میں چند اشخاص ضرور، خواص بندگان خدا میں سے ہوں گے تو اس جماعت کثیر کو وسیلہ بنایا اور درگاہ حق سے خیر دارین چاہی —

عالم تصور ایک رات طواف میں تھا اور ہجوم بہت تھا، میں نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کیا کہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام، طواف فرما رہے ہیں اور جماعت صحابہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کر رہی ہے اور میں آنحضرتؐ کے طفیل میں اس مجمع کے اندر حاضر ہوں — ایک روز پیش دروازۂ بیت اللہ کھڑا ہوا دعا کر رہا تھا کہ قصہ روز فتح مکہ اپنے دل میں یاد کیا اور تصور کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازۂ بیت اللہ پر کھڑے ہیں، اور صحابۂ کرامؓ حسب مرتبہ و مقام، حاضر خدمت اقدس ہیں اس وقت کفار قریش تو سال و ہراساں حاضر ہوئے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان کو معاف فرما دیا ہے اتنی کیفیت کے پیدا ہونے پر میں نے بتوسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حق جل مجدہ کی

جناب میں اپنے لئے اور اپنے جمیع اقارب واحباب کی مغفرت اور قضاء حوائج دارین کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس دعا کو قبول فرمائے گا۔

؎ دوستاں راکجا کنی محروم　　توکہ با دشمناں نظر داری

دروازہ بیت اللہ پر بیشتر اوقات، فقیر، باب کعبہ پر کھڑا ہوتا تھا اور سر آستانے پر رکھ کر یہ شعر پڑھتا تھا۔

؎ جز آستانِ توام درجہاں پناہے نیست
سرِ مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست

اور کبھی کبھی اثنائے طواف میں اور دروازہ بیت اللہ کے سامنے اور ملتزم کے قریب نظامی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار سے لذت حاصل ہوتی تھی:-

اے عقل مرا کفایت از تو　　جُستن زمن و عنایت از تو
من بیدل و راہ بیم ناک است　　چوں راہ نما توئی چہ باک است
یک ذرہ ز کیمیائے اخلاص　　گر بر مسِ[1] من نہی شوم خاص
از خوانِ تو بانعیم ترچیست　　وز حضرتِ تو کریم ترکیست؟

یارب دل پاک، جانِ آگاہم دہ　　آہِ شب و گریۂ سحرگاہم دہ
از یادِ خود اوّل زخودم بیخود کن　　وانگہ بخود از خود بخود راہم دہ

داخلی بیت اللہ پنجشنبہ ۱۵ ذی قعدہ کو عام داخلی بیت اللہ ہوئی یہ ضعیف بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا اور اندرون بیت اللہ اپنے لئے اور اپنے تمام اقارب واحباب، احیا و اموات کے لئے حضرت واہب العطیات سے مغفرت و رحمت اور خیر دارین کا سوال کیا — قاضی الحاجات سے اُمید قبولیت ہے۔ ایسے ہی تمام اماکن شریفہ، مواقف رفیعہ اور اوقات مرجوۃ الاجابۃ (وہ اوقات

---

[1] بمعنی تانبہ۔

جن میں قبولیت کی خاص امید ہو) میں دعا کے اندر میں نے بخل نہیں کیا تمام عزیزوں، دوستوں اور ذوی الحقوق کے لئے نام بنام تفصیلاً اور بغیر نام کے مجملاً دعا کی۔ واللہ المجیب ــــــ

تمام سال میں آٹھ بار بیت اللہ کے اندر مردوں کی عام داخلی ہوتی ہے۔ (۱) روز عاشورا (۲) ۱۲ ربیع الاول۔ (۳) و (۴) دوبار رجب میں ــــ (۵) ۱۵ شعبان (۶) و (۷) اول وآخر جمعۂ رمضان۔ (۸) ۱۵ ذی قعدہ ــــــ ان ایام کے دوسرے دن عورتوں کی داخلی ہوتی ہے۔

خواب میں دیدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے جن کا شکر اَمّا بنعمۃِ ربّکَ فحدّث۔ کی رو سے لازم ہے یہ انعام خاص بھی ہے کہ ــــ یک شنبہ کو بتاریخ ۲۰ شوال ــــ حرم میں نماز صبح کے اور مقام ابراہیم میں تلاوتِ قرآن کے بعد زمزم کی طرف گیا اور سقّے کو راضی کر کے کنوئیں کے اوپر آیا اور پانی پر نظر ڈالی کہ اس کو بھی عبادت شمار کیا گیا ہے ــــ اور ڈول اپنے ہاتھ سے نکالا اور بموجب حدیث خوب جھک کر زمزم پیا اور اپنی منزل پر آیا، قیلولہ کیا ــــ خواب میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک راستہ پر چل رہے ہیں اور میں پیچھے پیچھے چل رہا ہوں اور قصد کر رہا ہوں کہ نشانِ قدم مبارک پر چلوں اسی اثنا میں آنحضرتؐ نے چلنے میں جلدی کی اور دروں پردہ تشریف لے آئے۔ میں نے آنحضرت صلعم اللہ علیہ وسلم کو قسم دی کہ توقف فرمایئے اور میری آرزو کو پورا کیجئے ــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر طلب فرمالیا، حاضر ہوا اور التماس کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ کفِ پائے مبارک کو بوسہ دوں ــــ بمقتضائے کرم پائے مبارک کو دراز فرمایا، میں نے کفِ پا کو بوسہ دیا اور دونوں آنکھوں سے اس کو ملا ــــ اسکے بعد جو عنایات فرمائیں احقر اپنے کو ان عنایات کے لائق نہیں سمجھتا تھا اور ان عنایات کا اظہار بھی مصلحت وقت نہیں۔

ع:۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اسی طرح کی خواب ۱۰ رجب کو ــــ جبکہ جہاز سقوطرہ کے قریب تھا ــــ دیکھی تھی لیکن وہ مجمل تھی اور یہ مفصل ــــ اور ایک بار راہ کوہستان میں یہ سعادت حاصل ہوئی تھی اور

مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد شب چہار دہم ربیع الثانی کو بھی یہ سعادت میسر ہوئی اس میں بھی عجیب شان اور عجیب کیفیت تھی۔

منا، عرفات اور مزدلفے میں حاضری

۵ ذی الحجہ کو زمزم شریف پر غسل کر کے زیر میزاب رحمت احرام باندھا۔ ۷ ذی الحجہ کی شب میں سعی صفا و مروہ سے فراغت حاصل ہوئی۔ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) میں جمعہ کے دن نماز جمعہ مسجد الحرام میں پڑھ کر منا کو روانگی ہوئی۔ بوقت عصر منا میں پہونچنا ہوا۔ تھوڑے سے حاجیوں کے علاوہ تمام حجاج اسی روز عرفات کو روانہ ہو جاتے ہیں اور منا کی شب گزاری جو کہ سنت ہے ترک کر دیتے ہیں۔ احقر نے منا میں مسجد خیف کے اندر رات گزاری صبح کو عرفات روانہ ہوا اور بعد ادائے ظہر و عصر جمع تقدیم (در مسجد ابراہیم) متوجہ جبل رحمت ہوا اور ایک چبوترے پر متصل امام، شام تک وقوف کیا، اس وقت عجیب حال مشاہدے میں آیا کہ جم غفیر، صغیر و کبیر، غنی و فقیر کا جن کا شمار سوائے علیم و خبیر کوئی نہیں جانتا ـــــ اس موقف میں حاضر اور دست بدعا تھا آنکھیں گریہ و زاری میں اور دل بیقراری میں تھے۔ وہ عرصۂ قیامت کا ایک نمونہ تھا اور عرفات سے مسجد الحرام کو لوٹنا اہل قیامت کا محشر سے جنت دار السلام میں لوٹنے کے مشابہ تھا۔ بعد غروب شمس، عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ میں، رہا مغرب کو عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھا اور یوم النحر کی چاشت میں منا پہونچا ـــــ بعد رمی و ذبح و حلق ـــــ برائے طواف زیارت، حرم شریف آیا ـــــ بعد از طواف، داخلئ خاص سے بھی مشرف ہوا ـــــ اس دن شیبی، صاحب المفتاح دروازۂ کعبہ کھولتے ہیں۔ بعض لوگوں سے حق المفتاح لیتے ہیں اور ان کو اندرون بیت اللہ پہونچاتے ہیں۔ فقیر، ظہر و عصر مسجد الحرام میں پڑھ کر منا واپس آگیا اور روز نفر ۱۲ ذی الحجہ کو بعد رمی جمار، منا سے روانہ ہوا، اور محصب میں اس جگہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی نماز عصر پڑھی ـــــ محصب میں اب ایک مسجد ہے اور صحن مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محل نزول تھا، وہاں ایک علامت بنا دی ہے اس جگہ نزول و توقف سنت ہے نماز شام مسجد الحرام میں آکر پڑھی اور دو صالح آدمیوں سے بہ نیابت والدین حج کرایا،

اور خود بھی از طرف والدین اور بعض دیگر ذوی الحقوق کی طرف سے طواف ہائے مکرّر اور عمرے کئے۔

نہر زبیدہ

یہ نہر — زبیدہ زوجہ ہارون رشید خلیفہ عباسی نے بنوائی ہے اس نہر کا بڑا فیض ہے (جس کی تفصیل بھی درج کی ہے) — صاحب تاریخ مکہ نے لکھا ہے کہ اس خیر جاری پر زبیدہ نے سترہ لاکھ اشرفیاں خرچ کیں اور جب کارندوں نے اس کام کی فراغت کے بعد نہر کا حساب، بغداد میں پیش کیا زبیدہ اس وقت دجلہ کے کنارے بیٹھی تھیں حساب کے دفتر کو دریا میں یہ کہہ کر ڈال دیا۔ ترکنا الحساب لیوم الحساب — ہم نے حساب یوم الحساب کی خاطر چھوڑا — یہ بھی کہا کہ جس شخص کے پاس ہمارا کچھ رہ گیا ہو ہم نے اس کو معاف کیا اور جس کسی کا حق ہمارے اوپر باقی رہا ہو وہ آئے اور لے جائے یہ کہا اور سب کو خلعت و انعام دیا — اور یہ خیر جاری اپنے بعد یادگاری چھوڑی۔

سلاطین اسلام اور حرمین شریفین

جو کچھ سلاطین و ملوک زمانہ ماضی نے — خیرات و صدقات، تعین وظائف و اوقاف اور بنائے مدارس و مساجد نیز خانقاہات و رباطات کا انتظام حرمین شریفین میں کیا ہے — کتب تاریخ کے مطالعہ کے بعد اس انتظام سے واقف ہو کر عقل دنگ رہ جاتی ہے، تمام ملک مصر بعض توابع شام کے ساتھ بادشاہ روم کی طرف سے حرمین شریفین پر وقف ہے۔ اگرچہ وہاں کے حاکم ادائے مال واجب میں کوتاہی کرتے ہیں تاہم جو کچھ اب بھی پہونچتا ہو اور خدام دائمہ، موذنین و مدرسین اور قضاۃ و مفتین اور دیگر ساکنین حرم پر اور فرش و قنادیل میں صرف ہوتا ہے وہ ایک بڑی رقم ہے — مکہ معظمہ میں ۸۵ حنفی اماموں، ۵ ا شافعی اور اسی قدر یعنی ۱۵ مالکی اور دو ایک حنبلی اماموں کو — وظیفہ، سلطان کی طرف سے معین ہے — سوائے موذنین و مکبرین و مذکورین و دیگر اہل خدمت کے اس سال صوبہ دار مصر کے وکلاء نے بعد حج چند روز تک حرم شریف میں لوگوں کو وظائف تقسیم کئے — ہر روز زر سرخ کے انبار ان وکلاء کے پاس رکھے جاتے تھے اور شام تک تقسیم ہو جاتے تھے۔ ان بدویوں اور اعراب کے وظائف بھی جو راہ شام و مدینہ و مکہ

میں ساکن ہیں ــــ مقرر ہیں ــــ تاکہ وہ حجاج کے قافلوں کو سلامتی سے پہونچا دیں ــــ یہ دولت سعادت تمام دنیا کے بادشاہوں میں سے اللہ تعالیٰ نے بادشاہ روم (سلطان ترکی) کے حصے میں رکھی ہے ــــ اس وقت سلطان عبدالحمید خاں شاہ روم ہیں ــــ خدمت حرمین کی برکت سے اور حرمین کے باشندوں کی دعا سے ابھی تک اس بادشاہ کے خاندان کی شان وشوکت، مثل روز اوّل باقی ہے۔ ۶۹۹ھ سے لے کر جب کہ ان کے جد اعلیٰ عثمان ترکمان نے ملک روم پر غلبہ پایا تھا ــــ اب تک کہ عبدالحمید خاں بادشاہ ہیں۔ پانچسو دو (۵۰۲) سال گزر چکے ہیں مگر ارکان سلطنت میں کوئی ضعف وتزلزل واقع نہیں ہوا۔ ہمیشہ کفار سرحد سے غزوہ وجہاد کرتے رہتے ہیں اور فتح وظفر کا جھنڈا اونچا رہتا ہے ــــ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ــــ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اعمال خیر یعنی صلوٰۃ وصیام اور صدقہ وغیرہ کا ثواب، حرمین میں چند درچند ہو جاتا ہے دوسرے مقامات کے مقابلے میں ــــ چنانچہ مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا ثواب ہے اور مدینہ منورہ میں دس ہزار کا ــــ قطع نظر اس کے ان لوگوں پر احسان وانعام کا اجر، جو مجاورت خدا ورسول خدا اختیار کئے ہوئے ہیں، بہت ہی بڑا ہے ــــ

دیگر ملوک و امراء

دیگر ملوک وامراء بھی بقدر حال، توفیق خدمت اہل حرمین رکھتے ہیں۔ مثلاً تیمور شاہ، نصیر خاں بلوچ، نظام علی خاں اور دیگر امرائے دکن اکثر یہاں صدقات بھیجتے رہتے ہیں۔ محمد علی خاں ہر سال دو لاکھ بھیجتے تھے اہل حرمین ان کے لئے دعا گو ہیں ــــ بادشاہ مغرب نے امسال برائے حرمین ودیگر شرفا، واہل بدو۔ جو کہ حرمین سے مین تک ساکن ہیں ــــ ایک رقم کثیر بھیجی ہے جو کہ تقسیم ہوئی، فقیر نے دیکھا کہ ان مغربی درہموں پر ایک طرف الذین یکنزون الذھب والفضۃ الآیہ آیت قرآنی نقش تھی۔

حرمین شریفین اور سلاطین ہندوستان

سلاطین ہندوستان ہر سال ایک بڑی رقم حرمین بھیجتے تھے ــــ تین بڑے شاہی جہاز، حجاج کے پہونچانے کے لئے مقرر تھے ان کا خرچ سرکار بادشاہ کی طرف سے

ہوتا تھا ــ محمد شاہ نے اپنے ایامِ سلطنت میں ــ باوجودِ امورِ مملکت میں غفلت کے ــ اس بارے میں تاکید رکھی ــ بعد محمد شاہ کے ہمارے زمانے کے ہندوستانی بادشاہوں اور امیروں میں سے کسی کو خدمتِ حرمین کی سعادت نصیب نہیں ہوئی، نہ یہاں کے کسی بادشاہ و امیر کا نام حرمین میں اس سلسلے میں لیا جاتا ہے ــ جن رئیسوں نے علمِ صرف کا کوئی حرف نہیں پڑھا اور علمِ نحو میں بھی فقط منع صرف کا مسئلہ پڑھا ہے وہ روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کا وبال اپنے ساتھ لیجاتے ہیں آخر کار ان کا اندوختہ نصیب فرنگی و مرہٹہ ہوجاتا ہے

؎ کریماں را بدست اندر درم نیست خداوندانِ نعمت را کرم نیست

مکہ معظمہ میں کثرتِ رزق یہ وادیٔ غیر ذی زرع تمام تر کوہستان ہے اس جگہ نہ میوہ دار اور سایہ دار درخت ہے، نہ کھیتی باڑی ہے حق سبحانہ نے دعائے ابراہیمی، وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ (ان کو پھلوں سے رزق دینا) کو قبول فرمایا ــ طائف اور دیگر نواحی سے اس قدر میوہ ہر قسم کا ہر موسم میں مکہ میں آتا ہے کہ افراط کے ساتھ مل جاتا ہے خصوصاً، انگور، انار، اور تربوز وسفر جل ــ ایک دن ایک معتمد سوداگر نے ذکر کیا کہ آج ایک سو چھتر اونٹ تربوز سے لدے ہوئے بازارِ مکہ میں آئے اور شام تک سب فروخت ہوگئے ایک تربوز باقی نہ رہا ــ یہاں گیہوں مصر اور ہندوستان سے کشتی کے ذریعے چاول بھی ہندوستان اور مصر سے اور پھل حجاز، یمن اور مسقط سے آتا ہے ــ بفضلہ تعالیٰ نرخ غلّہ امسال بہت ارزاں ہے، اہلِ مکہ کہتے ہیں کہ ایسی ارزانی سالہا سال کے بعد ہوئی ہے ایک ریال کا ۹ کیل گندم آتا ہے جو ہمارے شہر (مرادآباد) کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ۹ سیر پختہ ہوتا ہے۔ یہاں دوسری چیزیں، کپڑا، برتن جواہرات اور اسکے علاوہ جتنی چاہیں اور جہاں سے چاہیں مل جاتی ہیں ــ غلامان و کنیزانِ حبشی بھی نخاس میں فروخت ہوتے ہیں۔

منظرِ منا منا کا منظر بھی عجیب ہے نفیس نفیس کپڑوں کے تھان اور عجیب عجیب اور تحفہ تحفہ چیزیں اور عمدہ برتن اور بہترین پھل اتنے کہ کما حقہ خیال میں نہیں سما سکتے اور قوتِ متخیلہ اس کو میزانِ قیاس میں نہیں تول سکتی ۔ وہاں موجود ہیں ــ جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے :-

سوئے منا آدکرامت بہ بیں — گرمیٔ بازارِ قیامت بہ بیں
بسکہ زدہ نعرۂ جوش وخروش — (بہرا) کرہ بود از غلغلۂ خلق گوش
بسکہ بہم ریختہ ہمیانِ زر — گشتہ دُکانہائے منا کانِ زر
اشرفیٔ سرخ کہ آتش وش است — گرمیٔ بازارش ازاں آتش است

منا ادرعرفات میں، کثرتِ مردم وحیوانات خصوصًا روپیوں کی کثرت اِس حد تک پہونچ جاتی ہے کہ اُن کا شمار سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا جس طرف نظر کریں آدمی وشتر نظر آتے ہیں۔

شرفائے مکّہ شرفائے مکّہ، کہ چند صد سال سے حکومت وسلطنت اس ملک کی ان کے دست تصرف میں ہے، سادات حسنی ہیں سب اہلِ سنت وجماعت ہیں اور ان میں سے بعض کو زیدیہ وبنی زید کہتے ہیں۔ یہ ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت ہے جو شریف زید[۵] بن حسنؓ تھے ــــ زیدیہ مذہب سے ان شرفاء کو کچھ نسبت نہیں ہے ــــ ان میں اکثر وبیشتر حنفی ہیں۔

شریف سرور اس وقت شریف سرور بن ساعد شریف مکہ ہیں ــــ سترہ سال ہوئے کہ انکے باپ ساعد نے وفات پائی اور ان کے بھائی احمد اُن کی جگہ بیٹھے۔ سرور شریف اس وقت خورد سالی کے عالم میں بمقتضائے شجاعت جبلی وجرأت خداداد، مکہ سے بھاگ کر جدہ پہونچ گئے، رفتہ رفتہ وہاں ایک فوج فراہم کی، اور چند بار چچا سے محاربہ کیا، بالآخر غالب ہوئے اور چچا کو قید کرکے مسند حکومت پر بیٹھ گئے ــــ روز بروز ان کا اقبال ترقی پر ہے عرب کے سرداروں کو جو اُن کے آبا واجداد سے لڑتے رہتے تھے ــــ مطیع کرلیا ہے اور اُس وقت سے اس وقت تک کہ سترہ سال گذر چکے ہیں بتائید وتوفیق الٰہی، عدل وانصاف کو اپنا دستور العمل بنائے ہوئے ہیں۔

---

[۵] دراصل شرفائے مکّہ کا نسبی تعلق زید بن حسن بن علیؓ سے نہیں ہے وہ موسیٰ الجون ابن عبد اللہ المحض ابن حسن مثنیٰ بن حسن کی اولاد ہیں۔

اپنی ہمت کو رفاہِ خلق، معموریٔ بلاد اور ازالۂ رسوم ظلم و فساد میں مصروف رکھتے ہیں۔ اور اُن بیجا جرمانوں کو جو زمانۂ سابق میں خصوصاً اُن کے باپ شریف سعد کے زمانے میں تھے ــ موقوف کر دیا ہے ــــ ارباب ظلم اور رہزنوں کو خوب سزائیں دی ہیں، کتنے اپنے خاندان والوں کو ــ جو کہ بلندی و برتری کے زعم میں سرزمین حرم میں مسافروں اور غریبوں کو جور و ایذا پہونچاتے تھے ــــ اور اکثر عاملین قدیم کو جو اُن کے باپ کے زمانے میں شیوۂ ظلم و تعدی بر پا کئے ہوئے تھے ــــ شریف سرور نے جان سے ختم کر دیا ہے ان کے حُسن نیت کی وجہ سے اُن کے ملک کی راہیں مامون و محفوظ ہیں۔ کسی بدوی کی مجال نہیں کہ غربا و مساکین پر ظلم کر سکے ــ حاجی اور زائر لوگ فارغ البال ہو کر راستہ چلتے ہیں اور اہلِ مکہ امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ــــ شریف سرور کی جد و جہد اور ظالمین و مفسدین کے قلع قمع کرنے کی حکایتیں مشہور ہیں ــــ اللہ تعالےٰ اپنے دین کی نصرت اور مخلوق کی رفاہیت کے لئے ان کی غیبی تائید فرمائے۔

شریف سرور نے سعیٔ بلیغ کر کے چند سال سے مدینہ منورہ کو بھی اپنے زیرِ تصرف کر لیا ہے اور وہاں کے باشندوں پر بہت کچھ انعام و احسان کئے ہیں ــــ ان کے آباء و اجداد کے زمانے میں سوائے اسکے کہ شریف کا خطبے میں نام ہوتا تھا اور بیت المال پر ایک نائب مقرر ہوتا تھا ــــ مدینہ منورہ پر اور کوئی تصرف و اختیار نہ تھا ــــ اب شیخ الحرم، لشکری، شہری اور بدوی کسی کی مجال نہیں کہ شریف کی خلاف ورزی کر سکے۔

شریف سرور کے دیگر اوصافِ حمیدہ

شریف سرور ہر روز نماز صبح حرم میں جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اسکے بعد طواف کرتے ہیں اس وقت غلام اور نوکر کوئی ساتھ نہیں ہوتا عام مخلوق خدا کے ساتھ طواف بیت اللہ کرتے ہیں اس طرح کہ جو اُن سے واقف نہ ہو وہ جان بھی نہیں سکتا کہ یہ شریف مکہ ہیں ــــ طواف کرتے کرتے جب حجر اسود کے قریب آتے ہیں اور ہجوم مردم وہاں ہوتا ہے تو یہ کھڑے رہتے ہیں جب موقع دیکھتے ہیں استیلام حجر کرتے ہیں۔ کوئی اس کام کے لئے مقرر نہیں کہ ہٹو بچو کرے اور مسافروں کو اُن تک آنے سے روکے ــــ یہ امور اُن کے سعادت و اقبال کے آثار ہیں۔

ویسے جاہ و شوکتِ ظاہری مثل دیگر بادشاہوں کے رکھتے ہیں اور تمکین و وقار ان پر غالب ہے سوائے قاضی اور مفتی کے اُن کی مجلس میں اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا ۔

ایک دن فقیر بعد فراغ طواف، نزدیک ملتزم آیا۔ دیکھا کہ شریف سرور، بیت اللہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہوئے اور خانۂ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے بہ نیاز تمام دعا کر رہے ہیں۔ اور دوسرے غرباء و فقراء سے جو اس وقت اس مقام میں تھے کچھ بھی امتیاز نہیں رکھتے ۔ اس وقت اس احقر کے دل پر عظمتِ ربُّ البیت کا اس قدر غلبہ ہوا کہ متاعِ دنیا اور اہلِ دنیا کی تحقیر دل میں بیٹھ گئی ۔

؎ درویش و غنی بندۂ ایں خاک درند آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۔

علماء و اکابر مکہ

(۱) مولانا سید محمد مغربی ۔ سید ابو الحسن شاذلیؒ کے خاندان سے ہیں۔ ان کے بہت مریدین ہیں، تمام اہلِ مغرب خواہ اغنیاء ہوں خواہ فقراء ان کی انتہائی تعظیم کرتے ہیں ۔ بیس سال سے مجاورِ حرمِ مکہ ہیں ۔ آثارِ بزرگی ان کی پیشانی سے ظاہر ہیں ۔ فقیر کی اُن سے چند بار ملاقات ہوئی ۔ میرے حال پر مہربانی و لطف فرماتے ہیں ۔ حزب البحر، حزب البر اور دیگر احزاب، اذکار اور اورادِ شاذلیہ کی اجازت انھوں نے مجھے عنایت فرمائی اپنے ہاتھ سے اجازت نامہ لکھا اور دعا کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔ ایک دن بعدِ حج اُن کے پاس مسجد الحرام میں بیٹھا تھا وہ میرا حال دریافت کر رہے تھے میں نے مجملاً اپنی سرگزشت ان کو سنائی ۔ فرمایا ۔ اب کیا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ ایک عشرے کے بعد مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کر رہا ہوں وہاں زیارتِ روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف اندوز ہوں گا، فرمایا بعد حصولِ زیارت اپنے وطن کو لوٹ جاؤ گے؟ ۔ میں نے کہا یا سیدی ۔ میں مدینہ منورہ سے لوٹنا نہیں چاہتا۔ میری تمنا ہے کہ وہیں مجاورت اختیار کر دوں اور موت وہیں آئے لیکن حکم خدا غالب ہے میں نے اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے ارادے پر میں راضی ہوں ۔ سید حسین مفتی مالکی اس وقت اُن کے برابر بیٹھے تھے، اُن سے فرمایا ۔ اس شخص کو

شوقِ زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیقرار کر دیا ہے اور یہ شوق دور دراز وطن سے اس عمر میں نکال کر لایا ہے۔ پھر دونوں نے میرے لئے دعا کی ــــ ایک اور دن بھی حرم میں ایک مکی نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں بیس سال سے مکہ معظمہ میں رہتا ہوں مجھے اہلِ ہند میں سے کسی سے اس شخص کے علاوہ انس نہیں ہوا۔ یہ شخص ایسا ہے ایسا ہے کہہ کر میری تعریف کی۔

(۲) مفتی عبد الملک حنفی ــــ اپنے زمانے کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ علوم دینیہ میں مرتبۂ عالی رکھتے ہیں ــــ بہ سبب ہمسائگی میری ان سے ملاقات رہتی تھی۔

(۳) مفتی عبد الغنی شافعی ــــ منا میں فقیر کی ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ایک مسئلہ ان سے دریافت کیا تو انھوں نے مجھ سے معلوم کیا کہ اس سے پہلے بھی حج کو آئے تھے میں نے کہا کہ پہلی مرتبہ آیا ہوں ــــ اس بات سے تعجب کیا اور ساتھیوں سے کہا کہ پہلے ہی سفر میں عربی کے اندر ان کا اس قدر تکلم ــــ یہ عجیب بات ہے۔

(۴) ملا میر داد ــــ ان کی اصل پنجاب ہے، خود مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ہیں ــــ فنِ قراءت میں اس زمانے میں یہاں ان کا نظیر نہیں ہے ــــ حسن اخلاق میں بے بدل ہیں اور علوم حدیث وغیرہ میں بہرۂ تام رکھتے ہیں۔

(۵) مولوی محب اللہ شاگرد مولوی عبد العلی ــــ چند سال سے مجاور حرم مکہ ہیں تمام علوم میں متبحر اور اخلاق مرضیہ سے متصف ہیں۔

طریقۂ درس

یہاں کے علماء کا طریقہ یہ ہے کہ تلامذہ، حلقہ کر کے پیشِ استاد بیٹھتے ہیں ــــ اور استاد کتاب کو خود اپنے ہاتھ میں لے کر پڑھتا ہے اور تقریر مطلب کرتا ہے اگر کوئی شاگرد شبہ ظاہر کرتا ہے تو اس کا جواب دیتا ہے ــــ شاگرد کی قراءت کرنے کا رواج کم ہے ــــ ایک دن مسجد حرام میں متصل باب السلام ایک شخص کو بیٹھا دیکھا اسکے گرد ایک جماعت، حلقہ کئے ہوئے مؤدب بیٹھی تھی وہ اس جماعت سے ایک مسلسل کلام بزبان فصیح و بآوازِ خوش تر، کر رہا تھا اور پوری جماعت خاموش بیٹھی سن رہی تھی، چونکہ میں نے ایسی مجلسِ درس نہیں دیکھی تھی اسلئے سمجھا کہ کوئی وعظ کہہ رہا ہے یا دعا مانگ رہا ہے

پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مفتی عبد الغنی ہیں درس دے رہے ہیں۔ میں اُن کے حلقے کے پاس گیا اور وہاں کے پیچھے بیٹھ گیا کتاب فقہ کا باب الصلوٰۃ سے درس دے رہے تھے۔

(۶) سید عقیل ـــــ ان کے دعوئ مہدویت یا نیابت مہدی کی خبر بلاد ہند میں سُنی گئی تھی یہ ایک عالم ہیں تصانیف رکھتے ہیں ان کے توابع بھی ہیں اور یہ ظاہری ثروت بھی رکھتے ہیں ـــ گذر اوقات تجارت سے ہے ـــ چند بار عوام بدو اور جُہال ہند، ان کے معتقد ہوگئے ہیں اور ہجوم کیا ہے ـــ شریف سرور نے فتنے کے اندیشے سے ان کی جماعت کو منتشر کر دیا ہے لیکن خود اُن سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔ اُن کا گھر درون باب ابراہیم، حرم میں ہے ـــ چند سال سے بیرون دروازۂ حرم نہیں نکلتے بلکہ حج کے لئے بھی نہیں نکلتے ـــ شام کو برائے نماز حرم میں آتے ہیں اور تنہا نماز پڑھتے ہیں ـــ اس بارے میں شریف نے ان پر اعتراض کیا تھا انھوں نے اس کا جواب دیا ـــ ایک دن میں بوقت شام مقام ابراہیم میں بیٹھا تھا ـــ کسی نے کہا کہ سید عقیل حطیم کے اندر بیٹھے ہیں۔ میں گیا اور سلام و مصافحہ کیا اور صرف دو تین باتیں ہوئیں اسی درمیان میں موذن نے اذان مغرب کہی اور میں مصلائے مغرب میں آگیا اور نماز پڑھی ـــ دوسرے دن سید عقیل نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ ایک ہندی شخص اس اس حلیے کا حرم میں ہوگا اس کو دیکھو اور میرا سلام شوق اس سے کہو میں یہ اطلاع پاکر ان کے گھر پر گیا بہت دیر تک بیٹھا۔ بہت سی باتیں درمیان میں آئیں ـــ تواضع اُن کے ظاہر پر غالب ہے ـــ ان کے کلام میں سلوک و ریاضت اور سلف کے طریقے پر مجاہدے کی ترغیب بہت ہے۔ ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ اس کا ایک جزء دیکھا عبارت تفسیر کو الفاظ قرآن کے ساتھ ایسا خلط ملط کر دیا ہے کہ اعراب قرآن متغیر ہوگئے ہیں اور معنی بھی بدل گئے ہیں۔ میں نے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ میری غرض موعظت و نصیحت ہے نہ تفسیر ـــ میں نے کہا کہ اپنے علاقے میں میں نے آپ کا نام سنا تھا ـــ انھوں نے کہا ہندوستان میں علماء اور ارباب کشف ظہور امام مہدی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے اس کا جواب نہ دیتے ہوئے خود اُن سے یہ سوال کیا کہ میں نے سنا تھا کہ پہلے آپ دعوئ مہدویت کرتے تھے پھر اس سے رجوع کرکے اب اِدّعائے نیابت مہدی کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ دعوئ مہدویت کی نسبت میری طرف کرنا میرے اوپر ایک تہمت ہے۔ میں نے تو فقط دعوئ نیابت مہدی کیا ہے

اس قسم کی بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر طول سے خالی نہیں علماءِ عصر اُن کے مخالف ہیں خصوصاً اس تفسیر کی وجہ سے۔

(۷) شیخ عبد الوہاب ــــ یہ اعیانِ مکہ میں سے ہیں ایک رات مطاف میں باہم بیٹھ کر وسعتِ رحمتِ حق کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، انھوں نے بھی ایک حکایت سنائی۔

(۸) سید حسین مفتی مالکی ــــ عالم ہیں اور اپنے مسلک کی کتابوں کا درس متصل باب الزیادہ صبح کے وقت دیتے ہیں۔

میں ایک دن درمیان مولانا محمد مہدی مغربی و مفتی سید حسین مالکی مذکور بیٹھا ہوا تھا باتیں ہو رہی تھیں۔ میں نے ان سے بعض مسائلِ مذہب مالکی دریافت کئے اور یہ بھی دریافت کیا کہ یہ چار مصلّے کب سے قائم ہوئے؟ نیز جماعتِ مالکی مغرب کے وقت جُدا کیوں نہیں ہوتی؟ اسی طرح حنبلی سوائے نماز فجر باقی نمازوں میں کیوں تابع دیگران ہے ــــ انھوں نے فرمایا کہ مصلّوں کی ایجاد چھٹی صدی ہجری میں بعض خلفاء عباسی کے زمانے میں ہوئی اس سے پہلے فقط ایک جماعت ہوتی تھی اور سب مسلمان ایک ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ بعد تقررِ مصلیٰ جات و تعدد جماعات، مالکی، ظہر، عصر اور عشاء کی طرح مغرب میں بھی تقدیم کرتے تھے اس لئے کہ وقت مغرب نزد مالکیہ بہت تنگ ہے۔ اور ان کی تحقیق میں نمازی اوّل وقت کی تاخیر کرنے سے گنہگار ہو جاتا ہے ــــ نویں صدی ہجری میں بادشاہِ وقت نے کہا کہ تم لوگ تین وقت میں تقدیم اقامتِ نماز کرو اور حنفی مغرب میں تقدیم کرے اور چونکہ تا فراغ حنفی و شافعی، نماز مغرب کا وقتِ مختار، مذہب مالکی میں باقی نہیں رہتا ہے، اس بنا پر علمائے مالکیہ نے جماعتِ جداگانہ موقوف کر کے ہمراہِ حنفی نماز پڑھنا شروع کیا۔ اور اہلِ مذہبِ امام احمد حنبلؒ پہلے ہی سے تھوڑے تھے لہٰذا اُن کی جماعت سوائے فجر کے جداگانہ مقرر نہیں ہوئی ــــ اسی مجلس میں جوازِ اقتداء، خلفِ امامِ مخالفِ مذہب کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ ہمارے مذہب میں مطلقاً جائز ہے بلا کراہت ــــ اگرچہ امام مراعاتِ موضعِ خلاف نہ بھی کرے ــــ اس لئے کہ یہ مسائلِ خلافیہ موضعِ اجتہاد میں ہیں اور حق ان مذاہب میں دائر ہے، خطائے مجتہد، اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اور مجتہد خطاء میں معذور بھی ہے علاوہ ازیں صواب و خطا ہر طرف محتمل ہے۔

بعد ان مذاکرات کے فقیر نے مولانا محمد مہدی مغربی سے اور آپ سے دعا چاہی، ان دونوں نے دعائے طویل مشتمل بر خیر دارین کی۔ ان دعاؤں سے دل کو بہت راحت حاصل ہوئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ باقتضائے کرم و حسن اخلاق انھوں نے فقیر سے کہا کہ تو بھی ہمارے لیے دعا کر۔ میں نے کہا کہ میں اس لائق کہاں ہوں؟ آپ لوگ سادات ہیں، اللہ کے گھر کے پڑوسی ہیں، ہم مسافر ہیں آپ کے پاس ملتمس دعا ہو کر آئے ہیں۔

بلد امین کے عوام و خواص کی خوش اخلاقی

تمام باشندگان بلد مکہ، مخالطت اور مصاحبت میں حسن اخلاق کے ساتھ متصف ہیں، علما و سادات، مسافرین کے ساتھ حسن خلق اور تواضع کا معاملہ کرتے ہیں۔ باوجود وفور علم و فضل، کبر و غرور سے آشنا نہیں ہیں۔ ایک دن بعد طواف عمرہ اور بعد ادائے دوگانہ، برائے سعی بین الصفا والمروہ آیا، ابھی متصل حجر اسود، مطاف ہی میں تھا کہ ایک بزرگ میاں اس بلد مبارک کے ساکنین میں سے جن کو میں اکثر دیکھتا تھا۔ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو۔ میں نے کہا سیدی! میں اس قابل کہاں؟ تم لوگ جیران خدا ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ تم ہمارے لیے دعا کرو، انھوں نے کہا نہیں تم زیادہ مستحق دعا ہو تم وفد اللہ ہو تمھارے لیے شرف ہے۔ اُن کے اس قول نے میرے دل پر عجیب اثر کیا، بے اختیار رونا آگیا اور میں نہیں سمجھا کہ ان بزرگ کے کلام میں کیا تاثیر تھی کہ صفا تک جانے اور صفا سے مروہ تک آنے کے وقت تک وہ رقت باقی تھی۔

(۸) (مولانا) محمد مراد سندھی متبحر اور متقی عالم تھے۔ آخر میں سندھ سے حرمین آگئے تھے۔ حاکم جدہ کو آپ سے عقیدت تھی اس نے ایک مکان، ایک خانقاہ اور ایک مسجد آپ کے لیے بنوا دی تھی، چند سال بعد جدہ ہی میں وفات پائی۔ علوم دینیہ میں آپ کا تبحر آپ کی بیاض سے ظاہر ہوتا ہے جس کی ضخیم ضخیم چار جلدیں ہیں۔ فوائد علوم تفسیر و حدیث و فقہ، کتب معتبرہ سے چن چن کر اپنے خط سے اس بیاض میں جمع کیے ہیں۔ ان کے دو پسر تھے۔ محمد حسین اور محمد یٰسین۔ دونوں تقویٰ اور حسن خلق میں باپ کے خلف الصدق تھے، دونوں کو فقیر سے انتہائی محبت تھی ۔۔۔ چھوٹے بھائی محمد حسین بعد ادائے حج، اول ماہ محرم میں فوت ہوگئے ۔۔۔ محمد یٰسین برادر کلاں جدہ میں سکونت پذیر ہیں ۔۔۔ کتابہائے عجیب و غریب اُن کے کتب خانے میں دیکھیں ۔۔۔ مشاہیر مشائخ طریقت جو اس ملک میں تھے اور ابھی چند سال ہوئے جو انتقال کر گئے ہیں اُن کی قبور کی زیارت بھی کی ۔۔۔ مثلاً شیخ محمد سمان جو کہ قادری تھے مدینۂ منورہ میں ۔۔۔ اور میر عبد الغنی ۔۔۔ طائف میں ۔۔۔ ان دونوں بزرگوں کے کمالات اہل زمانہ کے نزدیک مسلم ہیں ۔۔۔

اہل مکہ کے بعض مراسم

تمام مردم مکہ معظمہ کے رخساروں پر تین تین خط دیکھے گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مدت سے یہاں کے ساکنین کی قرارداد ہے کہ جو لڑکا یہاں پیدا ہوتا ہے بعد چالیس روز کے اس کے دونوں رخساروں پر اُسترے سے نرم نرم تین

ف۱ اللہ کے مہمان

نگاف کر دیتے ہیں۔ تاکہ ان خطوط کا نشان تمام عمر باقی رہے۔ اور مکہ کا پیدا شدہ دوسری جگہ کے مولود سے ممتاز ہو ــــ سب سے پہلے جو یہ رسم ایجاد ہوئی اس کو بھی بیان کیا گیا ــــ اسی دن بچے کو مسجد حرام میں لا کر آستانۂ باب بیت اللہ پر ڈال دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، پھر وہاں سے اٹھا کر زمزم پر لے جا کر غسل دیتے ہیں اور پھر گھر لے جاتے ہیں ــــ جنازے کو اندرونِ مطاف لا کر باب بیت اللہ کے قریب زمین پر رکھ دیتے ہیں اور نماز پڑھ کر دفن کو لے جاتے ہیں۔ فقیر نے ایک عالم سے دریافت کیا کہ فقہاء جنازے کو اندرونِ مسجد لانے کو منع کرتے ہیں۔ مسجد حرام میں اس کے خلاف عمل درآمد کیوں ہے؟ انھوں نے کہا کہ مسجد حرام اور مسجد نبویؐ میں تبرک اور استشفاع (طلب شفاعت) کے لیے اندر لاتے ہیں اور یہ عمل ان دونوں مسجدوں کی خصوصیات سے ہے۔ مسجد دیگر میں اقوال علماء مختلف ہیں۔

شام و روم وغیرہ کے حاجیوں کی بعض خصوصیات

بلادِ شام، روم، مصر، دیارِ مغرب، یمن، عراق، کردستان اور اسکے آس پاس کے لوگوں کی ابتدائے اسلام سے یہ عادت ہو کہ اغنیاء اور اہلِ ثروت حج کرنے اور زیارت روضۂ رسول اللہؐ کو لازم و ضروری جانتے ہیں۔ ان ممالک میں شاید کوئی ہوگا جو باوجود استطاعت کے حج نہ کرے ــــ یہاں کے قافلے کے قافلے ہر سمت سے حج کو آتے ہیں۔ اور جن لوگوں کا گذر آتے ہوئے مدینہ منورہ سے نہیں ہوتا وہ مراجعت کے وقت راہِ مدینہ سے گذرتے ہیں۔ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں ــــ ترکمان جو شام و روم سے آتے ہیں اس سفر میں راہِ خدا میں مال کثیر صرف کرتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں کہ لوٹتے وقت تمام نقد و جنس یہاں تک کہ ملبوس و مفروش اور برتن جتنے اپنے ساتھ رکھتے تھے ــ سب کے سب فقراء کو دیتے ہیں۔ سوائے خرچ راہ کے اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتے ــ یہ لوگ حرمین میں جس کسی سے دوستی کر لیتے ہیں ہر سال اس کو ہدیہ بھیجتے ہیں

تکروری

دوسرے ممالک اور جزائر میں سے بھی کوئی جگہ ایسی نہیں ہو کہ وہاں کے باشندے قلیل یا کثیر تعداد میں موسم حج کے زمانے میں مکہ معظمہ کے اندر پائے جاتے ہوں۔ خصوصاً اہلِ تکرور۔ باوجودیکہ ان کا ملک اقصائے مغرب میں ہو یعنی سوڈان کی سرحد پر ــ لیکن ان کی کثیر جماعت ٹڈی دل کی طرح حج کے لیے آتی ہو ــــ سب سیاہ فام، دبلے اور غریب ہوتے ہیں۔ منیٰ کی قربانیوں کا گوشت جس سے منیٰ کی تمام وادی اور اسکے کوچے بھر جاتے ہیں زیادہ تر یہی اہلِ تکرور اس گوشت کو کھاتے ہیں۔ گوشت کا قیمہ کر کے لے جاتے ہیں ــ عجیب بات یہ ہو کہ ان میں جاہل کوئی بھی نہیں ہوتا، کم و بیش ہر ایک پڑھنے لکھنے کی استعداد رکھتا ہو۔ یہ لوگ ارکانِ اسلام کا تقید و التزام رکھتے ہیں تمام اہلِ مغرب و تکرور، مالکی ہیں ــــ

اہلِ ہند

ہندوستان میں جو غنی اور اہلِ استطاعت ہیں یعنی جن پر شرعاً حج فرض ہو وہ تو عیش و عشرت

وجہ معاش اور خوف زوال مال میں اتنے مشغول ہیں کہ فرصت ادائیگی امورِ دین ہی نہیں رکھتے ۔ ان ویسا میں جو کم از کم نمازِ پنجگانہ اور صوم رمضان کی ہی توفیق رکھتا ہو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے وہ تقویٰ و ورع کے اعلیٰ درجے پر ہو ۔ اور زکوٰۃ ، حج ورزکوٰۃ تو گویا ان کے کانوں تک پہونچی ہی نہیں ۔ حدیث میں ایسے شخص کے متعلق سخت وعید آئی ہو جو مالکِ زاد و راحلہ ہو اور حج نہ کرے ۔

ہندوستان سے چل کر جو لوگ یہاں آتے ہیں اُن میں اکثر فقراء ہوتے ہیں ۔ اُن فقراء میں وہ لوگ جو محض شوقِ فیضانِ حرمین کی وجہ سے آمادۂ سفر ہوئے ہوں اور صبر و قناعت رکھتے ہوں کم ہوتے ہیں ۔ ان صبر و قناعت والوں کا اللہ تعالیٰ اپنے لطفِ جمیل اور فضل سے کفیل مہمات جو دیکھ ہوتا ہے اور یہ لوگ عرب میں جہاں جاتے ہیں معظم و مکرم رہتے ہیں ۔ سچ ہے جو قناعت کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے اور جو طمع کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے ۔ اکثر ہندوستانی وہ ہیں کہ غلبۂ فقر ، تنگیٔ سینہ اور صبر کا کم ہونا ان کو جگہ جگہ لیے پھرتا ہے اور یہاں آکر گدائی کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں ۔ بعضے تو ایسے پائے گئے کہ بھیک مانگ کر ... رکھ گئے اور ان کے مرنے کے بعد زر و سیم اُن کے پاس سے برآمد ہوا ۔ اسی بنا پر عرب میں اخیار ... بے دینی کے ساتھ اور فقراء ہند گدائی و بے صبری کے ساتھ ضرب المثل اور مشہور ہیں ۔ ایسے لوگ چونکہ بسبب تہیدستی ، بہت سی اذیت ، سفر برّ و بحر میں جھیلتے ہیں لہٰذا ہندوستان پہونچ کر ان مشقتوں اور تکلیفوں کو اور زیادہ مبالغے کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس سے سامعین کی ہمتیں ضعیف اور داعیۂ حج سست ہو جاتا ہے ۔

لوگوں نے سفرِ حرمین کو بلائے عظیم اور مصیبتِ جسیم قرار دے رکھا ہو اور نوبت یہاں تک پہونچی ہو کہ اگر کوئی بارادۂ طلب معاش دور دراز ملکوں کو جانا چاہے تو اس کو کوئی نہیں روکتا اور جب سفرِ حرمین کا ذکر زبان پر لاتا ہو تو اُس کے اہل و عیال اس کے مرنے کے دن سے زیادہ ماتم کرتے ہیں ، اس سے نا امید ہو جاتے ہیں اور حتی الامکان اس کو اس سفر سے باز رکھتے ہیں ۔

سمندری سفر آرام دہ ہو — فقیر نے جو کچھ مشاہدہ کیا ہے اس کی رو سے کہتا ہے کہ کوئی سفر ، سمندری سفر سے زیادہ آرام دہ نہیں ہو ۔ "سفر در وطن" کے معنیٰ اس سفر میں واضح ہوتے ہیں ۔

راہِ مکہ و مدینہ — میں نے سنا تھا کہ راہِ مکہ و مدینہ میں صعوبتیں بہت ہیں ۔ میرے لیے تو یہ سفر بھی خوشگوار تھا ۔ جیسا کہ اور شہروں کے مشاہدے سے ۔ قریب ہزار سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر دیدہ و دل میں ایک نور و سرور حاصل ہوتا تھا ۔ کسی قسم کی حسی و معنوی اذیت فقیر کو تو محسوس ہوئی نہیں ۔ ... سے مکہ معظمہ تک اور مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک دو شتر بان ... جو بدخلقی اور درشتی طبع میں مشہور ہیں مثل خادموں اور نوکروں کے خدمت کرتے چلے گئے ۔ یہ تمام چیزیں ... حبیب عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فضل و انعام سمجھتا ہوں ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ۔

قصد مدینۂ منورہ

نصف ماہ صفر کو قصد سفر مدینۂ منورہ و زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ کوچ سے دو روز پہلے، بعد نماز عشا، متصل مصلائے مالکی، مطاف میں بیٹھا ہوا تھا اور رات چاندنی تھی۔ اور کعبۂ معظمہ کا اس وقت جاہ و جلال عجیب شان سے نظر آرہا تھا۔ اتفاقاً ایک درویش، علی نام جو بغداد کے رہنے والے ہیں، بعد سیاحت مصر و شام، چند سال سے مجاور حرمین ہیں ـــــ مرد صالح اور عالم ہیں ـــــ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے، بعد مکالمہ و حصول تعارف میں نے اُن سے کہا کہ تم مرد صالح ہو میرے لیے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میری مغفرت کرے اور میرا یہ سفر قبول فرمائے۔ انھوں نے کہا کہ "کیا تم اس شخص کو جس سے راضی نہیں ہو۔ اپنے گھر آنے دیتے ہو؟"۔ میں نے کہا کہ نہیں ـــــ انھوں نے کہا بس اسی طرح اللہ تعالیٰ انھیں لوگوں کو اپنے گھر بلاتا ہے جن سے راضی ہوتا ہے اور بیگانوں کو اپنے گھر داخل نہیں ہونے دیتا۔ پھر کہا کہ حق تعالیٰ اپنے علم قدیم کی رو سے ہمارے ایک ایک عیب کو جانتا ہے۔ اور جب کوئی کسی غلام کو اس کے کسی عیب پر مطلع ہو کر خریدتا ہے تو اس عیب کی وجہ سے اُس غلام پر عتاب نہیں کرتا۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امیدوار ہیں کہ ہمارے ان عیبوں کو جن سے وہ ہمارے پیدا ہونے سے پہلے واقف ہے۔ پوشیدہ رکھے گا اور اُن کی بنا پر ہم سے مواخذہ نہ کرے گا۔ اُس درویش کے کلام سے اس وقت دل کو ایک راحت پہونچی، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے ـــــ اس کے بعد میں طواف کے لیے کھڑا ہوا اُس وقت غلبۂ شوق و ذوق میں یہ اشعار زبان پر آرہے تھے۔

تو بعلم ازل مرا دیدی　　دیدی آنگہ مرا بخریدی
تو بعلم آں و من بعیب نہاں　　رد مکن آنچہ خود پسندیدی

اب وقت وداع نزدیک پہونچ گیا تھا ـــ نصف شب کے بعد تک طواف میں رہا۔ دل نہ چاہتا تھا کہ قیام گاہ پر آؤں ـــ

طواف وداع

حرم رب جلیل سے حرم نبی نبیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کوچ کا ارادہ مصمم ہونے کے بعد شب پنجشنبہ ۱۰ صفر ۱۲۰۲ھ کو بعد نماز مغرب، طواف وداع کیا اور براہ جدہ روانہ ہوا۔ اس وقت فراق بیت اللہ کا رنج، شوق زیارت روضۂ رسول کے ساتھ جمع ہو کر عجیب کیفیت پیدا کر رہا تھا۔ ہ

عید رمضان آمد و ماہِ رمضان رفت
صد شکر کہ ایں آمد و صد حیف کہ آں رفت

درحقیقت ایجاد عالم و آدم سے مقصود ظہورِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تھا ـــــ جس کسی چیز میں جس قدر شرف و کرامت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتساب و اختصاص کے بقدر ہے۔ مکہ معظمہ ان کا مولد و منشا ہے۔ مدینہ منورہ اُن کا مستقر ہے زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً ـــــ ایک شاعر نے ذیل کے قطعے میں وداعِ کعبہ کے متعلق خوب کہا ہے، اور رعایتِ ادب کو ملحوظ رکھ کر موتی پروئے ہیں۔

از مکہ سوئے مدینہ چوں کردم تک ــــــ رفتم بوداعِ کعبۂ انس و ملک
از رکن و مقام و حجر و زمزم یک یک ــــــ آواز آمد کہ لیتنی کنت معک

یعنی جب میں مکہ سے مدینہ جانے لگا اور طواف وداع کیا تو رکن، مقام اور حطیم ایک ایک سے یہ آوازیں آنے لگیں کہ کاش ہم بھی تیرے ساتھ مدینہ منورہ چلتے۔

حدہ وقت سحر حدہ پہونچنا ہوا۔ یہ ایک قریہ ہے مکہ اور جدہ کے درمیان۔ حدیبیہ جہاں پر بیعتِ رضوان ہوئی تھی اور جس کا واقعہ مشہور ہے اسی مقام کے متصل ہے لیکن موضع نزولِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تعین کے ساتھ معلوم نہیں ہے ـــ

جدہ جُدّہ ـ بضم جیم و تشدید دال ـــ بمعنی ساحل ـــ اسی وجہ سے یہ بندرگاہ اس نام سے موسوم ہوئی ـــــ مکہ جدہ سے بجانب سمت مشرق ہے۔

جدے کی آبادی، خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے ہوئی اس سے پہلے مکہ کا بندرگاہ دوسرا تھا ـــــ اس وقت جدہ بڑا شہر اور مشہور بندرگاہ ہے۔ ممالک غیر زمین سے تجار، عمدہ عمدہ چیزیں سمندری راستے سے یہیں لاتے ہیں اور یہاں سے اطراف کو لے جاتے ہیں۔ شریف مکہ کو بڑا محصول اسی بندرگاہ سے حاصل ہوتا ہے ـــــ وہ قہوہ کا محصول ـــ جو کہ یمن سے آتا ہے، بلا شرکت اپنے اخراجات کے لیے لیتا ہے اور وہ دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور دیگر اجناس کا محصول آدھا شریف کو پہونچتا ہے اور آدھا سلطان روم کی جانب سے کہ مدینہ کے مصارف و وظائف کے لیے وقف ہے۔

بیرون شہر شمال کی جانب اُم البشر حوا علیہا السلام کی قبر ہے ـــــ عوام اسی وجہ سے اس شہر کو بفتح جیم (بمعنی دادی) بولتے ہیں ـــ

سید علویؒ کی قبر اندرون شہر زیارت گاہ ہے ـــ جس کسی پر کسی کا کوئی حق مال وغیرہ کا ہو اور وہ اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو سید مذکور کے مزار کے قریب آکر بیٹھ جاتا ہے پھر حاکم اور صاحب حق اُس سے مطالبہ نہیں کرتے ـ

راہ مدینہ کے بقیہ منازل

بروز دوشنبہ ـــ ۲۲ صفر کو ـــ شہر سے باہر نکلے اور دو روز قافلے کے درست کرنے کے لیے حضرت حواؑ کے مزار کے قریب ٹھہرنا ہوا ـ ۲۴ صفر کو بسمت مدینہ منورہ کوچ کیا ـــ ۲۸ صفر کو ـــ رابغ میں اُترے ـــ رابغ ایک چھوٹا گاؤں ہے اور ایک مختصر سا بازار رکھتا ہے ـــ اس کے قریب جحفہ ہے ـــ جو اہل مصر و شام کا میقات ہے ـــ اب جحفہ ویران ہے ـــ رابغ سے احرام باندھتے ہیں ـــ جحفہ سے مدینہ کا وہ راستہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے حج چلے تھے اب مدت سے چھوٹا ہوا ہے ـــ اب جو راستہ ہے وہ ابوا ہو کر ہے ـــ کہ بقول صحیح قبر آمنہ اُم رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہے ـــ ہو کر گذرتا ہے اور مسجد غزالہ میں ـــ جو کہ کنار وادی روحاء ہے ـــ پہلے راستے سے متصل ہو جاتا ہے ـــ اس موجودہ راستے میں بعض شتربان جو کہ ساکنین بدر ہیں قافلے کو بدر تک لے جاتے ہیں اور بدر سے صفرا میں لاتے ہیں اور صفرا کے شتربان بدر نہیں جاتے ہیں۔ بدر و صفرا میں تین چار میل کا فاصلہ ہے۔ ہم نے جن شتربانوں کے اونٹ کرایے پر لیے ہیں وہ باشندگان صفرا ہیں اسی وجہ سے بدر جانا نہ ہوا اور چونکہ یہ راستہ سوائے رات کے نہیں چلا جاتا ـــ اور شتربان کسی کے کہنے سے کہیں ٹھہرتے نہیں اسی وجہ سے اکثر مواضع متبرکہ جو اس راستے پر ہیں اُن کی زیارت میسر نہ ہوئی ـــ

ایک ابتلاء

عربان میں یہ ابتلاء واقع ہوتا ہے کہ بعد ظہر و عصر کوچ کرتے ہیں۔ وقت مغرب تھوڑا سا ٹھہرتے ہیں اور تمام رات چلتے ہیں پھر منزل کے قرب و بُعد کے لحاظ سے فجر سے پہلے یا بعد فجر اُترتے ہیں اور اس معاملے میں شتربانوں کے علاوہ کسی کو کوئی اختیار نہیں ـ لہٰذا حنفیہ کو نماز عشا کا ادا کرنا دشوار ہو جاتا ہے ـ بعضے سواری پر ہی پڑھ لیتے ہیں ـ یہ صورت اُس وقت جائز

توہے جب کہ ظنِ خوف غالب ہو۔ لیکن جماعت فوت ہو جاتی ہے ـــــ اور بعض لوگ بتقلید شافعی، مغرب کے ساتھ، نماز عشار کو جماعت کے ساتھ جمع کر لیتے ہیں ـــــ بوقت ضرورت اس تقلید کا جواز در مختار میں مذکور ہے ـــــ مفتی عبد الملک حنفی نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر ان شرائط کے ساتھ جو نزد شافعیہ لازمی ہیں ـــــ

صفرا

۲۸ صفر کی شام کو رابغ سے کوچ ہوا ـــــ سحر چہارشنبہ یکم ربیع الاول کو صفرا میں ورود ہوا۔ صفرا ایک قریہ ہے، ایسی وادی میں واقع ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں۔ یہاں بازار ہے۔ کھجور کے باغات بہت ہیں ـــــ کھجور کے درختوں کے نیچے ترکاریاں اگاتے ہیں۔ اور آب جاری کی وہ نہر جس سے باغات کو پانی دیتے ہیں ایک دلچسپ سیرگاہ ہے ـــــ

سید سمہودیؒ نے تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند بار اس راہ صفرا سے گزرے ہیں۔ اسی کے متصل حضرت عبیدۃ بن الحارث مطلبیؓ کی قبر ہے جو بدر میں مجروح ہوئے تھے اور اس جگہ انتقال کیا تھا ـــــ صفرا کے لوگ اس کو قبر ابوذر غفاریؓ بتلاتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی قبر تو ربذہ نواحئ نجد میں، مدینۂ منورہ سے چار روز کے راستے پر ہے ـــــ

وادئ خیف

بعد دو دن قیام کرنے کے بروز جمعہ ـــــ ۳ ربیع الاول کو، دن کے آخری حصہ میں صفرا سے کوچ ہوا ـــــ آدھی رات کو وادئ خیف پر گذر ہوا ـــــ اس وادی میں بھی آبادی، بازار، باغات اور نہر آب مثل صفرا کے ہے ـــــ اس راہ میں جدّہ سے صفرا تک زمین ہموار تھی ـــــ پہاڑ داہنی طرف بہت دور تھے اور دریائے شور (سمندر) بائیں طرف تھا ـــــ صفرا کے قریب دونوں سمت کوہستان ہے خصوصاً خیف میں ـــــ شنبہ کے دن وادئ روحا کے کنارے مسجد غزالہ میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب ادا کی ہے ـــــ نماز پڑھی گئی۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

صبح دوشنبہ، ۴ ربیع الاول کو ـــــ قافلہ مدینۂ منورہ پہونچا اور بیرون شہر پناہ میں متصل عیدگاہ نبویؐ اترا ـــــ اور یہ کمینہ، بعد ادائے فجر وہاں سے ملاذ عالمیاں، ملجائے جہاں، شفیع اُمم، سرور بنی آدم، سید انام صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ عالم پناہ کی جانب متوجہ ہوا ـــــ باب السلام سے داخل ہوا ـــــ مصلائے مصطفوی پر تحیۃ المسجد پڑھ کر مواجہ شریف میں آیا۔ سلام اور آداب زیارت کو حسب قاعدہ

ادا کیا۔ اور غلبۂ شوق میں یہ اشعار سلسلۃ الذہب (جامی) وغیرہ کے پڑھے۔

سویم افگن ز مرحمت نظرے　　باز کن بر رُخم ز لطف درے
زاریٔ من شنو، تکلّم کن　　گریۂ من شنو، تبسّم کن
لب بجنباں پئے شفاعتِ من　　منگر در گناہ و طاعتِ من
کہ نرفتم طریقِ سنتِ تو　　ہستم از عاصیانِ اُمتِ تو
ماندہ ام زیرِ بارِ عصیاں پست　　افتم از پا اگر نگیری دست
رحم کن بر من و فقیریٔ من　　دست دہ بہرِ دستگیریٔ من
خود بدستِ تو کے رسد دستم　　اینقدر بس کہ در رہت پستم
پست بودن براہِ تو خوشتر　　کز بلندی بعرش سودن سر

یا شفیع المذنبیں بارِ گناہ آوردہ ام　　بر درت ایں بار با پشتِ دوتاہ آوردہ ام
چشمِ رحمت برکشا، موئے سفیدِ من ببیں　　گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
آں نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو　　ہستم آں گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
عجز و بیہوشی و درویشی و دلریشی و درد　　اینہمہ بر دعوئے عشقت گواہ آوردہ ام
دیو رہزن در کمیں، نفس و ہوا اعدائے دیں　　زیں ہمہ در سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا　　کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

دولتم ایں بس کہ بعد از مدتِ دور و دراز　　بر حریمِ آستانت می نہم روئے نیاز

یا رسول اللہ نمی گویم کہ مہمانِ تو ام　　ما فقیرے طعمہ خوارِ ریزۂ خوانِ توام

پس از ادائے آدابِ زیارت، شیخین کبیرین (حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) اور سیدۃ النساء (حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا) کے مواجہہ میں آیا اور سلام عرض کیا۔ پھر

مواجہہ شریف میں آیا ـــــ خدائے عظیم کی قسم اگر میرا ہر بُن مو زبان بن جائے اور ہر زبان ہزارہا شکر اللہ تعالیٰ کے ادا کرے پھر بھی اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا کہ مجھ جیسے کمینے گناہ گار تباہ کار کو محض اپنے فضل و انعام سے اس موقف عظیم میں حاضر ہونے کا موقع دیا۔

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدوست آفریں باد بریں ہمت مردانۂ ما

آفتاب اندر بدخشاں لعل سازد سنگ را غیر خاموشی چہ گوید لعل محکم آفتاب

خدا کی قسم یہ وہ جگہ ہے جس کو پروردگار عالم نے اپنے حبیب مکرم کے لیے انتخاب کیا، اور تمام فتوحات، و برکات اور انوار جنھوں نے مشرق و مغرب کا احاطہ کر لیا اسی جگہ سے ظاہر و ناشی ہوئے ہیں یہ وہ میدان ہے جو مہبط وحی ہے اور مورد ملائکہ اور مسکن سید انس و جان رہا ہے ـــــ یہ وہ سرزمین ہے جو اقدام خیر الانام سے نوازی گئی ہے۔

جنت البقیع کی زیارت سے جہاں اہل بیت، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر امت رحمہم اللہ مدفون ہیں۔ اور جبل اُحد اور وہاں کے شہداء کی زیارت سے نیز مسجد قبا اور اُن دیگر مساجد متبرکہ و آثار مقدسہ کی زیارت سے جو شہر مدینہ اور نواحی مدینہ میں منتشر ہیں ـــــ مشرف ہوا ـــــ پیدا بعد خلیٰ اندرون گنبد حجرۂ منورہ بھی میسر آئی ـــــ یکم رجب کو جب کہ دروازے کھلے اپنے سر اور چہرہ کو دیوار سے مل رہا تھا اور داڑھی کو اس زمین رشک علیین کے لیے جھاڑو بنائے ہوئے تھا ـــــ اس وقت اس احقر کے موقف سے قبر مکرم و معطر، ایک ذراع کم و بیش ہو گی ـــــ

اس وقت احقر نے ارحم الراحمین سے بوسیلۂ رحمۃ للعالمین یہ دعا مانگی کہ اے اللہ اس کمینے کو جب اس درگاہ میں دو علے کا موقع دے دیا ہے تو اب اس کے بعد کسی مخلوق کے دروازے پر حاجت طلب کرنے کے لیے نہ لے جانا ـــــ اور یاد آخرت میں نیز اپنی پناہ میں رکھنا۔ یہ دعا بیت اللہ شریف کے اندر بھی الحاح و زاری سے مانگی تھی ـــــ فضل خدا اور شفاعت رسول کریمؐ سے امید قبولیت ہے ـــــ وہاں سے آکر قبر سیدۃ النساءؓ کے قریب اس جگہ کھڑے ہو کر جو زیر ستون ہے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھیں اور باہر چلا گیا ـــــ

اب جبکہ احقر انام، شرف مجاورت بلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فائز ہے ـــــ اخبار و آثار اور مشاہد و مزارات کی واقفیت کے شوق نے آمادہ کیا کہ وفاء الوفا فی اخبار دار المصطفیٰ کا مطالعہ کیا جائے ـــــ یہ کتاب امام علامہ نور الدین علی بن عبداللہ سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے جو ۹۱۱ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے ـــــ یہی کتاب ہے جو شیخ عبدالحق دہلویؒ کی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب (تاریخ مدینہ) کا ماخذ ہے ـــــ عمدۃ الاخبار مؤلفہ احمد بن عبدالحمید الہاشمی السندھی جو ۱۰۳۵ھ میں تالیف ہوئی ہے ـــــ کا بھی مطالعہ کیا ـــــ ان کے علاوہ دیگر کتابوں پر بھی عبور حاصل کیا گیا ـــــ فضائل زیارت، فضائل مدینۂ منورہ اور خصائص مدینۂ منورہ کو ان کتابوں سے اخذ کیا ـــــ

حاضری کے دوسرے دن ایک بزرگ کے پاس جو ہندوستان سے آکر مدت مدید سے یہاں اقامت پذیر ہیں ـــ گیا ـــ اور اللہ کے اس فضل و کرم کا جو اس نے مجھ پر فرمایا ہے، اُن سے ذکر کیا ـــ انھوں نے یہ شعر پڑھا ـــــ

نازم بچشم خود کہ بروئے تو دیدہ است　　　رقصم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

اس شعر کو سن کر ایک خاص ذوق و شوق کی کیفیت پیدا ہوئی ـ مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر مکرر یہ شعر پڑھا اور گریہ و زاری نے زور باندھا غلبۂ شوق میں اپنے پاؤں کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں کو اس سے ملا ـ

یافتم در گذرے خاک کف پائیش را　　　چوں نمالم رُخ خود یافتہ ام جایش را

مسجد نبوی میں خطبۂ جمعہ

منجملہ اُن اوقات کے جن میں ذوق و حضور اور لذت و سرور حاصل ہوا ایک خطبۂ جمعہ کا وقت ہے ـــــ خطیب بالائے منبر کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے تو کہتا ہے ـ أَشْهَدُ أَنَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ـــــ اور کہتا ہے ـــــ قَالَ هٰذَا النَّبِيُّ صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ الْمُعَطَّر ـــــ اور یہ کہتے ہوئے وہ اپنا چہرہ بسوئے حجرۂ شریفہ کر لیتا ہے اور اشارہ کرتا ہے ـــــ اگر کسی کو حضورِ قلب کی کیفیت حاصل ہو تو اس وقت تصور کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا اور آپؐ کی شکل مبارک کا اور اس بات کا کہ آپ بالائے منبر جلوہ فرما ہیں، تمام مہاجرین و انصار، زبانِ مبارک

سے احکام و اخبار سننے کے لیے کان لگائے بیٹھے ہیں ــــ آنحضرت اثنائے خطبہ میں ان کو طاعت حق کی ترغیب دے رہے ہیں اور شرائع و احکام بیان فرما رہے ہیں ــــ اور یہ بھی خیال کرے کہ میں اس محفل مجد و جلال میں، صف نعال کے اندر بیٹھا ہوا ہوں ــــ پھر جو سُرور و کیف حاصل ہوگا وہ بیان نہیں ہو سکتا ــــ

خطبائے حرمین خطبائے حرمین ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھتے ہیں ــــ لکھا ہوا خطبہ پڑھنا عیب سمجھتے ہیں ہر خطبے میں ہر مہینے اور موسم کا خیال رکھتے ہیں۔ مثلاً عاشورا، رمضان، خصوصاً ایام حج ــــ کوئی زبردست حادثہ واقع ہوا ہو جیسے کسی بڑے شخص کی موت اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ہر خطبے میں ذکر بیت اللہ بھی کرتے ہیں۔ چونکہ یہ خطیب اہل زبان ہوتے ہیں اس لیے خطبے میں کمال دکھاتے ہیں ــــ فصاحت بیان، تجوید طلاقت زبان کے ساتھ جمع ہو کر قوت سامعہ کو لذت قوی عطا کرتی ہے۔ ہر چند خطبہ طویل ہوتا ہے لیکن فصاحت کلام اور حسن صوت کی وجہ سے دل اس سننے کی طرف متوجہ رہتا ہے اور کوئی بے لطفی نہیں پیدا ہوتی۔

فضیلت شیخین ابن سیرینؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں اس بات پر قسم کھاؤں کہ خداوند کریم نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو ایک ہی طینت سے پیدا کیا ہے اور ان کو اسی طینت میں واپس کیا ہے ــــ تو میں بلاشبہ اپنی قسم میں صادق ہوں گا" ــــ یہ دونوں گرامی قدر خلیفہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دفن ہیں ــــ اور راہ انصاف پر چلنے والے کے لیے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جب کہ مسلمان اپنے مُردوں کو بقصد تبرک، صلحاء و اولیاء کے زیر سایہ دفن کرتے ہیں اور اُن بزرگان دین کی برکت سے امید مغفرت رکھتے ہیں، پس ہمسائگی سید المرسلین، شفیع الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ کتنا اونچا ہوگا؟ جس کی بصیرت نور توفیق سے منور ہوگی اور دل روشن ہوگا، وہ اہل بیت اطہار، صحابۂ کبار اور مہاجرین و انصار کے فضائل و مناقب کا ضرور معترف و مصدق ہوگا، اُن سوابق خدمات اور مساعی مشکورہ کی بنا پر جن سے کتب احادیث و سیر بھری ہوئی ہیں ــــ تعجب ان لوگوں پر ہے جو صحابہ کے حقوق صحبت اور اُن کی خدمات عالیہ کو فراموش کر کے زبان طعن و انکار دراز کرتے ہیں ــــ سبحان اللہ ــــ اگر یہ تمام سعی و کوشش ــــ جو کہ صحابۂ کرام ابتدائے اسلام میں برائے

تقویتِ دین، سید المرسلینؐ کے روبرو کر چکے ہیں ——— منکروں کے زعم باطل کی رو سے ضائع و بے فائدہ رہی اور وہ شفاعت رحمۃ للعالمینؐ سے نعوذ باللہ محروم رہے ——— تو ہم کو باوجود ان افعالِ قبیحہ، طاعتِ غیر صحیحہ، عبادتِ کاسدہ اور اعمالِ فاسدہ کے اپنے حال پر رونا چاہیے ہم کس منھ سے نجات و شفاعت کی توقع کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کے عیوب تلاش کرنے کی توفیق دے اور سلف صالحین بلکہ جمیع مسلمین سے بدگمانی کرنے سے محفوظ رکھے ——— تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ———

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ———

مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں۔

غافل این خلق از خود اے پسر ❊ لاجرم گویند عیب یک دگر
چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ❊ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ❊ کم زند در عیب معیوباں نفس
ہر کرا افعال دیو و دد بود ❊ با کریماں ہم گمانش بد بود
ہر کسے کو عیب خود دیدے ز پیش ❊ کے بُدے غافل زے از اصلاح خویش

خواجہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں۔

چند گوئی مرتضیٰؓ مظلوم بود ❊ از خلافت راندہ و محروم بود
چوں علیؓ شیرِ حق است و تاج سر ❊ ظلم نتواں کرد بر شیر اے پسر
در تعصب میزند جانِ تو جوش ❊ مرتضیٰ را جاں چنیں بنود خموش
مرتضیٰ را ایں مکن بر خود قیاس ❊ زانکہ در حق بود غرق آں حق شناس

اہل مدینہ کے جنازے

جنازے کو اندرونِ مسجد نبوی مواجہ شریف میں لاتے ہیں۔ اور اس دریچے کے قریب رکھ کر جو کہ محاذی مواجہ شریف ہے ——— مُردے کے لیے طلب شفاعتؐ

توسل کرتے ہیں بعدہٗ مسجد میں نماز جنازہ پڑھ کر، روضۂ جنت سے گذر کر جنت البقیع کو لے جاتے ہیں ـــ میں ایک دن مواجہ شریف میں بیٹھا ہوا درود خوانی میں مشغول تھا کہ ایک جنازہ اسی طرح لایا گیا۔ مجھ کو اس مرنے پر رشک آیا، کاش یہ مُردہ میں ہوتا۔

نوزائیدہ اطفال مدینہ اطفال نوزائیدہ کو ان کی مائیں چالیس دن کے بعد بروز پنجشنبہ حرم نبیؐ میں لاتی ہیں۔ اور خواجہ سرا بچوں کو ہاتھوں پر رکھ کر شباک (جالی) کے اندر لیجاتے ہیں اور مواجہ شریف میں کھڑے ہو کر دعائے برکت عمر و صلاح عمل کرتے ہیں ـــــ

دُعا بہ توسّل اہل مدینہ کی عادت ہے کہ جب کوئی مہم عظیم مثل استسقاء یا دفع مظالم کے درپیش ہوتی ہے تو اکابر و اعیان عصر، مواجہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں اور اس دروازہ کو جو بجہت قبلہ شباک حجرہ میں ہے کھولتے ہیں۔ مصحف عثمانی کو باہر لاتے ہیں اور جناب باری تعالیٰ میں بتوسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دفع بلا کی درخواست کرتے ہیں ـــــ یہ مصحف عہد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے از روئے قول صحیح اسی جگہ موجود ہے۔ ان دنوں کہ احقر مدینہ منورہ آیا ہوا ہے سلطان روم عبد الحمید خاں کا نامۂ مبارک باشندگان حرمین کے نام پہونچا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ لشکر اسلام کا کفار بنی اصفر سے مقابلہ ہے ـــ چاہیئے کہ جماعت مسلمین برائے نصرت اہل اسلام و مقہوری کفار دُعا کریں ـــ اس پیغام کے آنے کے بعد ہر دو شنبہ، پنجشنبہ کو شیخ الحرم، قاضی، مفتی اور دیگر اعیان کے ساتھ بعد نماز فجر نزدیک شباک آتے ہیں اور قاری سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھتا ہے اور حاضرین حجرۂ شریفہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ بروز جمعہ ۱۶ ربیع الثانی کو بعد نماز جمعہ یہ سب مواجہ شریف میں آئے اور مصحف مذکور کو باہر لا کر صحیح بخاری کا ختم کرایا اور مصحف سے سورۂ فتح پڑھی گئی۔ پھر دعا ہوئی ـــ خطیب نے ایک فصیح و بلیغ دُعا پڑھی اور جناب مصطفویؐ سے توسل و استشفاع کیا۔ فقیر اس مجمع میں حاضر تھا اس وقت عجب حال مشاہدے میں آ رہا تھا۔ مگر بسبب ہجوم، زیارت مصحف سے محروم رہا ـــــ دوستوں میں سے ایک جو اس مصحف کے قریب تھا اُس نے کہا کہ میں نے مصحف کی زیارت کی اور اس کو سر پر رکھا ـــ اس کا خط کوفی ہے اور اس کے اوراق جھلّی کے ہیں ـــــ

بنو الاصفر بنو الاصفر ایک قوم ہے اُس کی کثرت سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا۔ ان کا

ملک انتہائے بلغار سے لے کر سرحد روم تک ہے ، سلطان روم کو اُن سے مقابلہ رہتا ہے ۔ وہ عساکرِ اسلام کو ان سے جہاد کرنے میں ہمیشہ مشغول رکھتا ہے ۔

احوال ملکِ روم سُنے

شیخ علی نام ایک عالم دمشق کے ہیں وہ سالہا سال اسلامبول (استنبول) میں جسکو قسطنطنیہ بھی کہتے ہیں رہے ہیں ـــــ اب مجاورِ مدینہ منورہ ہیں ـــ ایک دن مدینہ منورہ کے ایک باغ میں کہ چاہ ابوایوب انصاریؓ اس میں ہے ـــــ بقصدِ سیر و تفریح میں اور وہ بیٹھے ہوئے تھے ۔ اُن سے احوالِ ملکِ روم ، اطوارِ سلطان ، دیگر خصوصیات قسطنطنیہ اور کفّارِ مذکورین کا حال دریافت کیا ۔ انھوں نے بہت سے عجائب و غرائب ذکر کیے ـــــ

شریف سرور کی خبرِ وفات

۱۸ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ کو شریف سرور نے مکہ معظمہ میں وفات پائی ان کا مجمل تذکرہ اوراقِ سابق میں گزر چکا ہے ـــ ابھی وہ کچھ اوپر تیس سال کے تھے کہ صرصرِ اجل نے ان کے نہالِ عمر و زندگانی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ـــــ مدینہ منورہ میں جب یہ خبر پہونچی ـــــ خطیب نے جمعہ کے دن خطبہ میں اللہ تعالیٰ کے دوام و بقا ، اہلِ دنیا کی موت و فنا اور زوالِ ملک و دولت کا ذکر ابتداءً میں اس انداز میں کیا کہ حاضرین پر رقت طاری ہوگئی ـــــ بعد نمازِ جمعہ ، مسجدِ نبویؐ میں نمازِ جنازہ غائبانہ شریف سرور پر پڑھی گئی ـــ امام شافعی المذہب تھا سب نے اس کی اقتدا کی ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ نے اپنے ملک میں وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز مدینہ منورہ میں صحابۂ کرامؓ سے فرمایا کہ مردِ صالح اصحمہ نجاشی فوت ہوگیا ـــ اس کے بعد صحابہ کے ساتھ نجاشیؓ پر غائبانہ نماز پڑھی ـــــ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ، سفرِ تبوک میں تھے کہ معاویہ لیثی صحابیؓ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی ، جبرئیل علیہ السلام نے ان کی موت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی ۔ اُن پر بھی آپ نے غائبانہ نماز پڑھی ـــــ نمازِ جنازہ غائبانہ مذہب شافعیؒ میں جائز ہے ـــــ نزد حنفیہ جائز نہیں ـــ ان احادیث سے استدلال کے جوابات جو حنفیہ نے دیئے ہیں وہ اپنی جگہ کتابوں میں موجود ہیں ـــــ

حرمین شریف میں یہ قاعدہ ہے کہ جب اکابر میں سے کسی کی خبرِ موت سنتے ہیں تو ندا کرتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں شہر میں وفات پائی ہے اے مسلمانو ! اس پر نماز جنازہ پڑھو ـــــ پس شافعی

امام، امامت کرتا ہے اور اکثر حنفیہ بھی اس کی اقتدا کرتے ہیں۔

شریفِ نو کی خوشی
بحکم شیخ الحرم شریفِ نو کے جلوس سے خوشی کا اظہار کرنے کے لیے بازار مدینہ کی چند دن زینت کی گئی۔

شیخ الحرم
شرفائے مدینہ سادات حسینی ہیں، زمانۂ سابق میں اس بلدۂ طیبہ کی حکومت ان کے ہی کفِ اقتدار میں تھی۔ جب ہتکِ حرمتِ حرم شریف، اُن سے ظہور میں آئی اور اندرونِ مسجد متصل شباکِ حجرۂ شریفہ، کرسیاں بچھا بچھا کر بیٹھنے لگے اور وہاں بیٹھ کر قہوہ پیتے تھے۔ سلطانِ روم کو اس حال کی خبر ہوئی۔ ایک شخص کو بھیج کر ان کو ان اعمال سے باز رکھا اور حکومت سے ان کا دستِ تصرف کوتاہ کر دیا۔ اس دن سے شیخ الحرم، سلطان کی جانب سے مقرر ہوا، چند سو آدمی اہلِ لشکر سے برائے محافظت قلعہ و شہر متعین ہو گئے۔ اب چند آدمی ان شرفا میں سے یہاں موجود ہیں اور اُس وظیفے سے جو سلطان کی جانب سے آتا ہے اور بعض باغوں کی آمدنی سے بسر اوقات کرتے ہیں۔ اب فقط خطبے میں بعد نام سلطان و شریف مکہ، شریف مدینہ کا نام ان الفاظ سے مذکور ہوتا ہے۔ اللّٰھم اصلح امیر المدینۃ شریف صالح

سلاطینِ روم خدامِ مدینہ کی فہرست میں
آثارِ سعادت سلاطینِ روم سے یہ بھی ہے کہ منجملہ خدامِ حرم مدینہ، فراشین کا جو گروہ ہے، اور جن کا کام اندرون شباک گنبدِ خضرا جاروب کشی کرنا اور قنادیل روشن کرنا ہے۔ اس گروہ کا سردار سلطان نے خود کو قرار دیا ہے۔ اور اپنا نام بھی دفترِ خدام میں ثبت کرایا ہے، نیز اپنے نام کا وظیفہ بھی دیگر خدام کی طرح مقرر کیا ہے۔ نائب سلطان اس کام کی انجام دہی کے لیے مدینہ میں رہتا ہے۔ اس زمانے میں نائب سلطان شیخ حسین عباسی ہیں جو شیخ ابو الفتح مفتی حنفی کے چچازاد بھائی ہیں۔ وہ نیابتِ سلطان میں اندرونِ حجرہ جا کر اول خود جاروب کشی کرتے ہیں اور قنادیل روشن کرتے ہیں اُن کے بعد دوسرے خدام اس خدمت کو انجام دیتے ہیں۔ جب نیا بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے تو اپنے نائب کو روم سے صلہ و عطا بھیجتا ہے۔ سلاطینِ روم اس عہدۂ خدمتِ جاروب کشی کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھتے ہیں۔

سلطانِ دیارِ مغرب کی داد و دہش
شریف عبداللہ بن محمد، سلطان دیارِ مغرب نے امسال،

حرمین کو جو ہدایا بھیجے ہیں اُن میں ایک لاکھ تیس ہزار زرِ سُرخ جو کہ ہندوستان کے تقریباً دو لاکھ روپے ہوتے ہیں برائے اہلِ مدینہ تھے ـــــ ان میں سے پچپن ہزار حصہ سادات و شرفا کا تھا جس کو سید السادات نے تقسیم کیا اور سادات کے مرد و زن میں سے ہر ایک کو اسّی اسمٰعیلی سے کم نہ پہونچا ہوگا ـــــ اہلِ امتیاز کو ایک سو اور ہزار تک دیا گیا ـــــ پچپن ہزار دیگر ساکنین مدینہ میں سے غنی و فقیر، زن و مرد، صغیر و کبیر، مملوک و آزاد سب کو پہونچا اور سات اسمٰعیلی سے کم کسی کو نہ ملا۔ بیس ہزار تُربۂ شریفہ میں امانت ہیں، چالیس آدمیوں کے صرف کے لیے جن میں سے دس آدمی قرآن، دس دلائل الخیرات، دس درود شریف اور دس قصیدۂ بُردہ پڑھتے ہیں۔ سو اسمٰعیلی ماہانہ تنخواہ ان چالیس کو دی جاتی ہے۔

سلطان مغرب اور فن حدیث

سلطان مذکور نے دو کتابیں حدیث کی تالیف کی ہیں، اُن کے چند نسخے حرمین بھیجے ہیں اور اُن کتابوں کے درس دینے والوں کا سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا ہے۔ چنانچہ حرمین میں بعض اشخاص اُن کتابوں کا درس دیتے ہیں ـــــ شہر مراکش جو دیارِ مغرب کا دار السلطنت ہے، خشکی سے پانچ ماہ کا راستہ ہے اور اسکندریہ و مصر ہو کر کچھ کم ہے ـــــ

اہل مدینہ کے اطفال

اہلِ مدینہ کے اطفال خورد سال جو قرآن مجید حفظ کرتے ہیں، بعد مغرب مسجد شریف میں نزد منبر و محراب بیٹھتے ہیں، اپنا سبق دُہراتے ہیں اور اچھی آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں میں ایک رات اُستوانۂ اُم المومنین عائشہ کے قریب مشغولِ تلاوتِ کلام اللہ تھا کہ ایک لڑکا جس کا قرآن میں نے سنا تھا میرے پاس آیا اور کہا أقرء علیك ـــــ (کیا میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں) میں نے کہا اِقرء ـــ (پڑھو)۔ اُس نے پڑھنا شروع کیا۔ اس کو دیکھ کر دو لڑکے اور آکر بیٹھ گئے، میں نے ان کو کچھ دیا اور کہا کہ اس کو آپس میں برابر برابر تقسیم کر لو وہ لڑکے خوش ہوئے، ان میں سے ایک بہت چھوٹی عمر کا تھا، شاید آٹھ سال سے زیادہ نہ ہو، اس چھوٹے بچے سے میں نے دریافت کیا کہ تم نے آج کیا کھایا تھا؟ اُس بچے نے جواب دیا کہ میں تم کو اس کا جواب نہیں دوں گا، اپنے عمل کے ضائع ہو جانے کے خوف سے! ۔ اس کے بھائی نے کہا کہ یہ حدیث کا مضمون بیان کر رہا ہے کہ جس نے مسجد میں دنیا کی بات کی اس نے اپنا عمل ضائع کر دیا ـــــ مجھ کو اس کی اس بات سے تعجب ہوا کہ یہ لڑکا جزئیات

آدابِ شرعیہ پر اتنی اطلاع رکھتا ہے ـــــ بڑی عمر والوں کو بھی ان باتوں کا خیال نہیں ہوتا۔

مسجد نبوی میں مجالس علم و ذکر

مسجد نبوی میں چند حضرات، مجلس درس و تذکیر منعقد کرتے ہیں بعض علماء کتبِ تفسیر و حدیث و فقہ اور علوم آلیہ کا درس دیتے ہیں۔ بعض تذکیر کے طور پر کتاب حدیث یا کتاب سلوک کو یا احوالِ مشائخ کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہیں اور حاضرین حلقہ کیے بیٹھے رہتے ہیں اور سنتے ہیں۔ اس مجمع میں اکثر تاجر و دوکاندار بھی حاضر ہوتے ہیں اور زباندانی کی وجہ سے مطلب سمجھتے ہیں، محتاجِ تفہیم نہیں ہوتے اگر کوئی لغت عبارت میں آئے یا دو حدیثیں بظاہر متعارض ہوں یا کسی مسئلہ میں اختلاف مجتہدین ہو تو اس کو قاری خود واضح کر دیتا ہے۔ وقتِ عصر سے، وقت چاشت تک اور عصر سے مغرب تک عجیب مجمع مسجد نبوی میں رہتا ہے ـــــ ایک جماعت وعظ و تذکیر میں مشغول ہے۔ ایک تلاوت قرآن کر رہی ہے، ایک جماعت دلائل الخیرات اور درود پڑھ رہی ہے۔ ایک مواجہ شریف میں بیٹھی ہوئی عرض نیاز اور توسل بہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہے۔ زعم فقیر میں اس طرح کا اجتماع اس حیثیت سے روئے زمین پر نہ ہوتا ہوگا۔ مکہ معظمہ میں اگرچہ بعض علماء درس دیتے ہیں اور لوگ ان کے قریب جمع ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ذکر و درود میں مشغول ہوتے ہیں، مگر یہاں تو کیفیت ہی دوسری ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ ـــــ

علماء و صلحاء مدینہ منورہ

(۱) شیخ عثمان حنفی مصری ـــــ ان کی اصل دمشق ہے، مولد و منشا مصر ہے۔ پندرہ سال سے زیادہ گزر گئے کہ مجاور مدینہ ہیں۔ تبحر علم حدیث و فقہ میں اپنے زمانے میں حرمین کے اندر عدیل و نظیر نہیں رکھتے ـــــ تقریر مطلب اور توضیح مراد میں بے بدل ہیں۔ شافعی امام کی نماز فجر کے بعد، روشنی شمع میں، درس مسلم و بخاری دیتے ہیں، بہت بڑا مجمع اس درس میں حاضر ہوتا ہے ـــــ عشائین کے درمیان شرح ابن حجر بر اربعین نووی چند آدمی ان کے سامنے پڑھتے ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔ الاشباہ والنظائر کی شرح شروع کر کے حج کو مکۂ معظمہ گئے تھے۔ فقیر نے حرم مکہ میں ان سے ملاقات کی تھی اور مدینۂ منورہ میں اکثر ان کی مجلس درس میں حاضر ہوتا ہے ـــــ چونکہ اہل مصر کے لہجہ میں کلام کرتے ہیں اور زبان میں کچھ سرعت بھی ہے اس لیے فقیر کی سمجھ میں ان کا کلام بتامل

نہیں آتا تیمناً اُن سے اجازت روایتِ صحاح حاصل کی اور ایک ایک حدیث ہر کتاب سے پڑھی۔ انھوں نے مجھے اجازت نامہ لکھ کر دیا۔ ان کے اور بخاری کے درمیان دس واسطے ہیں

(۲) شیخ صالح مالکی مغربی ـــــ تمام علوم وفنون خصوصاً حدیث وفقہ میں تبحر رکھتے ہیں۔ ان کی زبان فصیح ہے ـــ بعد نماز صبح وظہر تفسیر و بخاری اور کتبِ فقہ مالکی کا درس دیتے ہیں۔ ـــ بین العشائین، خصائص کبریٰ مؤلفہ علامہ سیوطیؒ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ چند آدمی سماع کرتے ہیں ـــ فقیر سے بہت محبت والفت رکھتے ہیں۔ چودہ سال ہو گئے کہ دیارِ مغرب سے آکر مجاورت مدینۂ منورہ اختیار کر لی ہے۔ کہتے تھے کہ میرا وطن حرمین سے سات ماہ کے راستے پر ہے۔

(۳) شیخ الیاس شافعی ـــ یہ تلمیذ شیخ ابوالحسن سندھی ہیں۔ بعد نماز فجر بعض کتب کا درس دیتے ہیں۔ بین العشائین بخاری کو اور ایک کسی سلوک کی کتاب کو بطور تذکیر پڑھتے ہیں اور لوگ سنتے ہیں۔ ان ایام میں بعد بخاری، طبقات شیخ عبدالوہابؒ پڑھ رہے ہیں اور اس کو قریب اختتام پہونچا دیا ہے۔ اس وقت فقیر اکثر ان کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے ـــ

(۴) شیخ احمد حنبلی ـــ ساکن بحسا از مضافات بصرہ۔ صالح اور خوبصورت نوجوان ہیں ـــ اپنے مذہب کی کتابیں استعداد تمام کے ساتھ پڑھاتے ہیں ـــ سفید ریش لوگوں کی جماعت ان کی شاگردی کرتی ہے ـــ مجھ کو ان کی فصاحتِ زبان، لطافتِ بیان اور حسنِ تقریر بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ جس وقت میں ان کی مجلسِ درس میں سے ہو کر گزرتا ہوں، ٹھہر جاتا ہوں اور اُن کے کلام کو سُن کر لذت یاب ہوتا ہوں ـــ

(۵) شیخ موسیٰ ـــ یہ مشارق الانوار کا درس دیتے ہیں۔ اور بزبانِ ترکی تقریر مطلب کرتے ہیں ـــ ترکوں کی جماعت ان کے درس میں حاضر ہوتی ہے۔ ـــ

(۶) سید احمد جمل اللیل[۱] ـــ سادات باعلوی سے ہیں۔ اس خاندان کی اصل حضرموت میں ہے ـــ سب شافعی مسلک رکھتے ہیں ـــ مدت ہوئی کہ ان کے آباء نے مدینے میں سکونت

---

[۱] جمل اللیل اُن سادات کا لقب ہے جو علی العریضی بن جعفر الصادقؒ کی اولاد ہیں۔

اختیار کرلی تھی۔ ــــ جمال صورت اور کمالِ سیرت ان میں جمع ہیں ــ علوم دین سے بہرۂ کامل رکھتے ہیں۔ بہت سی کتابیں فراہم کی ہیں ـــ بعد اشراق، مسجد نبویؐ میں متصل شباک حجرۂ سیدۃ النساء درس دیتے ہیں۔ اس فقیر کو ایام مراجعت کے قریب ان سے تعارف حاصل ہوا اور دل اُن کے محاسن اخلاق کا مرہون رہا ـــــ

(۷) شیخ محمد عابد سندھی ــــــ یہ برادر زادہ شیخ محمد حیات سندھی ہیں۔ خود مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے ہیں ـــ تمام علوم میں، خصوصاً بدیع و بیان، عروض و حساب اور نجوم و استخراج تقویم میں بہرۂ کامل رکھتے ہیں ـــ اشعار عربی بہت یاد ہیں، زبان بھی بہت فصیح ہے ـــ خود بھی شعر کہتے ہیں، اُن کو مجھ فقیر سے محبت و موانست بدرجۂ اتم ہے ــــ بارہا جب کبھی باہم بیٹھے ہیں انھوں نے عربی اشعار سنائے اور میں نے اشعار فارسی ۔ پھر میں اُن فارسی اشعار کا مطلب عربی زبان میں اُن کو سمجھاتا تھا۔ ایک دن ایک فارسی رباعی میں نے ان کو سنائی، بہت پسند کی۔ جس دن سے یہ دو شعر اُن کی زبان سے سُنے ہیں وِردِ زبان کر لیے ہیں ـــ ان شعروں کو بطور مناجات پڑھتا ہوں اور امید قبولیت رکھتا ہوں ـــــ

الٰهي نجّني من كلّ ضيقٍ　　بجاه المصطفىٰ مولى الجميع

وَهَبْ لي في مدينته قراراً　　وارزقنا ثمّ دفناً في البقيع

(۸) سید زین العابدین ــــــ انھوں نے شرافت نسب کے ساتھ ساتھ فضیلت حسب کو بھی جمع کرلیا ہے۔ علوم دینیہ سے بہرہ اندوز ہیں۔ زبان فصیح رکھتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں۔ جس دن مسجد نبویؐ میں ان کی امامت کی نوبت آتی ہے۔ اُن کی خوش الحانی سے سامعین جھوم جاتے ہیں۔ اُن کا خاندان عالی ہے۔ اُن کے جدّ اعلیٰ سید محمد برزنجی شہرزوری تھے جو خواجہ ابو یوسف ہمدانی کی اولاد میں تھے اور ولایت عراق سے آکر مدینۂ منورہ میں اقامت گزیں ہو گئے تھے ـ وہ علم میں مرتبۂ عالی رکھتے تھے۔ الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ وغیرہ بہت سی ان کی تالیفات ہیں۔ وہ ۱۱۰۳ھ میں فوت ہوئے ـــ اس وقت تک برابر ان کی ذرّیت میں اہل فضل و علم ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور معظم و مکرم رہے ہیں ـــ سید محمد مذکور کے پسر نبیرۂ، سید جعفر برزنجی تھے جن کا رسالۂ مولود اور رسالۂ رجبیہ ہے اور اسماء اہل بدر و اُحد کو بھی ایک رسالہ میں جمع کیا ہے۔

سید جعفر برزنجیؒ نے ۱۱۶۰ھ میں وفات پائی ــــ سید زین العابدین، سید جعفر کے نواسے اور ان کے برادرِ حقیقی کے پوتے ہیں۔ رسالہ مولود و معراج نیز اسماء اہلِ بدر و اُحد کو زبانِ فصیح میں نظم کیا ہے۔

سید زین العابدین نے بخاری شریف کی پہلی حدیث میرے لیے پڑھی اور اجازتِ روایت بخاری دی ــــ ایک دن میرے دیکھنے کو تشریف لائے ــــ اور بدستِ خود، روایت حدیث اور رسائل مذکورہ کا اجازت نامہ مجھے لکھا ــــ

(۹) سید علی ــــ یہ برادر سید جعفر ہیں، انھوں نے بھی اسماء اہلِ بدر و اُحد کو نظم کیا ہے ــــ اُن کا یہ قصیدہ، عرب سے شام و روم تک شہرت پا چکا ہے ــــ میں نے ان سے بھی ملاقات کی اور منظومۂ مذکورہ کو اُن کے سامنے پڑھ کر اجازت حاصل کی ــــ

(۱۰) ابو السعود حنفی شورانی ــــ کتب علم دین پر عبور رکھتے ہیں ــــ بین العشائین قرأت صحیح مسلم، مسجد نبویؐ کے اندر محراب نبویؐ میں کرتے ہیں ــــ اب صحیح مسلم قریب اختتام ہے ــــ فقیر بھی ان کی مجلس درس میں حاضر ہوا ہے اور چند جزء سنے ہیں ــــ

دیگر چند اکابر مدینہ یہ چند (مذکورۂ بالا) حضرات اہلِ علم ہیں جن سے فقیر کو تعارف ہوا اور مصاحبت و مجالست حاصل ہوئی، ان مذکورین کے علاوہ کچھ حضرات اور بھی ہیں کہ افادہ و استفادہ میں مشغول رہتے ہیں، اُن میں ایک سید محسن مقبل ہیں جو سادات باعلوی سے ہیں۔ اس سے پہلے وہ مدینۂ منورہ کے سید السادہ تھے ــــ شریف سرور اُن سے حُسنِ عقیدت رکھتے تھے اور جب مدینۂ منورہ آتے تھے تو اُن کے گھر پر جاتے تھے اور ان کی سفارش جس کے حق میں ہوتی تھی اس کو رد نہیں کرتے تھے ــــ چند سال سے غلبۂ ورع و تقویٰ کی وجہ سے، عہدۂ مذکورہ سے استعفا دے دیا ہے اور اپنے گھر میں گوشہ گزیں ہو گئے ہیں ــــ اب حرم نبویؐ میں بھی کم آتے ہیں۔ ان کا گھر شہر پناہ کے کنارے پر ہے اور اس مکان کے سامنے باغات و صحرا کا سلسلہ، قبا اور عوالی مدینہ تک چلا گیا ہے گویا یہ تمام میدان اُن کے گھر کا صحن ہے ــــ تفریح کے لیے اس سے بہتر یہاں کوئی مکان نہ ہوگا ــــ فقیر ان کی ملاقات کو گیا اور اُن کے مکارمِ اخلاق سے مستفید ہوا۔

سید ابراہیم امیر ــــ یہ امام یمن کے بھائیوں میں سے ہیں۔ زبان فصیح اور

بیان ملیح رکھتے ہیں، علوم دینیہ کے عالم ہیں، تواضع اور رقت قلب ان پر غالب ہے۔ اس سے پہلے اپنی قوم کے مطابق مذہب زیدیہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد اہل سنت وجماعت کی طرف رجوع کیا۔ امام یمن اور علمائے زیدیہ سے مباحثے کیے اور ان پر اعتراضات وارد کیے اور یمن سے چلے آئے۔ چند سال سے یہاں مقیم ہیں۔ یمن کا امام ان کو صلات وہدایا بھیجا رہتا ہے ——— ایام مرجعت کے قریب امیر مذکور، سید احمد جمل اللیل، ابو السعود شورانی، نیز بعض دیگر علماء اور فقیر، شیخ صالح المکی کے مہمان ہوئے تھے، پھر حرم نبویؐ میں ان سے ملاقات ہوئی، وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک میں وہاں بیٹھا، رخصت ہونے کے وقت، مفارقت پر بہت تاسف وتحسّر کیا ——— وہ کہتے تھے کہ زیدیہ سوائے حکام بنی امیہ کے کسی کو برا نہیں کہتے، اور ان کے فروع فقہ اکثر حنفیہ کے موافق ہیں۔ وضو میں پاؤں دھوتے ہیں۔ مسح رجلین جائز نہیں رکھتے۔ اور اہل سنت میں سے جو یمن میں وارد ہوتا ہے اس سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں، علما، اہل سنت کی توقیر اور مشائخ طریقت کی تعظیم کرتے ہیں۔ آخر زمانے میں ظہور مہدی کے قائل ہیں۔ ان کے ائمہ مساجد سب شافعی اور حنفی ہیں ———

سید مصطفےٰ حلبی حنفی قادری ——— عالم علوم دینیہ ہیں اور مسلک صوفیا رکھتے ہیں چند سال سے مجاور مدینہ منورہ ہیں۔ ان کو مجھ سے بہت کچھ محبت ہوگئی ہے۔ ایک دن میں ان سے اس مبارک مقام کی مفارقت پر اظہار تاسف کر رہا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ غم نہ کرو، حتی الامکان اپنے دل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق رکھو۔ حقیقت محمدیؐ تمام کائنات میں جلوہ گر ہے دل کو متوجہ حضرت نبویؐ کر کے جہاں رہوگے ان کے نزدیک رہوگے گو بظاہر دور رہو۔ اس لیے کہ اعتبار قرب معنوی کا ہوتا ہے ——— ظاہری دوری قرب معنوی کے ہوتے ہوئے کچھ نقصان نہیں پہونچاتی ——— کوچ کے دن میری مشایعت کے لیے بہت دور تک بیرون مدینہ آئے اور مجھے رخصت کیا ———

اہل مدینہ کی چند خصوصیات

اہل مدینہ باوجودیکہ معاش قلیل رکھتے ہیں، لیکن کھانے پینے میں بہت تکلفات برتتے ہیں اور کسی سے قلت معاش کی شکایت یا اظہار فقر وتنگدستی نہیں کرتے ——— یہ دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات ہیں کہ

اہلِ مدینہ کے حق میں برکت کے لیے فرمائی تھی ۔۔۔ یہاں کے تمام ساکنین، حسنِ اخلاق، محاسنِ شیم اور کشادہ جبینی کے ساتھ موصوف ہیں۔ کیوں نہ ہوں آخر صاحبِ خلقِ عظیم کی ہمسائگی کا شرف رکھتے ہیں۔

مہاجرین کثیر التعداد، ترک اسلامبول (قسطنطنیہ) اور اقصائے روم سے آکر مجاورتِ مدینۂ منورہ اختیار کیے ہوئے ہیں اور وہ بفراغِ قلب، خوش حالی کے ساتھ طاعت و عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ اسی طرح عرب، سندھ اور دیگر مقامات کے لوگ بھی بڑی تعداد میں یہاں مقیم ہیں ۔۔۔ ایرانیوں میں سے کوئی مدینۂ منورہ میں نہیں پایا گیا ۔۔۔ بعض ایرانی موسمِ حج میں آتے ہیں اور اس راہ سے بھی گزرتے ہیں لیکن ہمراہِ قافلہ بلا توقف چلے جاتے ہیں۔ ان ایرانیوں میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ مجاورتِ مدینۂ منورہ اختیار کرے ۔۔۔

چند قابلِ ذکر ہندوستانی مہاجر اہلِ ہند کی ایک جماعت ہے جس نے غلبۂ شوق کی بنا پر بار و دیار کو ترک کر دیا ہے یا وہ لوگ ہجومِ مصائب سے تنگ آکر وطن سے نکل آئے ہیں اور اس آستانے پر پناہ گزیں ہو گئے ہیں، یہیں سکونت اختیار کر لی ہے اور اُن تمام آفات و بلیات سے جو ہندوستان میں پے در پے آرہی ہیں ۔۔۔ مامون ہو گئے ہیں ۔۔۔ ان میں سے جس کسی کو دسترس تھی اُس نے وجہِ معیشت بہم پہونچا لی یا کسی صنعت میں مشغول ہو گیا ورنہ توکل پر زندگی بسر کرتا ہے ۔۔۔ ان ہندوستانی مہاجرین مدینہ میں سے مردم دیدہ مردمی، سید حنیف بھی ہیں ان کے والد جو سادات از بجیہ میں سے تھے، دہلی میں قمر الدین خاں کے رفیق تھے ۔۔۔ عہدِ عماد الملک میں گڑبڑی واقع ہو جانے کے بعد، اپنے تمام خاندان اور اہل و عیال کو لے کر دہلی سے مدینۂ منورہ آگئے اور یہاں سکونت اختیار کر لی نیز وظیفہ بھی جس کو اس شہر کی اصطلاح میں "سعادم" کہتے ہیں ۔۔۔ معتد بہ مقدار میں بہم پہونچا لیا۔ اپنے اوقات یہاں فراغت کے ساتھ گزارتے ہیں۔ اُن کی ذاتِ عالی، مکارمِ اخلاق اور حسنِ اشفاق میں مغتنماتِ آفاق سے ہے۔ ان کے والدِ مرحوم کے فقیر کے والدِ مغفور سے تعلقات تھے ۔۔۔ وہ تعلقات، سید حنیف نے یاد دلائے اس وجہ سے رابطۂ مودتِ قدیم، محکم و مستحکم ہوا ۔۔۔ ان کو فارسی اور اردو کے اشعار خوب یاد ہیں ایک دن التزامِ مجاورتِ مدینہ کے بارے میں اردو کا یہ شعر پڑھا ۔۔۔

کوئی نکلا نہیں جنت میں آکر
میں نکلوں کس طرح اس کی گلی سے؟

سید بدر الدین ، داماد سید حنیف مذکور ـــــــ تحصیل علوم کر رہے ہیں۔ اور شیخ عثمان سے کتب حدیث و فقہ پڑھتے ہیں ـــــــ

سید محمد حیات دہلوی حنبلی قادری ـــــــ ان کے بزرگ دہلی میں منصب دار شاہی ہوئے ہیں۔ یہ انقلاب حکومت مغلیہ کی وجہ سے دہلی سے نکلے اور حرمین ، نجف ، کربلا اور بغداد کی زیارت کے بعد پھر دہلی چلے گئے۔ اب چند سال سے مدینۂ منورہ میں سکونت پذیر ہوگئے ہیں ـــــــ مذاہب اربعہ کی فقہ کا ایک رسالہ فارسی زبان میں لکھا۔ اس کے بعد بعض اہل مدینہ کی فرمائش پر اس کو عربی میں منتقل کیا۔ ان کے فضائل ذاتی و صفاتی بہت کچھ ہیں۔ ان کو مجھ سے خاص محبت و مودت ہے یہ دہلی میں مشائخ قادریہ میں سے ایک شیخ کے مرید تھے پھر اس کے بعد سید مسافر قادری نے مکہ معظمہ میں ان کو خلافت و اجازت دی۔ سید مسافر ، فرزندان شیخ عبدالقادر جیلانی میں سے تھے ـــــــ ان کی قبر مکہ معظمہ میں اس راستے پر ہے جو تنعیم کو جا رہا ہے ـــــــ اس فقیر نے ان کا نسب نامہ اور اجازت نامہ دیکھا ہے ، تین چار پشت کے بعد سیدی و شیخی محمد غوث قادری (لاہوری) کے نسب نامہ کے مطابق ہو جاتا ہے ـــــــ

(مولانا) محمد صدیق ساکن بڑودہ ـــــــ بڑودہ گجرات میں ایک شہر ہے ـــــــ یہ متقی عالم ہیں۔ چند سال سے یہاں کے ساکن ہیں اور عبادت و کسب علوم میں مشغول ہیں۔

ایک طرابلسی مہاجر — محمد بن علیش ساکن طرابلس ـــــــ پانچ سال سے یہاں مقیم ہیں، اکثر اوقات مسجد نبوی میں درود شریف اور دیگر اوراد پڑھتے رہتے ہیں اور سوائے حاجت ضروری کے حرم سے باہر نہیں نکلتے ـــــــ مجھ کو ان سے بہت موانست تھی میں نے ان سے اہل مغرب کے عملیات کا استفسار اور اس کی تعلیم کا التماس کیا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ "درحقیقت سرزمین مغرب میں عملیات والے بہت سے ہیں اور میری ایک عامل سے ملاقات بھی ہوئی تھی اور اس نے چاہا تھا کہ مجھے عمل سکھا دے لیکن چونکہ اس عمل کی غایت ، منافع دنیا کمانا ، تسخیر اہل دنیا اور مکر و حیلہ تھا اس لیے مجھے اس طرف توجہ نہ ہوئی" ـــــــ فقیر نے اہل مغرب کے عملیات کی عجیب عجیب حکایتیں سنی ہیں ـــــــ

علم حدیث کے طالبین کے لیے ایک ضروری نصیحت — ایک دن میں شیخ محمد صالح مالکی

کی مجلسِ درس میں بیٹھا ہوا تھا۔ الفیہ عراقی کا جو کہ اصولِ حدیث میں ہے وہ درس دے رہے تھے ــــ باب آداب طالب حدیث پڑھ رہے تھے اُس میں مذکور تھا کہ ....

.... آداب طالب علم حدیث میں سے بڑا ادب یہ ہے کہ اُس کی نیت طلب حدیث میں عمل کی ہو۔ شہرت و جاہ مقصود نہ ہو اور اُسے چاہیے کہ جو حدیث پڑھے اُس پر عمل کرے"

ــــ شیخ موصوف نے بیان کیا کہ بزرگان سلف میں سے ایک نے ایک عالم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارباب اموال کو مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا ہے اے علماء تمھاری زکوٰۃ یہ ہے کہ کم از کم چالیس حدیثوں میں سے ایک حدیث پر ہی عمل کر لیا کرو ــــ

نماز میں ارسالِ یدین امام مالکؒ کا مسلک نہیں ہے

شیخ محمد صالح مالکی سے میں نے دریافت کیا کہ نماز میں ہاتھ چھوڑنا جو آپ حضرات میں معمول ہے کیا اس کی سند حدیث میں وارد ہے ــــ انھوں نے کہا کہ "کسی حدیث میں ارسال نہیں آیا ــــ امام مالکؒ نے موطّا میں روایت کیا ہے کہ نماز میں اعتماد (ہاتھ باندھنا) ہے۔ لیکن قاسم تلمیذ مالکؒ نے امام مالکؒ سے کچھ سوالات کیے تھے اور امام کے جوابوں کو ایک کتاب میں جمع کیا، مدوّنہ اس کتاب کا نام رکھا، اُس کتاب میں امام مالکؒ سے ارسال کی روایت کی ہے، مالکیہ کا عمل اسی روایت پر ہے ـ حدیث میں سوائے اعتماد کے اور کچھ نہیں ہے" ــــ میں نے سید حسین مفتی مکہ اور شیخ محمد علیش سے بھی اس مسئلے کو دریافت کیا تھا۔ انھوں نے بھی یہی جواب دیا ــــ

دیارِ مدینہ کو الوداع

چار مہینے بیس دن کی اقامت کے بعد بحسب ارادہ علیم و حکیم یہاں سے جانا پڑا، بروز دوشنبہ ۲۰ رجب کو مسجد نبویؐ میں مصلّائے نبویؐ کے اندر احرام عمرہ باندھ کر اور دربارِ خدا میں تضرع و زاری کر کے التدعائے معاودت و مجاورت کی اور دیارِ حبیبِ خداؐ کو الوداع کہہ کر مکۂ معظمہ روانہ ہو گیا ؎

ضرورت است وگرنہ خدائے می داند
کہ ترکِ صحبتِ جاناں نہ اختیارِ من است

۲۹ رجب کو قافلہ قریش میں اترا، بعد زوال شمس وہاں سے کوچ ہوا اور آخر شب

میں وادیٔ روحا میں متصل مسجد شرف الروحا اترے ——— چہارشنبہ کو مسجد مذکور میں نماز ظہر و عصر جمع تقدیم کے ساتھ پڑھ کر کوچ کیا ——— رات کو وادیٔ خیف سے گزرے اور پنجشنبہ کی صبح کو بتاریخ یکم شعبان صفرا میں ورود ہوا۔ دن کے آخری حصے میں یہاں سے روانگی ہوئی۔

بدر جمعہ کی صبح کو بدر پہونچے اور شہدار کی زیارت سے اور مساجد متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس وادی میں جس میں ملائکہ اترے ہیں اور جو محل نصرت و عزت دین اور مقام فتح مبین تھی۔ جہاں کفار و مشرکین ہلاک و تباہ ہوئے ہیں ——— انوار فیض چمکتے ہیں۔ اس قسم کے مقامات کو دیکھ کر اور گزشتہ احوال و واقعات کا استحضار ہو کر باطن کو نور و سرور ہوتا ہے ——— بدر میں آج کل جس جگہ کی زیارت کرتے ہیں وہ مسجد جمعہ ہے۔

یہ مسجد اندرون آبادیٔ بدر ہے ——— اس کو مسجد غمامہ بھی کہتے ہیں ——— کہتے ہیں کہ نزول ملائکہ یہیں ہوا تھا ——— بیرون بدر کنارہ وادی پر ایک چھوٹے سے احاطے میں قبور شہدا ہیں، اس کے متصل ایک قبہ ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بروز جنگ بدر اس جگہ تشریف فرما تھے۔ وہاں ایک پتھر ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تکیہ لگایا تھا۔ اس قبے کے پہلو میں بالائے کوہچہ ایک مسجد ہے اس کو مسجد سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاتے ہیں۔

بدر ایک بڑا قریہ ہے، اس کی آبادی بھی معتد بہ ہے ——— اس میں ایک نہر ہے جس کا منبع معلوم نہیں (در مثل نہر خیف وصفرا) زیر زمین پوشیدہ ہے، بیرون و اندرون شہر کہیں کہیں وہ نہر کھلی ہوئی ہے ——— کھجوروں کو اس سے پانی دیتے ہیں ———

اہل بدر سب اہل سنت وجماعت ہیں، بخلاف خیف و صفرا کے باشندوں کے کہ وہ مثل اہل یمن، زیدیہ ہیں ——— جمعہ کے دن یہاں قیام ہوا، اور نماز مسجد غمامہ میں پڑھی ———

آگے کی منزلیں مکۂ معظمہ تک شنبہ کو دن کے آخری حصے میں کوچ ہوا ——— شام کے قریب حمادہ کوہستان سے نکل کر ریگستان کی زمین ہموار سامنے آئی جس کے بائیں طرف پہاڑ ہیں اور دائیں طرف تین چار کوس کے فاصلے پر سمندر ہے۔

صبح یکشنبہ ——— کو ایک پہاڑ کے محاذ میں اترنا ہوا ——— دوشنبہ کو مستورہ میں پہونچے اور اس جگہ راہ بدر، راہ صفرا سے متحد ہو گئی ہے ——— سہ شنبہ کو رابغ پہونچے ——— صبح جمعہ

۹ر شعبان بندرگاہ جدّہ اُترے وہاں دو دن ٹھہر کر یکشنبہ کو بعد نمازِ ظہر مکۂ معظمہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ ــــ دوشنبہ کو جدّہ میں گزارا اور وہاں سے آخر روز میں سوار ہو کر سہ شنبہ کے دن بتاریخ ۱۳ر شعبان بوقتِ سحر، حرم محترم میں حاضر ہوئے ــــ طواف وسعی سے فراغت حاصل کی۔

شب برات کی فضیلت پر خطبہ

۱۴ر شعبان کو بعد نمازِ عصر، حرم کے شمالی ایوان میں منبر بچھایا گیا، قاضی، مفتیانِ مذاہبِ اربعہ اور دیگر اکابر و اصاغر جمع ہوئے۔ خطیب بالائے منبر آیا اور بیٹھ کر خطبۂ طویل پڑھا جو شب برات کی فضیلت پر مشتمل تھا۔ جب سلطان روم اور شریف مکہ کے نام پر خطیب پہونچا۔ دو خلعت اس کو پہنائے گئے۔ بعد فراغت خطبہ سب بیت اللہ کے دروازے کے سامنے آگئے۔ شیبی نے دروازۂ کعبہ کھول دیا اور تمام حاضرین نے رب الارباب کی درگاہ میں دعا کی ــــ

لشکر اسلام کی فتح و نصرت کے لیے دعا

۱۵ر شعبان کو ــــ پنجشنبہ کے دن بعد نماز فجر مفتی عبدالملک حنفی دیگر حضرات کے ساتھ زمزم شریف کے متصل، مقابل بیت اللہ، حاضر ہوئے شیبی نے درِ کعبہ کھول دیا۔ کاتب سلطان نے ــــ فرمان سلطان جو آیا ہے ــــ باوازِ بلند پڑھا ــــ یہ احقر اس مجمع میں تھا ــ فرمان طویل الذیل تھا ــ بنام شریف مکہ و وزیر جدّہ و قاضیان و مفتیانِ مذاہبِ اربعہ ــــ شریف مکہ کے لیے بہت سے القاب تعظیم و احترام اس میں تھے ــــ مضمون فرمان یہ تھا کہ نصاریٰ بنی الاصفر کے دو قبیلوں نے بلاد اسلام پر زور باندھ لیا ہے اور زن و مرد مسلمین کی ایک جماعتِ کثیر کو قید کر لیا ہے۔ غرضکہ ان کفار نے قدم ہمت آگے بڑھایا ہے، اسی وجہ سے ہمارے دل پر تشویش عظیم غالب ہے اور ہماری توجہ، دفع کفار اور نصرت اسلام کی جانب مبذول ہے ــــ ہم نے وزیر اعظم کو فوج کے ہمراہ دشمنوں کے مقابلے کے لیے بھیج دیا ہے ــــ حضرت حق جل مجدہٗ کی جناب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ شریف کا توسل کر کے دعا کرتا ہوں کہ وہ کفار کو مخذول و مقہور اور اولیاء سلطنت اسلام کو مظفر و منصور کرے ــــ قاضیان و مفتیان تمام اصاغر و اکابر کے ساتھ دروازۂ بیت اللہ کو کھول کر رکن، زمزم، مقام ابراہیم اور تمام مقاماتِ قبولیت کے پاس جا کر لشکر اسلام کے لیے دُعا کریں ــــ فرمان

پڑھے جانے کے بعد سب مجمع نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے ـــ صحیح بخاری کو لایا گیا۔ مفتی عبد الملک نے پارہائے بخاری کو بعض حاضرین پر تقسیم کیا۔ چند روز میں بخاری ختم ہوئی ـــ چند دن یہ احقر بھی تلاوتِ بخاری میں شریک رہا ـــ

طائف سہ شنبہ ـــ ۲۰ شعبان ـــ بعد نماز عصر، بقصدِ زیارت سید عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خچر پر سوار ہوکر۔ جبلِ کرا کے راستے سے طائف روانہ ہوا۔ کرا ایک پہاڑ ہے جو چند میل ارتفاع رکھتا ہے ـــ اس میں چشمے جاری ہیں۔ خچر اور دراز گوش کی سواری سے اس راستے سے دو روز میں مکہ سے طائف پہونچتے ہیں۔ پہلے یہ پہاڑ طے کرنا بہت مشکل تھا ـــ ایک مصری تاجر ہیں جو سابق میں مکہ میں کوئلے کی تجارت کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان کو وسعت دے دی ہے ـــ اس وقت کوئی سوداگر مالیت میں ان کے برابر نہیں ہے ـــ انھوں نے دامنِ کوہ سے چوٹی تک ایک وسیع راستہ بنوا دیا ہے اور زینے تیار کرا دیے تاکہ پیدل و سواری سے بآسانی وہاں سے گزر سکیں ـــ چند جگہ بر سرِ راہ چھت دار مکانات بھی بنوا دیے تاکہ اگر بارش آئے تو مسافران مکانات میں پناہ پکڑ سکے ـــ اس عملِ خیر میں اس تاجر نے بڑا روپیہ صرف کیا ـــ اب یہ کام اختتام کو پہونچ گیا ہے کچھ اصلاح کا کام باقی ہے ـــ

راہ جبلِ کرا کے علاوہ ایک اور راستہ ہے کہ قافلہ و لشکر اس راہ سے چار دن میں بآرام طائف پہونچتا ہے ـــ تین منزلیں کر کے بوقت چاشت طائف پہونچا، مزار سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مشاہد و مزارات کی زیارت سے مشرف ہوا۔ وہ مسجد جس میں قبر ابن عباسؓ ہے، مساجد متبرکہ میں ہے اس لیے کہ ایام محاصرہ طائف میں خیمۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تھا جہاں اب مسجد ہے ـــ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، ہجرت سے پیشتر زید بن حارثہ کے ہمراہ، ثقیف کو دعوتِ اسلام دینے طائف تشریف لے گئے تھے ـــ طائف بہشتہائے دنیا میں سے ایک بہشت ہے ـــ اس کی ہوا بہت سرد ہے۔ رات بے رضائی کے بسر نہیں کی جا سکتی ـــ کثرت میوہ و فواکہ ـــ محتاجِ بیان نہیں ہے۔ بہت سے چشمے یہاں جاری ہیں ـــ گندم و جو سال میں دو بار کاٹتے ہیں ـــ طائف سے جس قدر سوئے نجد آگے بڑھتے ہیں، خنکی ہوا اور وفورِ میوہ

پڑھا جاتا ہے، اغنیاء مکہ موسم گرما میں طائف آتے ہیں اور تماشائے بساتین و باغات کرتے ہیں۔ شہر طائف ایک بڑا شہر ہے مگر اس کی آبادی اور بازار متفرق ہیں۔ آبادی قدیم جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد غزوہ حنین محاصرہ فرمایا تھا، مشہد ابن عباسؓ کے جنوب میں ہے۔ اب وہ منہدم کھنڈر ہے، محض عمارتوں کی بنیادیں باقی رہ گئی ہیں — بروز شنبہ طائف سے ہوکر مسجد میقات قرن کے پاس احرام باندھا اور دوشنبہ کو نماز صبح مسجد حرام میں جاکر پڑھ لی اور طواف عمرہ ادا کیا۔ —

مکۂ معظمہ کا رمضان

جمعہ کے دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوئی۔ اس مہینے میں تمام حرم کے اندر ہجوم رہتا ہے۔ ایک بڑی جماعت اول شب میں نماز تراویح میں مشغول ہو جاتی ہے۔ اور ایک جم غفیر تنعیم جاتا ہے اور وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرتا ہے۔ اکثر حاضرین فرض عشا مالکی امام کے ساتھ پڑھ کر جماعتہائے متفرقہ کی شکل میں جدا جدا تراویح پڑھتے ہیں۔ امامان ہر چہار مذہب اپنے اپنے مصلوں پر ختم قرآن کرتے ہیں۔ لوگ بہت سے فانوس صحن حرم میں روشن کرتے ہیں — کچھ لوگوں کو دیکھا گیا کہ بعد ہر ترویحے کے طواف کرکے دوگانہ طواف ادا کرتے ہیں، بعض شافعیہ علاوہ تراویح کے آخر شب میں سولہ رکعتیں جماعت سے پڑھتے ہیں، الغرض ایسا عجیب ذکر و تکبیر اور تسبیح و تلاوت اور ذوق و حلاوت کا نقشہ ہوتا ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا — اہل مکہ، بعد فراغت تراویح اپنے گھروں کو جاتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ بازار مکہ تا وقت سحر کھلا رہتا ہے۔ قندیلیں روشن رہتی ہیں۔ کھانے کی چیزیں اور میوے رکھے ہوئے ہوتے ہیں خصوصاً شب عید میں رونق بازار اور کثرت خرید و فروخت کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔

مکۂ معظمہ میں یوم العید

عید کے دن شریف مکہ غالب برادر شریف سرور نے تمام غلاموں کو جو پانچ سے زیادہ ہیں خلعت پہنائی! دردیوان مقابل رکن یمانی میں کہ دار الامارہ اسی طرف ہے — نماز عید کو آیا۔ ہجوم اہل مکہ کی وجہ سے جن میں سے ہر ایک لباس ہائے رنگا رنگ پہنے ہوئے تھا — صحن مسجد حرام ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ موسم بہار میں پر فضا باغ۔ عید کے چار روز بعد تک اظہار نشاط و سرور کرنا اور لباس فاخرہ کا زیب تن کرنا اہل مکہ کا معمول

ہے۔ ان ایام میں جمیع سوار و پیادہ عسکر نیز بدو، دن کے آخری حصے میں دارالسادہ کے دروازے پر حاضر ہوتے ہیں اور میدان علوخانہ میں گھوڑے دوڑاتے ہیں، نیزہ بازی کرتے ہیں نوجوان لڑکے گدھوں کو کرایہ پہ لے کر دوڑاتے ہیں۔ شریف خود باہر نکلتا ہے اور گھوڑا دوڑاتا ہے۔ کبھی معلیٰ میں جا کر اس میدان میں محسب و معابدہ تک گھوڑے دوڑاتا ہے۔ خاندان شریف کا یہ دستور ہے کہ غلاموں اور متوسلوں کو عید کے دن خلعتہائے زنگارنگ عنایت کرتے ہیں۔ اور جس کسی کو کوئی عہدہ دیتے ہیں تو اس کی خلعت ایام حج تک موقوف رکھتے ہیں منا میں اس کو خلعت ملتی ہے۔

شریف مکہ کی چند خصوصیات

شریف مکہ کم و بیش پانچ ہزار غلام و لشکری رکھتا ہے۔ منجملہ ان کے پانچ سو سوار ہیں باقی پیادہ ہیں۔ وقت ضرورت جس قدر چاہتا ہے بدوی جمع کر لیتا ہے۔ تمام ملک میں جو تصرف شریف مکہ ہے ـــ مالگذاری ادا کرنے کا کوئی دستور نہیں، اس لیے کہ تمام ملک کوہستان و ریگستان ہے۔ جہاں آبادی ہے وہاں، نیز وادیوں میں کچھ زراعت اور کھجور کے باغات ہیں ـــ ان کی بڑی دولت مویشی ہیں شرفائے سابق من الازل مویشی کا عُشر رعایا سے لیتے تھے۔ مدت سے بہ سبب سستی حکام زمانہ، یہ عمل موقوف ہو گیا تھا ـــ شریف سرور نے سعی بلیغ کر کے اور مبلغ کثیر صرف کر کے سرکشوں کی گوشمالی کی اور ان کو مطیع کیا۔ نیز دستور قدیم کو جاری کیا ـــ شریف مکہ کی کل آمدنی ـــ نصف محصول جدہ ہے نیز پورا محصول ینبوع و کنفدا ہے۔ علاوہ ازیں ایام حج کی آمدنی اور کچھ سلطان روم کی جانب سے آتا ہے اور وہ صدقات جو ملوک اطراف بھیجتے ہیں اُن میں بھی شریف کا جو حصہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے ـــ بعض باغات اور آراضی مزروعہ طائف میں اور دیگر وادیوں میں ہیں جن کو شرفائے حال و سابق نے خریدا ہے۔ ان آراضی سے تمام اولاد اپنا اپنا حصہ بہ سبیل میراث لیتی ہے ـــ جب کوئی شریف انتقال کرتا ہے اور اس کا بیٹا اس کی جگہ بیٹھتا ہے تو وہ اپنے باپ کے مال کو بھائیوں پر تقسیم کرتا ہے۔ اور اگر لڑکے کے علاوہ کوئی اور شریف بنے تو تمام مال خاصہ متوفی ـــ تا ملق و صامت وارثوں کے لیے چھوڑتا ہے۔ شریف اس میں سے کچھ نہیں لیتا۔ ہاں قیمت سے لے سکتا ہے۔ ان دنوں کہ شریف سرور کا انتقال ہو گیا اور ان کا بھائی غالب شریف ہوا۔ اس نے پانچسو غلام اور قریب چار سو گھوڑے

اور دیگر رباطیں شمر عبداللہ بن سرور سے بقیمت خرید سے ہیں۔ اور غرائب سے یہ بات ہے کہ اکثر شرفا نکاح نہیں کرتے کنیزان حبشیہ سے اُن کو سروکار ہوتا ہے۔ چند پشتوں سے ان کی مائیں حبشیہ ہی ہیں اسی وجہ سے شرفائے حال بہ رنگ حبشیاں۔ سیاہ فام ہیں شرفائے بنی زید کی لڑکیاں عدم کفو کی بنا پر کسی سے نکاح نہیں کرتیں تمام عمر بے شوہر رہتی ہیں ــــ شرفاء مکہ کے بچے بدوی علاقوں میں پرورش پاتے ہیں اور اس جگہ رہ کر زبان بدوی جو کہ اصل عربی بغیر تحریف کے ہے ــــ اور اسپ وشتر اور خچر و خر کی سواری سیکھتے ہیں۔ جب قریب بلوغ ہو جاتے ہیں تو ان کو مکہ میں لے آتے ہیں ــــ

حرمین کے سکے

معاملات نقد و شری حرمین اور توابع حرمین یعنی جدہ وغیرہ میں قروش سے ہے اور یہ ایسا نقد ہے کہ اب خارج میں اپنا وجود نہیں رکھتا اس کی مقدار مکے میں تیس دیوانی ہے اور مدینہ میں بیس دیوانی ــــ اور چاندی کے نقود مروجہ میں سے ایک ریال ہے جس کا وزن قریب ڈھائی روپیہ کے ہے ــــ یہ مکہ میں پونے چار قروش ہے کہ ایک سو بیس دیوانی ہے اور مدینہ میں ساڑھے چھ قروش کا اکیونیس دیوانی ہے ریال کا آدھا اور چوتھائی بھی ہے ــــ قمری ایک اور سکہ ہے جو مکہ میں ساڑھے سترہ دیوانی کو آتا ہے اور مدینہ میں بیس دیوانی کو جو کہ ایک قروش ہے۔ مدینہ منورہ میں قطعہ ہائے سیمیں اور بھی ہیں، بقدر پچاس دیوانی اور اس کا نصف و ربع اور پانچ دیوانی اور ڈھائی دیوانی۔ یہ سب سکے بنام سلطان روم ڈھلے ہوئے ہیں ــــ اور یہ مدینہ کے علاوہ کہیں رائج نہیں ــــ دیوانی سیم مغشوش (کھوٹی چاندی) سے بنتی ہے ــــ آخشہ بھی سیم مغشوش سے بنتا ہے، یہ دیوانی سے چھوٹا سکہ ہے۔ دیوانی کو کبیر اور آخشہ کو صغیر کہتے ہیں۔ چار کبیر برابر پانچ صغیر کے ہوتے ہیں۔ سونے کے سکوں کی بھی چند قسمیں ہیں۔ ایک مشخص ــــ جو کہ مکہ میں آٹھ قروش کا اور مدینہ میں تیرہ قروش کا ہوتا ہے ــــ دوسرا محبوب ــــ جو مضروب بنام سلطان ہوتا ہے ــــ اگر یہ سکہ اسلامبول (قسطنطنیہ) کا ڈھلا ہوا ہے تو پانچ قروش میں اور اگر مصر کا ہے تو چار قروش میں چلتا ہے ــــ محبوب کے دونوں قسموں کا آدھا ہے ــــ

تیسرا فیدمی ہے بقدر نیم ریال ــــ مشخص میں تصویر اور انگریزی حروف نقش

ہوتے ہیں۔ اور اس کا رواج بلادِ اسلام کے اندر فرنگ و نصاریٰ سے سلسلۂ معاملت شدتِ اختلاط کی وجہ سے ہوگیا ہے، باشندگانِ روم بھی سکہ (شخص) سلطان کو جزیے میں دیتے ہیں — ریال مغربی وزن میں برابر ریالِ فرنگی کے ہے — اور اسمٰعیلی مغربی طلائی — مکہ کے ساڑھے تین قروش کے بقدر ہے۔ یہ تمام اقسام نقود رائج الوقت ہیں۔

عام باشندگانِ حرمین

مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ میں زمانۂ نبوت کے باشندگانِ قدیم کی اولاد سے کوئی نہیں رہا۔ مگر مکہ میں شیبی، صاحبِ مفتاحِ کعبہ کہ اس خاندان نے مکہ سے کسی وقت ہجرت نہیں کی اور کوئی نہ کوئی ان میں سے اس جگہ مقیم رہا ہے — اور مدینہ میں انصاری ہیں کہ ان کے گھر بیرون دیوارِ شہر مناخہ میں متصل مصلائے عیدین۔ فقیر کو ان لوگوں سے تعارف حاصل ہے۔ باقی ان دونوں جگہوں کے ساکنین ان لوگوں کی اولاد ہیں جو زمانۂ سابق و حال میں بلادِ عرب و عجم سے چل کر یہاں توطن گزیں ہوگئے ہیں! اسی وجہ سے نسب یہاں کا معتبر نہ رہا، مگر قبیلۂ شریف و دیگر ساداتِ حرمین کا نسب محفوظ ہے

دوسرے ملکوں کے مقابلے میں مردم ہند و سندھ یہاں زیادہ ہیں اسی وجہ سے زبان دانانِ اردو بہت سے ہیں اور فارسی بولنے والے نادر ہیں۔ اکثر مکہ و جدہ کے دوکاندار احمد آباد اور مین کے بوہرے ہیں اور وہ ہر نوع کی تجارت کرتے ہیں۔

اختلاط کی وجہ سے زبان عربی اصلی نہیں رہی

اسی اختلاط کی وجہ سے زبان عربی اصلی نہیں رہی اور اس میں عجیب تحریف ہوگئی ہے کہ بالکل قواعد نحو و صرف سے مناسبت نہیں رکھتی — ضرورت ہے کہ ایک دوسرا سیبویہ پیدا ہوتا کہ وہ عجیب محاورۂ حال، قواعد نحو و صرف کا استخراج کرے —

ایک دن میں مفتی عبد الملک کے یہاں بیٹھا تھا۔ ان کا غلام میرے واسطے قہوہ لایا انھوں نے اس سے کچھ کلام کیا۔ میں نے کہا کہ مولانا آپ نے یہ لفظ کس طرح استعمال کیا؟ انھوں نے کہا کہ اگرچہ بموجب قواعد عربیہ غیر صحیح ہے لیکن عرف میں یوں ہی مستعمل ہے — میں نے کہا کہ آپ کو تو اس طرح تکلم کرنا زیبا نہیں — انھوں نے تبسم کیا اور کہا کہ اگر ان لوگوں سے ان کے محاورے میں گفتگو نہ کروں تو بات سمجھیں گے نہیں — اگر کوئی شعر ہو یا کتابی عبارت ہو تو ہم اصلی

زبان میں گفتگو کریں گے۔"

اعراب (دیہات کے باشندے) جو ان دونوں بلدوں سے خارج میں ساکن ہیں ان کے بہت سے قبائل کا نسب محفوظ اور زبان اختلاط سے سالم ہے۔

قبائل عرب جو کچھ امور خیر قبائل عرب میں تا ہنوز جاری ہیں اُن میں اصلا سستی نہیں کرتے حتی الامکان اکرام مہمان اور اس کی دلداری میں کوتاہی نہیں کرتے اکثر غرباء ساکین ہند جو جہاز سے اُتر کر قبائل میں ہو کر براہ حجاز مکہ معظمہ جاتے ہیں یا مکہ معظمہ مدینہ منورہ آتے ہیں سر راہ کے بدوی ان کی ہر قسم کی غمخواری کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان اعراب کی حکایات زبانوں پر مذکور اور کتابوں میں مسطور ہیں۔ دوسرے یہ کہ زکوٰۃ مویشی جس قدر بھی بذریعہ حساب ان پر واجب ہوتی ہے خوشی ورغبت سے عامل زکوٰۃ کو پہونچاتے ہیں۔ ان کو یقین ہوتا ہے کہ اگر ادائے زکوٰۃ میں کوتاہی کریں گے تو ان کا مال تلف ہو جائے گا ــــ فسق و فساد ان اعراب میں بہت کم ہے ــــ لیکن نماز روزے کی پابندی جتنی چاہیئے وہ نہیں ہے۔ قریب جبل رحمت ایک گاؤں ہے، اس کے تمام رہنے والے صحیح النسب قریش ہیں۔ میں جس دن سیدتنا میمونہؓ کے مزار کی زیارت کے لیے سرف کو جا رہا تھا میں نے ایک اونٹ کرائے پر لیا، شتربان ایک نوجوان تھا قریشی نسل کا اُسی گاؤں کا ــــ جب نمازوں کے چند وقت گذر گئے اور اُس نے نماز نہیں پڑھی تو میں نے اُس سے کہا کہ تم نماز کا فرض کیوں نہیں ادا کرتے اُس نے جواب دیا کہ میں نماز نہیں پڑھا کرتا ــــ میں نے تعجب کیا تو اس نے کہا کہ میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ میں نے کہا کہ تم فرضیت نماز کا اعتقاد نہیں رکھتے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں فرضیت نماز کا تو اعتقاد رکھتا ہوں مگر ہماری یوں ہی مغفرت ہو جائے گی۔

لیکن صفرا و بدر اور دیگر بڑے بڑے قریوں میں مساجد ہیں اور وہاں کے رہنے والے کُلّاً یا بعضاً التزام نماز کرتے ہیں اور بچوں کو فقہ کی تعلیم دیتے ہیں ــــ جو بدوی حج کے لیے آتے ہیں اُن سے عجیب و غریب حرکات ظہور میں آتی ہیں ــــ ان کے زن و مرد بیت اللہ کے گرداگرد اور حجر اسود پر اتنا ہجوم کرتے ہیں کہ ایک پر دوسرا گرا پڑتا ہے۔ ان کی موجودگی میں اور لوگ استیلام حجر نہیں کر سکتے اور طواف سے بھی رُک جاتے ہیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ امام سے آگے

بدوی کھڑے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں ـــ مدینہ منورہ میں بھی ان کی اسی قسم کی بعض حرکات دیکھیں۔

مراجعتِ ہندوستان کا زمانہ قریب آگیا

آخر ماہ شوال میں مراجعتِ ہندوستان کا زمانہ آگیا اور آنے والوں نے قصدِ کوچ کیا۔ اس ضعیف کو مدینہ میں آتے ہی اس قدر دلبستگی اس موطنِ جان ودل سے ہوگئی کہ نام مراجعت سے دل نفرت کرتا تھا۔ اس حرم مقدس کے باشندے جو کہ جذبِ قلوب میں حکم مقناطیس رکھتے ہیں۔ اس قدر محبت اور حسنِ اخلاق سے پیش آتے تھے کہ یار ودیار فراموش ہوگئے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

لاعیب فیھم سوی ان النزیل بھم یسلو عن الاھل والاوطان والحشم

(یعنی ان میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہیں کہ ان کے یہاں اترنے والا مہمان اپنے اہل وعیال اور وطن کی یاد دل سے دور کر دیتا ہے ـــ اور یہ دراصل بڑی خوبی کی بات ہے)

کچھ عرصہ دل متردد رہا کہ امسال وطن جاؤں، اور وہاں جاکر دوستوں اور عزیزوں کو خیرباد کہہ کر یہاں واپس آجاؤں۔ اور آستانۂ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہاں کے ساکنین کی صف میں مجاورت اختیار کروں ـــ یا ایک سال اور حرمین میں اقامت کروں اور حج کرکے بقیہ سال مدینہ میں ہو کر سال آئندہ میں وطن جاؤں ـــ ان دو شقوں میں سے جس شق کے اندر بھی خیر ہو اس شق کو اختیار کرنے کے لیے مواجہہ شریف میں اور نیز مشہد سیدۃ النساءؓ الحاح وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا تھا ـــ اسی تردد میں شعبان میں مکہ معظمہ آیا اور رمضان کا مہینہ بھی ختم ہوگیا ـــ شوال کے مہینے میں دوسری شق کو ترجیح دی اور ارادہ اقامت امسال مصمم ہوگیا چنانچہ رفیقوں کو رخصت کیا اور خود وطن ہوا مکہ معظمہ میں بیٹھا۔ چند روز یہ ارادہ پختہ رہا۔ دس کے بعد ایک دن یک بیک سفر ہندوستان کا وسوسہ دل میں پیدا ہوا۔ ہرچند لاحول اور استغفار پڑھتا تھا یہ وسوسہ قوت پکڑتا تھا، ناچار اٹھا اور حطیم ومقام ابراہیم وغیرہا میں نمازیں پڑھ کر استخارہ کیا۔ بالآخر ملتزم میں زیر میزاب رحمت اور آستانۂ بیت اللہ پر معاملے کو ارحم الراحمین کے سپرد کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ جو کچھ میرے حق میں خیر ہو اس کو جاری کردے۔ تین چار روز استخارہ، دعا، اور الحاح کی تکرار ہوتی رہی اور وسوسۂ سفر بحال خود رہا۔

ناچار بحکم عسیٰ ان تکرھوا شیئاً و ھو خیر لکم ——— راضی بقضا ہو کر اسباب سفر تیار کیا۔ ۸ار شوال کو کوچ در پیش ہوا۔ شب شنبہ میں بعد نماز مغرب، طواف وداع کیا اور حضرت حق سبحانہٗ سے خیر و عافیت دارین کی اپنے لیے اور اپنے اقارب و احباب کے لیے اور توفیق معاودت حرمین کی اور مدینہ منورہ میں موت کی درخواست کر کے درد اشتیاق اور الم فراق کے ساتھ باہر آیا، اور جدہ کو روانہ ہوا۔ یکشنبہ دو شنبہ جدہ میں رہا۔ سہ شنبہ کی شب میں جدہ پہونچا ——— سید حمزہ نامی ایک بزرگ جدہ میں رہتے ہیں۔ بہت سے ثقہ حضرات ان سے عقیدت رکھتے ہیں وہ کسی اختلاط نہیں رکھتے ——— گاہ گاہ ان کو جذب لاحق ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چند دن مغلوب الحال ہو جاتے ہیں۔ ایک صاحب نے ان تک میری دلالت کی۔ میں وہاں گیا اور سلام کیا۔ کھڑے ہو گئے اور مرحبا کہا اور اپنے برابر مجھے بٹھایا، میرے احوال پوچھے میں نے بیان کیے اور اُن سے دعائے توفیق معاودت کی درخواست کی۔

۵ ذی قعدہ کو نماز جمعہ جدہ میں پڑھ کر شب شنبہ کو بعد نماز عشاء سفینۃ الرسول نامی مرکب میں سوار ہوا ——— صبح شنبہ کو جب موسم موافق ہو گیا تھا ——— لنگر اٹھایا اور براہ بحر کبیر روانہ ہوئے۔

حدیدہ ۱۴ شوال کو یکشنبہ کے دن بندرگاہ حدیدہ کے کنارے پہونچے ——— صبح دو شنبہ سیر و تفریح کے لیے حدیدہ کے اندرونی حصے میں آئے ——— یہ ایک بندرگاہ ہے مخا کی طرح یمن کی عمدہ بندرگاہوں میں سے ہے ——— اس کے مکان اکثر خس پوش ہیں اور اچھا سامان ہر ملک کا اور طرح طرح کے میوے یہاں پائے جاتے ہیں، یہاں سے مکہ چار سو اسی کوس اور مخا ایک سو بیس کوس ہے ——— "صنعاء جو یمن کا دار السلطنت ہے حدیدہ سے اور مخا سے آٹھ روز کے راستے پر ہے۔

صنعاء سہ شنبہ کو ——— وقت عصر حدیدہ سے روانہ ہوئے۔ چونکہ ہوا موافق تھی۔ چہار شنبہ کو وقت ظہر کے آخری حصے میں مخا پہونچ گئے۔ وہاں لنگر کیا ——— پنجشنبہ کو شہر آئے۔ سید محمد زیدی کے گھر جو سادات با علوی سے ہیں اترے ——— جمعہ کے دن جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھی۔ دولہ قاضی اور افراد جماعت زیدیہ وہاں حاضر تھے ——— امام، شافعی مذہب تھا ——— خطبے میں بعد ذکر آنحضرت صلعم حضرت علیؓ کا ذکر تھا۔ اس کے بعد حضرت فاطمہؓ کا، پھر حضرات حسنینؓ کا پھر

خلفاء راشدین اور امام زین العابدین علیؓ کا پھر زید بن علیؓ کا پھر خلفاء تسعہ (۹ خلفاء) کا ذکر تھا، یہ نہ معلوم ہو سکا کہ خلفاء تسعہ سے کون کون خلفاء مراد ہیں ــــ اس کی فرصت نہ ملی کہ کسی سے اس کو معلوم کر لوں ــــ

حکام یمن کا ایک معمول

حکام یمن کا معمول ہے کہ بعد نماز جمعہ اپنے جلو خانے کے میدان میں فوجیوں کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہیں۔ آج فقیر بھی اس میدان میں گیا، گھوڑوں کی دوڑ کو دیکھا، معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ فن سواری سے واقف نہیں ہیں، لیکن عربی گھوڑے بہترین بہترین نظر آئے ــــ دو تین خچر بھی اچھے دیکھے۔ اُن جیسے طویلہ شریف میں بھی نہیں دیکھے تھے ــــ

قریب سقوطرہ امواج سمندر کی تلاطم خیزی

شب شنبہ کو جہاز میں آئے اور لنگر اٹھایا۔ تین چار روز میں قریب سقوطرہ آئے، اس جگہ چاروں طرف سے موجیں متصادم ہوتی ہیں اور تمام سمندر میں یہ جگہ زیادہ خوفناک ہے۔ یہاں علاوہ تندئ باد کے، امواج تلاطم خیز تھیں۔ تمام لوگوں نے بڑی تکلیف اٹھائی تین دن تک کشتی داہنی طرف کو ٹیڑھی رہی، بیٹھنا اور آرام کے ساتھ نماز پڑھنا میسر نہ تھا ــــ آب موج شدت کے ساتھ درون کشتی آتی تھی ــــ

ساحل بمبئی

للہ الحمد کہ روز عید اضحیٰ، بوقت چاشت ــــ یکشنبہ کے دن سلامتی کے ساتھ ساحل بمبئی پر پہونچے ــــ اسی وقت جہاز سے نیچے اُتر آئے۔ دکن کی بندرگاہوں میں بمبئی ایک بڑا بندرگاہ ہے ــــ انگریز کے قبضے میں ہے۔ پہلے بمبئی چھوٹا تھا بعد کو نصاریٰ نے سمندر کو پاٹ کر اس کو وسیع کیا ہے ــــ سمندر کے اندر بڑے بڑے جہازوں کو غرق کرکے اُن کے اوپر بنیاد رکھ کر برج اور سنگین قلعہ بنایا ہے۔ گرد حصار تین خندقیں پختہ اور عریض بنائی ہیں جو کہ پانی سے پُر ہیں ــــ کثرت آبادی، فراوانی اموال، نفائس و تحائف ہر ملک، مضبوطی قلعہ، وفور توپ خانہ و آلات و اسباب جنگ، نزاکت عمارات اور شادابی باغات بلدیں کے لحاظ سے شہر بمبئی اتنا عجیب ہے کہ زبان اس کی خوبی بیان کرنے سے قاصر ہے جہاز جو فرنگ سے آتے ہیں وہ اول یہاں آتے ہیں، بعدہٗ مدراس، کلکتہ اور دوسری

بندرگاہوں پر جاتے ہیں ـــ

صنائع فرنگ صنائع عجیبۂ فرنگ میں سے یہاں ایک ہوا کی چکی ہے اور وہ برج کی شکل کی ہے۔ تلا اوپر دو آدمیوں کی قامت سے زیادہ اس کا ارتفاع ہے۔ لکڑی سے بنائی ہے۔ اس میں دو طبقے ہیں، طبقۂ بالا پر چکی ہے ـــ چار بادکش بڑے بڑے بنائے ہیں کہ ہوا ان کو حرکت دیتی ہے، ان کی حرکت سے ایک چرخ ہو وہ گھومتا ہے اور وہ چرخ چکی کو گھماتا ہے۔ بادکش ہوا کے رُخ پر رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایک دن میں کم از کم دو سو من غلہ اس چکی میں پیسا جاتا ہے، فقیر نے طبقۂ بالا پر آکر اس کو دیکھا اور اس صنعت کاری کو دیکھ کر اس چکی کے بنانے والے کی عقل پر حیران ہو گیا۔

دوسرا عجوبہ گودی ہے ـــ کہ برائے مرمت جہاز ہائے کلاں سمندر کے اندر ایک احاطہ بنایا ہے اور ایک دروازہ سمت سمندر پر لگایا ہے، جب جہاز کی مرمت مطلوب ہوتی ہے، مد آب کے وقت اس کو اندرون گودی لاتے ہیں اور دروازہ بند کر دیتے ہیں اور اس کے شگافوں پر تارکول پھیر دیتے ہیں تاکہ پانی اندر نہ جا سکے اور اس پانی کو جو درون گودی ہے تدبیر سے باہر نکالتے ہیں یہاں تک کہ زمین خشک نمودار ہو جاتی ہے اس کے بعد مستری زینوں کے ذریعہ نیچے اتر کر جہازوں کی اصلاح و مرمت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بعد فراغت دروازے کو کھول دیتے ہیں کہ پانی اندر آئے اور اسی طرح ہمراہ جزر آب، جہاز کو سمندر میں لے جاتے ہیں۔ ان مستریوں میں سُرعت و چابکدستی اس قدر ہے کہ چند دنوں میں جہازوں کی مرمت کر کے دن کو گودی سے باہر کر دیتے ہیں ـــ ان دنوں کہ فقیر وارد بمبئی ہے یہاں کے جہاز ہائے کلاں کی مرمت ہو رہی ہے۔ فقیر نے اپنی آنکھ سے اس مرمت کا معائنہ کیا ـــ یہ دونوں (چکی اور گودی) ایسی صنعتیں ہیں کہ عقل ان کو دیکھ کر دنگ ہے۔ سننے سے تو کیا حال ہو ـــ اس کے علاوہ اور صنعتیں بھی قابل دید ہیں ـــ

ماہم بمبئی سے چار کوس کے فاصلہ پر ایک آبادی اور ہے جس کا نام ماہم (ماہم) ہے وہاں ناریل کے باغات کثرت سے ہیں اس جگہ ایک بزرگ کا مزار ہے جن کا نام نامی شیخ علی ؒ ہے ـــ فقیر ان کے مزار پر گیا۔ بمبئی سے ماہم تک کی مسافت براہ سیر باغات

اور تماشائے بستان میں طے ہوئی — چونکہ یہ جگہ پُرفضا اور دلچسپ تھی لہٰذا رات مزار کے احاطے میں گزاری —

بمبئی سے سورت

شہر پونا بمبئی سے چار روز کی مسافت پر ہے، پونا سے اورنگ آباد آٹھ روز کی راہ ہے — جدہ سے روانہ ہونے کے دن جبکہ کشتی کا آنا بمبئی میں قرار پایا تھا — فقیر کو اُن بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا اشتیاق تھا جو اورنگ آباد اور برہان پور میں آسودہ ہیں۔ خیال یہ تھا کہ بمبئی سے براہ کوکن و پونا اورنگ آباد و برہان پور سے گذر کر اجین جائیں گے — لیکن بمبئی پہونچنے کے بعد، شدّت بارش اور راستے میں دلدل کی کثرت کا حال معلوم ہوا — اُدھر آرزوئے ملاقات مولوی صاحب (مولانا خیرالدین صاحب محدث سورتی) بھی غالب تھی، لہٰذا سورت جانا طے کر لیا، سورت یہاں سے خشکی کے راستے سے آٹھ روز کی راہ پر ہے۔ اور سمندر سے ایک سو چوالیس کوس ہے، اگر باد موافق ہو تو ایک روز میں پہونچ جائیں بمبئی و سورت کے درمیان ساحل پر آبادیاں ہیں اور باغات نارجیل و کیلہ کثرت سے ہیں — بروز دوشنبہ — ۱۲ر ذی الحجہ کو کشتی میں سوار ہوئے اور صبح سہ شنبہ کو لنگر اٹھایا، چونکہ ہوا موافق نہ تھی چھٹے روز میں سورت پہونچنا ہوا — سہ شنبہ کی صبح کو بتاریخ ۲۸ر ذی الحجہ بعون و عنایتِ الٰہی داخل شہر سورت ہوئے —

سورت سے مراد آباد تک کی منازل

۱۵ر محرم یوم پنجشنبہ ۱۲۰۳ھ کو مولوی صاحب سے رخصت ہو کر سورت سے باہر نکل آئے۔ بریاؤ میں کہ تاپتی کے کنارے ایک گاؤں ہے رات گزاری — جمعہ کو چوکی میں کہ عالمگیر بادشاہ کی بنائی ہوئی ایک سرائے ہے سورت و بھروچ کے درمیان — منزل ہوئی — شنبہ کو انکلیسر پہونچے، احاطۂ مزار سید حلیم میں رہے — یک شنبہ کو دریائے نربدا کو پار کر کے داخل بھروچ ہوئے — وہاں دو روز قیام کر کے چہار شنبہ کو روانہ ہوئے۔ تیسرے دن ۲۲ر محرم کو بڑودہ پہونچے — یہ ایک شہر ہے مضافات احمد آباد گجرات سے — احمد آباد سے آٹھ روز کے راستے پر — اس سے پہلے دہلی سے جو حاجی جاتے تھے وہ اجمیر جاتے تھے۔ وہاں سے اودے پور کے راستے سے کہ رانا کا علاقہ ہے اور مارواڑ سے جو کہ راجہائے راٹھور کا علاقہ ہے — گزر کر احمد آباد جاتے تھے اور احمد آباد سے

بڑودہ پہونچتے تھے پھر سورت جاتے تھے ___ اس زمانے میں بسبب ضعف سلطنت مغلیہ سوائے قافلۂ کلاں کے اس راستے سے گزرنا دشوار ہے۔ ناچار بھوپال و اجین سے برہان پور اور نگ آباد جاتے ہیں۔ یا براہ دوحد و باریہ ہمراہ بدرقہ تاجران ___ جو کہ وہاں کے زمینداروں سے موافقت رکھتے ہیں ___ بڑودہ پہونچتے ہیں ___ یہ راہ اور راہ انی موہن کرا ندور سے ہم درج اس راہ سے گئے تھے ___ برابر سر راہ ہیں۔

شنبہ کو بھی بڑودہ میں قیام کیا۔ یکشنبہ کو بتاریخ ۲۵ محرم روانہ ہوئے اور چاپود میں جا کر رہے۔ دوشنبہ کو ہالول منزل ہوئی ___ پادہ گڑھ ___ جو کہ پہاڑ کی چوٹی پر مشہور قلعہ ہے اور چاپانیر اس پہاڑ کے دامن میں واقع ہے ___ ہالول سے متصل ہے ___

شنبہ ___ ۲ صفر ___ باریہ پہونچے۔ یہ ایک شہر ہے توابع گجرات سے۔ یہاں کا راجہ ملک و جمعیت رکھتا ہے اور اس کے آبا و اجداد زمانۂ سابق میں بڑے درجے کے ہوئے ہیں۔ فی الحال بھی آزاد ہے، کسی کا تابع نہیں ہے۔ اس شہر کے چاروں طرف مرہٹے متصرف ہیں۔ لیکن راجہ سے کچھ نہیں بولتے ___

دوحد | ۵ صفر ___ دوحد میں منزل ہوئی ___ غربی سمت میں اس شہر کا بازار اور نصف قلعہ صوبۂ گجرات کی حد پر ہے اور شرقی سمت میں نصف قلعہ حد مالوہ پر ہے اور یہی اس شہر کی وجہ تسمیہ ہے۔ یہ شہر عالمگیرؒ بادشاہ کا ولادت گاہ ہے۔ اب ایک قلعہ اور مسجد عالمگیری یہاں موجود ہے ___ میں نے رقعاتِ عالمگیری میں دیکھا کہ اپنے بیٹے اعظم شاہ کو عالمگیرؒ نے لکھا ہے ___ "فرزند بصوبۂ گجرات می روند و شہر دوحد مولد این عاصی است حقوق سکنہ آنجا برمن است۔ مراعات و حسن سلوک با انشاں بر خود لازم دانند۔"

(یعنی دوحد میرا مولد ہے یہاں کے باشندوں کے حقوق میرے اوپر ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اپنے اوپر لازم سمجھو۔)

جمعہ ___ ۸ صفر ___ جھالاوہ پہونچے۔ یہ ایک شہر ہے یہاں سے جنگل اور کوہستان طے کر کے دلی گاؤں میں جا کر رہے ___ اس جگہ راہ انی موہن متحد ہو گئی ہے۔ یہاں سے چار منزل قطع کر کے ۱۲ صفر کو اندور پہونچے ___ ۱۵ صفر کو وہاں سے روانہ ہوئے ___

بھوپال

۲۲؍صفر کو بھوپال آئے ـــ یہ ایک مشہور شہر ہے ، افغانوں کے تصرف میں ہے۔ احکام اسلام اور حکومت اسلام اس مدت سفر خشکی میں بعد سورت یہاں نظر آئے۔ اس کے چاروں طرف مرہٹے متصرف ہیں ـــ ۲۶؍صفر کو بھیلسہ پہونچے۔ یہاں زیر شہر ایک دریا ہے بیتوا نام ـــ کہ ہر سال کاتک کے مہینے میں ہنود اشنان کے لیے اس دریا پر آتے ہیں اور بڑا مجمع ہوتا ہے۔ سوداگر، کثیر التعداد گھوڑے اور اونٹ نیز دیگر ہر قسم کے اموال یہاں لاتے ہیں۔ اگن کے آخر تک بلکہ نصف پوس تک یہ مجمع برقرار اور بازار بیع و شرا گرم رہتا ہے۔ اتفاق سے اسی موسم میں ہمارا ورود اس شہر میں ہوا ـــ جمعہ ـــ ۲۸؍صفر۔ یہاں سے روانہ ہوکر شہر سرونج میں آئے۔ ۴؍ربیع الاول کو یہاں سے روانہ ہوئے اور ۱۰؍کو نرور گئے اور ۱۴؍ربیع الاول کو بروز شنبہ گوالیار پہونچے۔

گوالیار

یہ ایک قدیم شہر ہے۔ بہت سے مشائخ اس جگہ آسودہ ہیں۔ یہاں کے مزارات مشہورہ میں سے ایک قبر شیخ محمد غوث گوالیریؒ (مؤلف جواہر خمسہ) ہے۔ پتھر کی ایک اونچی عمارت اس مزار پر بنائی گئی ہے ـــ شیخ حمید الدین نے، جو شیخ گوالیریؒ کے پوتوں میں سے ہیں اور آج کل سجادہ نشین ہیں ـــ فرمایا ـــ کہ شیخ گوالیریؒ کی تاریخ وفات غوث بےلوث (۹۷۰ھ) ہے۔ مزار شیخ اور ان کی اولاد کا محلہ بیرون شہر ہے۔ اس محلے کی آبادی شہر سے علیحدہ ہے۔ اور قبر کیوہ مجذوب اندرون شہر متصل جامع مسجد ہے ـــ ان بزرگ کی تاریخ وفات کیوہ مجذوب (۹۰۹ھ) ہے ـــ ان دونوں بزرگوں کے حالات اخبار الاخیار (مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) میں لکھے ہوئے ہیں ـــ یہاں شیخ خان عالم شیبانی، عالم درویش صفت صاحب اخلاق حمیدہ، مخلوق سے بے تعلق اور معمر بزرگ ہیں۔ ان کی ملاقات سے دل کو راحت ملی۔ ان صفات کمال سے متصف اس زمانے میں بہت کم لوگ ہیں ـــ ۱۹؍ربیع الاول کو یہاں سے روانہ ہوا ـــ ۱۹؍کو دریائے چنبل عبور کرکے دھولپور پہونچے۔ یہاں منزل ہوئی۔ دھولپور دریائے چنبل کے کنارے ایک قدیم شہر ہے۔ صدمات زمانہ اور ظلم حکام سے ویران ہوگیا ہے۔ ۲۱؍کو یہاں سے روانہ ہوکر ۲۲؍ربیع الاول کو متھرا اور وہاں سے ۲۸؍کو انوپ شہر اور ربیع الاول کی آخری تاریخ میں سنبھل آئے۔ یکم ربیع الثانی ۱۲۰۳ھ کو داخل مرادآباد

ہوئے۔

تمام مدت سفر تمام مدت اس سفر کی دو سال دو ماہ اور دو ہفتہ تھی ____

____ فللہ الحمد ____

الفرقان کی یہ خاص اشاعت اخباری کاغذ کی قلت کی وجہ سے محدود تیار ہوئی ہے، البتہ اچھے کاغذ پر اس کا کتابی ایڈیشن تیار کرلیا گیا ہے

آرٹ کارڈ کا دبیز نفیس کور ____ قیمت ۱/۷۵

____ تاجرانہ کمیشن، ۲۵ فی صدی ____

مکتوبات خواجہ محمد معصومؒ

ہندستان میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کا تجدیدی کارنامہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس بوریہ نشین نے مغلیہ سلطنت کا رخ بدل دیا اور پھر وہ اپنے رب سے جا ملا ____ اس کے بعد اُنکی مسند ارشاد و ہدایت کو جس ہستی نے سنبھالا اور اُنکے ڈالے ہوئے رخ کو تکمیل تک پہونچایا وہ ہیں آپکے صاحبزادے خواجہ محمد معصومؒ آپکے مکاتیب بھی آپکے والد ماجد کے مکاتیب کی طرح آپ کی مصلحانہ کاوشوں کے آئینہ دار ہیں۔ فارسی کے اس خزانہ کو مولانا نسیم احمد فریدی نے تلخیص کے ساتھ اردو میں منتقل کیا ہے اور کتب خانہ الفرقان نے اس کو شائع کیا ہے۔

کتابت و طباعت قابل دید،

کاغذ معیاری

مجلّد

قیمت ۷ روپے

ضخامت ۴۰۰ صفحات

کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ

سفر حج میں ساتھ رکھیے

آپ

حج کیسے کریں؟

حج و زیارت کے متعلق اردو میں بیشمار
چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن
یہ کتاب جو مولانا نعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی گویا
مشترک تالیف ہے اپنی اس خصوصیت میں بے نظیر
ہے کہ اس کے مطالعہ سے حج کا صحیح اور مسنون طریقہ بھی تفصیل
سے معلوم ہو جاتا ہے اور دل میں عشق و جذب اور ذوق و شوق
کی وہ کیفیات بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو اصل حج کی روح و جان
ہیں نہایت مقبول کتاب جو دس سال سے بار بار چھپ رہی ہے۔

کاغذ عمدہ — قیمت مجلد — ۲/۲۵

آسان حج

آسان زبان میں "حج کیسے کریں" کا گویا خلاصہ ایسے
کم تعلیم والے حضرات جو صرف آسان اور معمولی اردو ہی
پڑھ سکتے ہیں وہ اس کے مطالعہ سے پورا فائدہ
اٹھا سکتے ہیں

طباعت معیاری — سائز جیبی — قیمت -/۸/-

فضائل حج 3/50

سفر حجاز 5/-

معلم الحجاج 3/75

اعیان الحجاج 4/-

رفیق حج 1/50

حج کا مسنون طریقہ 1/25

کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ

المنبر کا جبری التواء

ہفت روزہ المنبر لائل پور (مغربی پاکستان) کے ڈیکلریشن کی تجدید ابھی تک نہیں ہو سکی، اس لیے عید نمبر شائع نہیں کیا جا سکا تا وقتیکہ تجدید ہو، المنبر کی اشاعت ملتوی رہے گی۔ ہم اس جبری تاخیر و التوا پر قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ المنبر)

اجتماع نمبر

روزنامہ دعوت دلی

جس میں جماعت اسلامی ہند کے تاریخی اجلاس دہلی منعقدہ ۱۱/۱۲/۱۳/۱۴ نومبر ۶۷ء کی پوری کارروائی پیش کی گئی ہے، شائع ہو گیا ہے جس کا مطالعہ آج کی دکھی دنیا کے مسائل اور ان کے حل کو سمجھنے کیلئے ناگزیر ہے ۲۶×۲۰ سائز کے ڈھائی سو صفحات ٹائیٹل رنگا رنگ کتابت و طباعت و کاغذ اعلیٰ، اس تاریخی دستاویز کو اجتماع گاہ اور جماعت اسلامی ہند کی مرکزی و صوبائی درسگاہوں کی دلکش فوٹو تصاویر سے بھی مزین کیا گیا ہے قیمت ۳ روپے علاوہ محصول ڈاک ۵۸ نئے پیسے تین جلدوں کی خریداری پر محصول ڈاک معاف، چار یا اس سے زیادہ جلدوں کی خریداری پر ۲۵ فیصد کمیشن دیا جائے گا۔

منیجر: روزنامہ دعوت دلی ۶

فون ۲۷۶۵۳ تار کا پتہ "جماعت دہلی"

"بچے ملک و قوم کی دولت ہیں" (مہرد محبوبہ ہنا)

نشان اعتماد

ان کی

ہم سب کو مل کر حفاظت کرنا چاہئے

بہارِ نو بچوں کو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھتا ہے قیمت فی شیشی ۳ دس عہ رسالہ بچوں کی صحت اور ان کی پرورش مفت طلب فرمائیے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ایجنسیاں (۱) مرزا نتھ بھجن ـــ صدر بازار (۲) اعظم گڑھ ـــ گرد ٹولہ (۳) کو باگنج اعظم گڑھ ـ دیسی دواخانہ (۴) جونپور سعیدی دواخانہ بال گودام روڈ

شربت اکسیر قوت

اس شربت میں وہ ضروری معدنیات اور وٹامن پوری مقدار میں موجود ہیں جن سے انسان بنا ہے اور جنکی کمی سے صحت خراب ہو جاتی ہے اسلئے اگر کسی بیماری یا موسم کے شدائد یا محنت کے ... کمزوری ہو جائے ... پورا کام نہ کر سکتے ہوں ہاتھ پیروں سے سکت جاتی رہے تو اسکے استعمال سے کمزوری ... ہو جائیگی اگر بچہ ... ہو جائے دانت ۶ ماہ کی عمر ہونے پر نکلنا شروع نہ ہوں تو اس شربت کے استعمال سے دانت آسانی سے نکلیں گے ... بڑھے گا۔ بڑوں کی خوراک: ایک ایک چائے کا چمچہ صبح دوپہر شام۔ بچوں کی خوراک: ۵ سے ۲۰ بوند تک صبح دوپہر شام دودھ کے ساتھ دیں۔

شربت جذام

جذام کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو ایسی ہے کہ ہر شخص پہچان لیتا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس کو صرف ڈاکٹر ہی پہچانتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ دھوپ میں چلنے سے چنگاریاں لگتی ہیں۔ اکثر جلد میں چھتے پڑ جاتے ہیں اور ان میں سردی و گرمی کا احساس جاتا رہتا ہے اگر ایک شیشی میں گرم پانی اور دوسری میں سرد پانی بھر کر دونوں شیشیاں چھتوں پر لگائیں تو دونوں میں فرق نہ معلوم ہوگا۔ شربت جذام کے استعمال سے یہ مرض دفع ہو جاتا ہے۔ پانچ چھ ماہ دوا استعمال کرنی چاہیے۔ مقدار خوراک تین تین چائے کے چمچے صبح، دوپہر، شام۔ قیمت فی بوتل ...... عہ

سفوف ذیابیطس

سفوف ذیابیطس کے استعمال سے چند ہی روز میں تکلیف کی کمی شروع ہو جاتی ہے۔ قوت واپس آنے لگتی ہے اور رات کو بار بار اٹھنے اور نیند خراب ہونے سے نجات مل جاتی ہے۔ سفوف ذیابیطس کے چند ہفتوں کے استعمال سے پیشاب ہی سے شکر غائب نہیں ہو جاتی بلکہ خون میں بھی اتنی ہی رہ جاتی ہے جتنی تندرست آدمیوں کے خون میں ... ذیابیطس کے چند مہینوں کے استعمال سے دوا چھوڑ دینے پر بھی فائدہ قائم رہتا ہے۔ مقدار خوراک ایک چار ماشے سے چھ ماشے تک۔ (صبح شام)

۵ تولے کی شیشی ـ عہ ۱۰ تولے کی شیشی ...... عہ

سنی فارمیسی، ۲۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

ALFURQAN (Regd. No. A-353) LUCKNOW

دُنیا میں

سب سے بڑا روحانی انقلاب

پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ برپا ہوا تھا

جو لوگ اُردو زبان کے ذریعہ

اُس تعلیم و ہدایت سے واقف ہونا اور فائدہ اٹھانا چاہیں جس نے یہ انقلاب برپا کیا تھا

ہم اُنکی خدمت میں مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ کی تالیف

معارف الحدیث

اعتماد اور یقین کے ساتھ پیش کرتے ہیں

اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ یہ حدیث نبوی کا ایک جدید مجموعہ ہے جو دورِ حاضر کے مسلمانوں کی ذہنی و فکری سطح کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ مصنف کی خاص کوشش پوری کتاب میں یہ رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے جو اثرات صحابہ کرام کے قلوب پر پڑتے تھے اس کتاب کے ناظرین کے دلوں پر بھی وہی اثرات کسی درجہ میں پڑیں۔—(دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں)

جلد اوّل — جس میں ایمان و آخرت سے متعلق ۳۰۰ حدیثوں کی تشریح کی گئی ہے۔ قیمت مجلد ۸/۴ غیر مجلد ۱۰/۳

جلد دوم — جس میں تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق سے متعلق ۲۹۰ حدیثوں کی تشریح کی گئی ہے جنکے متعلق وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید کے بعد تزکیۂ نفس، اصلاح قلب اور تربیت اخلاق کا کوئی موثر ذریعہ ان حدیثوں سے بڑھ کر دنیا کے اصلاحی ادب میں موجود نہیں۔ قیمت مجلد ۸/۵ غیر مجلد ۸/۴

ملنے کا پتہ — کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ لکھنؤ

only Cover Printed at Gupta Printing Press, Lucknow.